علم الحروف

یا

تحقیقات ماہر

عالیجناب فخر الاطبا حکیم محمود علی خاں ماہر

اکبر آبادی ثم دہلوی

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

سلسلہ تصانیف ماہر نمبر ۲

136365

علم الحروف

: یا :

تحقیقاتِ ماہر

ذخیرہ محمد و محمود الٰہی

حصہ اول

از خامۂ

حکیم محمود علی خاں صاحب ماہر اکبرآبادی ثم دہلوی

امرتسر و شمس رحمٰ - لاہور

مُصنّف :- ا۔بیاضِ ماہر ۲۔جوہرِ ماہر ۳۔اکسیرِ ماہر ۴۔صدائے ماہر ۵۔طبی چٹکلے یا مجربات ماہر ۶۔علاج الانسان با جزا الحیوان ۷۔محافظ شباب ۸۔تحفۂ شباب ۹۔بقائے شباب ۱۰۔رسالہ چار امراض ۱۱۔رسالہ سل و دق ۱۲۔رسالہ آتشک و سوزاک ۱۳۔رسالہ بواسیر ۱۴۔رسالہ حکمی مجربات ۱۵۔دستور علاج الجبار دہلی ۱۶۔ابو حنیفہ ۱۷۔معاشرتِ افغانان

خود کوزہ و خود کوزہ گر و خود گلِ کوزہ

معلوم نہیں کہ اس نئی اُپج کی نسبت دنیا مجھکو کیا کہے گی ؟

تاہم میری محنت، جانفشانی اور جستجو مجھے مجبور کرتی ہے

کہ میں اس کتاب کو اپنے نام ہی پر معنون کر کے اپنی رُوح

کو خوش کروں۔

روحانیت کا فدائی

حکیم محمود علی خاں ماہر

اکبر آبادی ثم دہلوی

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

علم الحروف یا تحقیقات ماہر

حصہ اول

اے کردہ زکلک صنع ترکیبِ بشر ۔۔۔ زانشائے تو نقش بستہ اجسام وصور

ہر حرف کہ از خامۂ حکمت زدہ سر ۔۔۔ طغرائے قضا گشتہ وعنوان قدر

اے قلم! اگر تجھ میں راست بیانی کا جوہر ہے تو حمد پروردگار میں سربسجود ہو جا۔ اور نعت احمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں محو ہو کر لکھ اور جو لکھ جو تو لکھ سکتا ہے لیکن تیری فطرت میں ابتدا سے لفاظی ہے تو اگرچہ سریع السیر ہے اور تیری رفتار کے سامنے اسپ تازی بھی لنگ ہے۔ مگر یہ وہ میدان ہے جس میں تو بازی نہ لیجا سکے گا۔ اسلئے تیرے حق میں یہی بہتر ہے کہ بحیثیت کاتب وحی صفحۂ قرطاس پر سر کے بل چل اور زبان سے کہتا جا!

اقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِىْ خَلَقَ ۚ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۚ اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ

ؔ۔ علق کے معنی لغت میں اس خون کے ہیں جو منجمد ہو کر گوشت کے لوتھڑے کی صورت بنجاتا ہے اور ایک دریائی کیڑے کا بھی نام ہے جسکو ہندی میں جونک کہتے ہیں۔ تحقیق جدید یہ ہے کہ جب نطفہ کا انعقاد ہوتا ہے تو اول وہ جونک کی صورت ہوتا ہے پھر اسمیں نباتات کی طرح گلے پھوٹتے ہیں۔ اور آہستہ آہستہ وہ جونک انسانی قالب اختیار کر لیتی ہے۔ واللہ در من قال ۔ دہد نطفہ را صورتے چوں پری ۔ کہ کردست بر آب صورتگری

الَّذِی عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۙ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ ۙ ترجمہ (اے پیغمبر قرآن شریف جو تم پر وقتاً فوقتاً نازل ہوگا اس کو) اپنے پروردگار کا نام لیکر پڑھ چلو جس نے مخلوقات کو پیدا کیا (جس نے آدمی کو گوشت کے لوتھڑے سے بنایا پڑھ چلو اور (خدا پر بھروسہ رکھو کہ) تمہارا پروردگار بڑا کریم ہے۔ جس نے (آدمی کو قلم کے ذریعہ علم سکھایا۔

اب ٹھہر جا! اور خدا کا شکر ادا کر جس نے تجھکو انسان کا رفیق بنایا۔ اور باوجود شکستہ زبانی کے طلاقت کا مادہ عطا فرمایا۔

صفحات تاریخ بتاتے ہیں کہ تو حضرت آدم صفی اللہ کا کاتب السر (پرائیویٹ سکریٹری) بھی رہ چکا ہے۔ الواح حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی تیری صنعت کی یادگار ہیں۔ اور تو نے صحائف آسمانی بھی لکھے ہیں۔ اور کبھی تو نے لوح محفوظ پر یہ جملہ بھی لکھا تھا۔ وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ کُلَّهَا ترجمہ اور آدم علیہ السلام کو سب چیزوں کے نام بتا دیئے یعنی جملہ علوم سکھا دیئے۔

بیشک یہ جملہ فضائل ہمکو تسلیم ہیں۔ اب تھوڑی دیر کیلئے یار شاطر ہو کر کل فضائل کرا کہ انسان کو تحریر و تقریر کا مادہ کیونکر مرحمت ہوا۔ دنیا کی زبانیں کیونکر بنیں۔ اور تو عالم وجود میں کس لئے آیا۔؟

تخلیق السنہ یا زبانوں کی بناوٹ

انسان میں جو سب سے بڑی صنعت ہے وہ جوہر نطق (گویائی) ہے۔ اور یہی صنعت اس کو حیوان سے ممتاز کرتی ہے۔ لیکن خود انسان کیا ہے؟ بقول حکما۔ وہ بھی حیوان کی ایک نوع ہے۔ اور یہی سبب ہے حیوان جو بولیاں بولتے ہیں ان میں اور انسان کی بولیوں میں ایک فطری [illegible] موجود ہے اور دونوں ایک ہی قانون قدرت کے تابع ہیں نشو و نما [illegible]

Marfat.com

بچہ کو پیدا ہوتے ہی میاں میاں کرنے کے بچے کو کائیں کائیں کرنا، بندر کے بچہ کو گیانا کس نے سکھایا ہے۔ اور یہ کس دیس کی بولیاں ہیں؟

آپ کہیں گے کہ یہ سب بے جوڑ آوازیں (الفاظ) ہیں جنکی کوئی غرض و غایت نہیں ہے۔ لیکن جب چڑیا، مرغی اور کبوتر کے بچے چیں چیں کرتے ہوئے بھوک کی حالت میں پر پھیلا کر اور چونچ کھولکر، ماں باپ کے سامنے آتے ہیں، تو یہ بے زبان فوراً سمجھ جاتے ہیں کہ بچے بھوک سے بیتاب ہو کر چلا رہے ہیں۔ اور وہ ان کو اسی وقت دانہ بھراتے ہیں۔

بندر پر جب کوئی مصیبت آتی ہے تو وہ زور سے چیختا یا کلکاری مارتا ہے اور اس کی ایک آواز پر ساری برادری جمع ہو جاتی ہے۔ بلاشبہ حیوانات کی یہ تمام آوازیں یا بولیاں بظاہر مہمل، یا بے جوڑ ہیں۔ لیکن صدیوں کے بعد یہی آوازیں ہیں جو اشارات کا کام دینے لگی ہیں۔ اور بامعنی الفاظ بن گئی ہیں۔ اور ہر آواز ایک خاص مقصد پر دلالت کرتی ہے۔

حضرات گرامی! یہی حال انسان کے بچوں کا ہے کہ پیدا ہوتے ہی بچہ خاص آواز (لے) یا ہیاؤں ہیاؤں سے روتا ہے۔ اور ہر تکلیف و راحت پر اس کی آواز بدلتی جاتی ہے۔ اور یہ اس کی فطری آوازیں ہیں۔ چنانچہ جس آواز کو ہم رونے سے تعبیر کرتے ہیں یہ اس کی سب سے پہلی قدرتی آواز ہے جس کا نام نطق یا گویائی ہے۔ اور یہ آواز حلق سے نکلتی ہے۔ جب بچہ ذرا بڑا ہوتا ہے تو اشارات کا اظہار کرتا ہے۔ اس سے یہ نتیجہ نکلا کہ انسان کو آفرینش کے ساتھ ہی گویائی عطا ہوتی ہے۔ اور وہ گونگا پیدا نہیں ہوتا ہے۔ اور جسقدر عمر بڑھتی جاتی ہے۔ خارجی اصوات (الفاظ) اس کے کانوں میں جاتی ہیں۔ جن کو وہ استعمال کرتا ہے اور اسی کا نام زبان ہے۔ اور اسی قدرتی آواز سے حیوانات بھی بے

Marfat.com

نیاز نہیں ہیں۔ گھریلو طوطا، رٹے ہوئے الفاظ کس ذوق شوق سے پاک ذات حق اللہ اور رام رام کہتا ہے۔ لیکن جب بلی اس کا گلا دباتی ہے تو وہ اپنا یہ سبق بھول جاتا ہے۔ اور ٹیں ٹیں کرنے لگتا ہے۔

کسی انسان کو اچانک ڈراؤ تو اس کے منہ سے صرف ہو نکلتا ہے۔ یہ آواز ٹھیٹ حیوانیت پر دلالت کرتی ہے۔

ان نظائر سے ظاہر ہے کہ انسان کی زبان بھی ابتدا میں حیوانات کی طرح مجموعۂ اصوات تھی۔ اور پھر ایک زمانہ دراز کے بعد یہی مہمل آوازیں با معنیٰ الفاظ بن گئے۔

محققین السنہ[1] نے کامل تحقیقات کے بعد فیصلہ کیا ہے کہ دنیا کی ہر زبان میں اوّل درجہ ایک تہائی الفاظ ایسے ہیں جو محض **اصوات** (آواز) سے مرکب ہیں۔ یہ دعویٰ ذیل کی مثالوں سے بخوبی سمجھ میں آجائیگا۔

اردو (ہندی[2]) میں بھونکنا، بلبلانا، ہنہنانا روزمرہ کے الفاظ ہیں۔ ان کی ساخت پر غور کیجئے تو صاف معلوم ہوگا کہ یہ مصادر خالص ان آوازوں سے مرکب ہیں جو کتے اونٹ اور گھوڑے کی فطری آوازیں ہیں۔

بھاشا اور **پراکرت** سے ایسے لاکھوں الفاظ بنائے گئے ہیں۔ چنانچہ جب ہوا چلتی ہے تو سائیں سائیں کی آواز آتی ہے۔ اس آواز سے سرسراہٹ کا لفظ بنا، اسی قبیل کے الفاظ گھڑگھڑاہٹ (چکی کی چال)، کھڑکھڑاہٹ (خشک

---

[1] ملاحظہ ہو کتاب المقدمہ حیش کرامت حسین مرحوم و مغفور۔

[2] آج سے ایک صدی پیشتر ہندوستان میں نظم و نثر کی جو کتابیں لکھی جاتی تھیں ان کا نام بھاجس کے بکثرت شواہد موجود ہیں۔

Marfat.com

پتوں کی آواز) گرج (بادل کی آواز) اور کڑک (بجلی کی آواز) ہیں۔ یہ آوازیں غیر ذی روح سے متعلق ہیں۔ اور اسی قسم کا ذخیرہ جان دار حیوانات کی آوازوں سے بھی بنتا ہے۔ مثلاً غاق (قائیں قائیں، کوے کی آواز، تف (تھوکنے کی آواز) آہ (درد کی آواز) یہ عربی آوازیں ہیں۔ **فارس** کی زبان بھی ایسے[1] الفاظ سے مالامال ہے۔ خراسان کے کوے جب بولتے ہیں تو ان کے گلے سے صاف کلنگ کلنگ کی آواز آتی ہے۔ یہی آواز کلاغ (یعنی کوا) بن گئی۔ **کوہ البرز** کے مرغزاروں میں بلبل گلاب کی ڈالیوں پر چہچہہ کرتا ہے۔ اور چیخے چیخے دم توڑ دیتا ہے یہی آواز فارسی میں چہچہہ اور ہندوستان میں چہچہانا ہے۔ یہ مفرد آوازوں کی مثالیں تھیں۔

الغرض جب مفرد الفاظ کثیر تعداد میں وضع ہو گئے تو مرکبات کی باری آئی۔ اور یہ مرکبات بھی اصوات کی مرہونِ منت ہیں۔ ذیل کے الفاظ کی ساخت پر غور فرمائیے۔

۱۔ پپیہا۔ یہ ہندوستان کا ایک خوش آواز پرند ہے۔ جس کی چیخ بلا کی درد انگیز ہوتی ہے۔ اس کی مسلسل آواز (پی کہاں) سے یہ لفظ بنا جس کی بدولت ہندی شاعری مالامال ہے۔

۲۔ جھینگر، یہ ننھا سا کیڑا بھی بہت ہی بلند آواز ہے۔ اور خود اس کی آواز (جھیں جھیں) سے یہ لفظ بنا ہے۔

۳۔ چھم چھم پانی کی سریلی آواز کا نام ہے۔

۴۔ بھونرا، یہ ہند کے شاعروں کا قاصد ہے اسکے پروں کی آواز سے بھونرا بنا ہے۔

---

[1] ملاحظہ ہو سخندان فارس شمس العلما آزاد دہلوی۔

Marfat.com

اسی قبیل کے الفاظ جھنبیری، بھنبھناہٹ، ٹڑو (مینڈک) وغیرہ ہیں۔

متعدد[1] الفاظ افعال ظاہری اور ادنیٰ مشابہت سے وضع ہوئے ہیں۔ جس کی سینکڑوں مثالیں ہندی میں موجود ہیں۔ مثلاً

اجگر (اژدہا)۔ آج سنسکرت میں بکری کو کہتے ہیں اور گر کا ترجمہ نگلنا ہے۔ یہ جانور بکریوں کو نگل جاتا تھا۔ اس لئے اجگر نام ہوا۔

کنکھجورا۔ اس لفظ کا مادہ کان اور کھجور ہے۔ یہ موذی جانور سوتے میں اکثر ...... انسان کے کان میں گھس جاتا ہے۔ اور اس کی جسمانی بناوٹ کھجور کی ٹہنیوں سے مشابہ ہے۔ اس لئے اسکا نام کنکھجورا ہوگیا۔ اور بھیڑیا بھی اسی قسم کا لفظ ہے۔ شترمرغ اور گاؤزباں (ایک مشہور دوا کا نام ہے) یہ بھی اسی قسم کے الفاظ ہیں۔ چنانچہ مرکب الفاظ کیلئے اسی قسم کے متعدد قاعدے ہیں جن کا تعلق صرف ونحو اور رسم الخط سے ہے۔ اس مختصر تمہید سے واضح ہوگیا کہ دنیا کی زبانوں میں قدرتی اصوات کو کس قدر تعلق ہے۔

اب انسانی حالات پر غور فرمائیے! آواز کا جہاں تک انسان سے تعلق ہے۔ اس صفت میں یونان، عرب، عجم اور ہندوستان بلکہ تمام دنیا کے بچے سب ہم آواز ہیں۔ لیکن ہونٹوں کی بناوٹ، جبڑے، حلق اور ناک کی ترکیب سب کی جداگانہ ہے اس لحاظ سے زبان کی ساخت میں ضرور فرق پڑے گا۔ اور یہ وہ فرق ہے جس سے دنیا کی کوئی زبان مستثنیٰ نہیں ہو سکتی ہے۔

اس کے بعد آب و ہوا کا اثر ہے جس سے زبان بھی متاثر ہوتی ہے۔ مثلاً ایرانیوں کے گلے سے ڈ۔ ٹ۔ ڑ اور عربوں کے حنجرہ سے چ۔ پ۔ گ نہیں نکلتے

---

[1] مولوی سید احمد مرحوم دہلوی مصنف فرہنگ آصفیہ نے اس قسم کے متعدد الفاظ لکھے ہیں۔

Marfat.com

یہ آپ پڑھ چکے ہیں کہ بولیوں میں اول فرق آلات تلفظ کے سبب سے ہوا پھر آب وہوا کا اثر غالب ہوا۔ اور یہ اثر آلات کے مقابلہ میں زیادہ قوی ہے مثلاً جب ہم پہاڑی علاقہ کی سیر کریں تو وہاں کے حیوانات اور انسانوں کی آواز سے جو لہریں پیدا ہونگی ان میں ایک قسم کا زیر و بم (گنگری) ہوگا۔ کیونکہ ہر آواز پہاڑ کی چوٹیوں اور ٹیلوں سے ٹکرا کر نکلے گی۔ برخلاف اس کے میدانی علاقوں کی زبان میں خاص سلاست اور روانی ہوگی۔ جس کی تصدیق پہاڑیوں کے گیت اور اہیر دن (گوالوں) کے برہا (ایک قسم کا گیت) سے ہوتی ہے۔

اور یہی راز الفاظ کی کرختگی اور لوچ کا ہے۔ جس میں حیوان اور انسان مشترک ہیں۔ ایسا ہی فرق ریگستانوں اور ساحلی مقامات کے باشندوں میں پایا جاتا ہے۔

اب یہ امر غور طلب ہے کہ زبان پر الفاظ کیونکر آتے ہیں۔ اور کس طرح بنتے ہیں؟ بادنیٰ تامل معلوم ہوجاتا ہے کہ یہ سارے کرشمے سانس (نفس) کے ہیں۔ جب یہ سانس (ہوا) حیوانات کے منہ سے نکلتی ہے تو وہ حیوانی بولی ہے۔ اور جب انسان کے لب ودہن سے خارج ہوتی ہے تو اس کا نام لفظ ہے۔ اور یہی آوازیں آگے چلکر بامعنی یا مہمل الفاظ کہلاتے ہیں جس کا تعلق عقلیات سے ہے۔ اور یہ شان صدیوں میں پیدا ہوتی ہے۔ اسی سلسلہ میں یہ سمجھ لینا چاہئے کہ یہ سارے طلسمات حلق (گلو) کے ہیں۔ علم الحیوانات کے محقق کہتے ہیں کہ موسیقار (مشہور پرند) کی منقار (چونچ) سے اکیسو ساٹھ سُر نکلتے ہیں۔ لیکن انسان کا گلا جو رباطات، عضلات، عروق اور اعصاب وغیرہ سے مرکب ہے وہ ہزاروں آوازیں نکال سکتا ہے۔ اس تشریح سے ظاہر ہے کہ جس ہوا کا نام سانس ہے وہی خلاق حروف ہے۔

جب خدا نے سانس سے آوازیں پیدا کیں تو ہر سانس میں تین قسم کی لہریں نمایاں

ہوئیں۔ اور ان ہی لہروں سے ایک غیر متناہی سلسلہ نغمات کا پیدا ہوا۔
موسیقی کی اصطلاح میں ان لہروں کا نام سُر ہے۔ جس سے ہزاروں راگ پیدا
ہوتے ہیں۔ لیکن زبان میں یہ لہریں **اعراب** کہلاتے ہیں اور وہ تین سُر آ۔ اِ۔ اُ
ہیں۔ محققین عرب کا قول ہے کہ اعراب کے آثار چڑھاؤ سے تین حرف پیدا ہوئے
یعنی آ سے **الف** اِ سے **ی** اور اُ سے **و** ان حرفوں کا مجموعہ **وائے** ہوا۔ عرب
ان کو حروف علت کہتے ہیں۔ اور بجا کہتے ہیں۔ تمام حروف کا نانا بانا یہی حرکات ثلاثہ
ہیں۔ جس لفظ کی بناوٹ پر غور کیا جائے اس میں یہی تین تار حرکت کرتے ہوئے نظر
آئیں گے۔ اور انہی کی آواز سے حروف میں ثقالت (بھاری پن) اور نرمی پیدا
ہوگی۔ یہ قدرت کا عجیب راز ہے کہ تمام دنیا کے حروف ابجد کا پہلا حرف الف
(آ) ہے۔ اور یہی وہ سرگم ہے جس سے ہزاروں راگنیاں پیدا ہوتی ہیں۔
یہ راگ اور نغمات کیا ہیں؟ یہی اقوام عالم کی زبانیں ہیں۔ اور ہر زبان میں بقدر ضرورت
حروف تہجی ہیں۔ یا یہ کہ مردم شماری کی بنیاد پر حروف میں کمی و بیشی واقع ہوئی ہے۔ چنانچہ
ایشیا کی مشہور اقوام کی حروف تہجی حسب ذیل ہیں۔

۱۔ قدیم ہندوستانی (سنسکرت) پچاس
۲۔ عرب اٹھائیس ۲۸
۳۔ فارس بتیس ۳۲
۴۔ کردستان بتیس ۳۲
۵۔ افغانستان (پشتو) چالیس ۴۰
۶۔ بلوچستان و مکران پینتیس ۳۵

[1] تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو کتاب تاریخ الخط العربی عبد الفتاح عبادہ۔ مطبوعہ مصر ۱۹۱۵ء

Marfat.com

۷۔ ترکی (دولت عثمانیہ) تینتیس ۳۳

۸۔ اردو۔ اکیاون[۱] ۔ مگر بعض محققین نے اردو کی حروف تہجی دو سو سے بھی زائد تسلیم کی ہے۔

اور سب سے بڑی تعداد چینی[۲] حروف تہجی کی ہے۔ جو تعداد میں اسی ہزار[۳] اور بہ کم از کم دو سو چودہ ہیں۔ یہ حروف مفرد اور مرکب ہیں۔ لیکن علامہ[۴] ابن ندیم کا قول ہے کہ چین کے ہجے میں حروف نہیں ہیں بلکہ جنکو حروف کہا جاتا ہے وہ **نقوش** ہیں جس کو ایک ذہین آدمی بیس سال کی مدت میں سیکھ لیتا ہے۔ اور اس زبان کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ اس میں ہر کلمہ تین حرف کا ہے۔ دوسری تخصیص یہ ہے کہ چینی رسم الخط میں ایک عجیب و غریب طریقہ مختصر نویسی (شارٹ ہینڈ) کا ہے۔ جس میں سو صفحات کا مضمون ایک صفحہ میں آجاتا ہے۔ اور اس کا نام **کتابت المجموع** ہے۔ چنانچہ علامہ موصوف تحریر فرماتے ہیں کہ علامہ زکریا رازی طبیب کے ایک شاگرد نے حکیم جالینوس کی کل کتابوں کی نقل اسی اصول پر ایک مہینہ میں کر لی تھی۔

ماحصل اس تحریر کا یہ ہے کہ اول حرکات اور اصوات سے بقدر ضرورت مفرد کلمات وضع ہوئے۔ لیکن جب انسانی ضروریات خارج از شمار ہو گئیں تو پھر مفردات سے مختصر کلمات بنائے گئے۔ ابتدا میں ان کلمات کے درمیان حرف ربط نہ تھے

---

[۱] یہ مباحث مردم شماری کی رپورٹوں میں عام طور سے درج ہیں۔

[۲] چینی ابجد اس کتاب کے حصہ چہارم صفحہ ۸ پر ملاحظہ فرمایئے

[۳] بعض محققین کا خیال ہے کہ چینی زبان میں کم از کم چار ہزار الفاظ ہیں تفصیل کیلئے کتاب ہذا کے حصہ چہارم کا صفحہ ۶۔۷۔۸ ملاحظہ فرمایئے

[۴] کتاب الفہرست صفحہ ۲۶ مطبوعہ لیپزگ (جرمنی) کتابت قلم الچینی۔ علامہ ابن ندیم

پھر تدریجاً ابتدا اور خبر کی شان نمایاں ہوئی۔ جس کی بہترین مثال ایک سہ سالہ بچے کی گفتگو سے ہو سکتی ہے۔ اس کے بعد جب بچہ عہد طفلی سے نکل کر دوسرے دور میں آتا ہے۔ تو اس کی ظاہری اور باطنی قوتیں (قوت مدرکہ، حافظہ، متخیلہ وغیرہ) ابھرتی ہیں۔ اور وہ نئے نئے الفاظ سے مافی الضمیر کو ادا کرتا ہے۔ اور عالم شباب تک زبان کی تکمیل ہو جاتی ہے۔ اور الفاظ کی بناوٹ کا آغاز کاروباری زندگی سے شروع ہوتا ہے۔ جس قوم کو جن امور سے دلچسپی ہوتی ہے۔ اسی قسم کے الفاظ سانچے میں زیادہ ڈھلتے ہیں۔ مثلاً عرب کہ ابتدا میں اس کی معاش کا ذریعہ قتل و غارت تھا۔ لہٰذا جنگی اصطلاحات اور الفاظ ان کی زبان میں سب سے زیادہ ہیں۔ تجارت کی غرض سے وہ اونٹوں کو پالتے تھے۔ اس ضرورت سے عربی لغات میں اونٹ کیلئے دو ہزار کے قریب الفاظ موجود ہیں۔ شراب دل کھول کر پیتے تھے۔ لہٰذا شراب کے لئے ایک ہزار نام ہیں۔ یہی حال دوسرے الفاظ کا ہے۔ اور اس کلیہ سے دنیا کی کوئی زبان خالی نہیں ہے۔

الغرض زبان کی بناوٹ میں مفردات، اشارات، روابط اور ضمائر چل ہیں۔ اور سیکڑوں برس کی مدت میں ایک زبان مکمل ہوتی ہے۔ یہ بحث اس قدر طویل ہے کہ جسمیں مستقل کتابیں لکھی جا سکتی ہیں۔

اب ہم دنیا کی مشہور زبانوں کی مختصر تاریخ لکھتے ہیں۔ جس کا تعلق **علم الحروف** (ابجد) سے ہے۔

۲۔ آغاز آفرینش اور السنہ اقوام عالم

انسان اس عالم میں کب آیا۔ یا یہ کہ کس سنہ و سال میں پیدا ہوا۔ دنیا کی تاریخ اس کے اظہار سے قاصر ہے۔ اسی طرح یہ مسئلہ بھی ہنوز غیر منفصل ہے کہ انسان کی جو موجودہ شکل و صورت ہے آیا وہ اسی شکل میں ماں کے پیٹ سے پیدا

ہوا۔ یا وہ کسی حیوان کی صورت میں تھا۔

ڈارونؔ صاحب فرماتے ہیں کہ انسان ایک ترقی یافتہ بندر ہے۔ ممکن ہے کہ اہل یورپ ابتدا میں افریقہ کے گریلا (افریقہ کا زبردست انسان نما بندر) سے مشابہ ہوں اور پھر ہزاروں برس کے بعد دم جھاڑ کر گورے چٹے انسان بن گئے ہوں۔ اہل ایشیا کا تو یہ قول ہے کہ ہم سدا سے ایسے ہی ہیں۔ اور شکم مادر سے انسانی صورت میں پیدا ہوئے ہیں۔ تیسری بحث یہ ہے کہ ہم کس **آدم** (ابوالبشر) کی اولاد ہیں۔ بلاشبہ یہ ایک دقیق بحث ہے۔ اسلامی روایات میں حضرت **علی** کرم اللہ وجہہٗ سے منقول ہے کہ کسی نے آپ سے دریافت کیا تھا کہ حضرت آدم سے پہلے کون تھا؟ آپ نے فرمایا کہ آدمؑ۔ اور مسلسل تین مرتبہ یہی ارشاد فرمایا۔ اس سے ظاہر ہے کہ ہماری دنیا کی بڑی عمر ہے، اور اس میں متعدد آدم پیدا ہوئے ہیں۔ جن کی نسل سے یہ دنیا آباد ہوئی ہے۔ اور تاریخ سے ثابت ہے کہ ہم اس آدم یا ابوالبشر کی اولاد ہیں جن کی نسل میں حضرت نوح علیہ السلام تھے۔ اور جن کے زمانہ میں طوفان آیا۔ اور طوفان کے بعد از سر نو انسانی بستیاں قائم ہوئیں۔ اور جدید تمدن کا آغاز ہوا چنانچہ موجودہ تہذیب و تمدن کی تاریخ طوفان نوحؑ سے شروع ہوتی ہے۔ اور اسی زمانہ سے

لہ ڈارون صاحب قصبہ ایلٹن (انگلینڈ) میں ۱۲۔ دسمبر ۱۸۰۹ء کو پیدا ہوئے اور ۱۸۔ اپریل ۱۸۸۰ء کو فوت ہوئے تھے۔ اگر یہ تسلیم کر لیا جائے کہ دنیا ایک ہی آدم کی اولاد ہے تو خدا کی ذات حادث ثابت ہوگی۔ اور ہمارا یہ عقیدہ کہ "خدا ازلی اور ابدی" ہے باطل ہو جائے گا۔ اس روایت سے ثابت ہوا کہ دنیا میں متعدد ابوالبشر آئے ہیں۔ لیکن ہم ان کی تاریخ نہیں بتا سکتے۔

Marfat.com

دنیا میں علوم وفنون کا رواج ہوا۔

یہ طوفان کب آیا۔ اور دنیا کے کن حصوں میں آیا۔ یہ ایک بڑی بحث ہے لیکن محققین[1] جغرافیہ نے بڑی تحقیقات کے بعد طوفان نوح کے حسب ذیل سنین قائم کئے ہیں

۱۔ بائیبل مقدس (اوشر)	Usher	۲۳۴۸	قبل مسیح
۲۔ بائیبل عبرانی		۲۲۸۸	" "
۳۔ پلے فیر	Playfair	۲۳۵۲	" "
۴۔ کنٹر	Chintor	۲۴۸۲	" "
۵۔ سمریٹن	Samariton	۲۹۹۸	" "
۶۔ یوسی فیوس (یہودی مورخ)	Yosephus	۳۱۴۶	" "
۷۔ ڈاکٹر ہیلیس	Dr Hales	۳۱۵۵	" "
۸۔ بائیبل نسخہ سبعینہ[2]	Sepugint	۳۲۴۶	" "
۹۔ جمیل آفندی (تحفہ مدور)		۳۳۰۸	" "

نسخ بائیبل میں سبعینہ سب سے معتبر ہے۔ اس کے حساب سے آج تک ۱۹۳۳ء تک طوفان نوح کی عمر پانچہزار ایک سو اناسی سال قرار پاتی ہے۔ گویا یہ موجودہ عالم کی عمر ہے لیکن ہندوستان وایران کی مذہبی تاریخوں میں دنیا کی جو عمر بتائی گئی ہے۔ وہ لاکھوں برس کی ہوتی ہے۔ اور محققین علم الآثار (حضریات) بھی یہی کہتے ہیں کہ ہماری دنیا کی عمر ایک لاکھ سال سے کم نہیں ہے۔ کیونکہ پہاڑوں اور سمندروں کی تہ سے جو انسانی وحیوانی ہڈیاں

[1] تاریخی اٹلس مرتبہ یورپ جس میں دنیا کی تاریخ طوفان نوح سے شروع کی گئی ہے۔

[2] اس نسخہ کو ستر علمائے بنی اسرائیل نے ترجمہ کر کے صحت کی تھی۔ اس لئے یہ نسخہ سبعینہ کہلاتا ہے۔

...آمد ہوئی ہیں ۔ ان میں سے بعض ڈھائی پانچ دس ہزار سال سے زیادہ کے ہیں ۔ اور ماہرین طبقات الارض نے بعض مقامات میں دریاؤں کی سطح پر جو ریت یا چونے کی تہیں جم گئی ہیں ان کا شمار کیا ہے ۔ یہ تہیں شمار میں ۲۲ ہزار تک پائی گئی ہیں ۔ اور ایک تہ تقریباً سو برس کے اندر جم جاتی ہے ۔ اس حساب سے اقل درجہ موجودہ عالم کی عمر بیس ہزار سال ہے لیکن دنیا کی عمر کا صحیح اندازہ نہیں ہو سکتا ہے ۔ محققین آثار قدیمہ نے فیصلہ کیا تھا کہ ہماری دنیا کی عمر لاکھوں سال ہے لیکن ابھی کی جدید تحقیقات نے یہ ثابت کیا ہے کہ یہ دنیا دو کروڑ سال سے ہے ۔ اور یہ بھی فیصلہ کیا ہے کہ نسل انسانی کا گہوارہ بجائے ایشیا و یورپ کے افریقہ یا امریکہ ہے بہرحال تاریخ اس کی کوئی شہادت پیش نہیں کر سکتی ۔ صحیح حساب کا اندازہ صرف طوفان نوح سے ہوتا ہے ۔ باقی قیاسات ہیں ۔

حضرت نوحؑ کے طوفان سے قبل تہذیب و تمدن کا کیا حال تھا

قدیم مورخ برُوسوس کاہن کلدانی (چوتھی صدی عیسوی قبل مسیح) کی تاریخ سے ثابت ہے کہ سنہ ۴۰۰۰ قبل مسیح بابل میں سومری قوم کی حکومت تھی اور سنہ ۲۲۰۰ ق م میں حموُرابی خاندان بابل کا فرمانروا تھا ۔ اور یہ مہذب ترین حکومت تھی جس نے قانون سلطنت مرتب کیا ۔ تعلیم کیلئے مدارس جاری کئے ، جس کے کھنڈرات ہنوز موجود ہیں ۔ اور یہی وہ خاندان ہے جس نے قدیم سومری[۱] خط کو خط مسماری[۲] (پیکانی یا میخی) میں تبدیل کیا ۔ یہ خط بھی ہیرو غلیفی[۳] کے مشابہ تھا ۔

بہرحال اگر بروسوس کی تاریخ پر اعتبار کیا جائے تو بابل کا تمدن قدیم ہے ۔

---

[۱] و [۲] و [۳] یہ خطوط اس کتاب کے حصہ چہارم میں ملاحظہ فرمائیے ۔

Marfat.com

لیکن مصر کی تاریخ سے واضح ہے کہ مصری تمدن کا آغاز [illegible] ق۔م میں ہوا
ہندوستان کی تاریخ پردہ خفا میں ہے۔ لیکن علم الآثار سے پتہ چلتا ہے کہ ہندوستانی
تہذیب وتمدن میں مصر اور بابل پر فوق رکھتا ہے۔ بہرحال تاریخ سے ثابت ہے
کہ طوفان سے ایکہزار سال قبل علوم وفنون کی بنیاد پڑی اور طوفان کے بعد ان میں
غیر معمولی ترقی ہوئی۔

توراۃ مقدس کے صفحات (باب تکوین آیات ۴-۹) سے ظاہر ہے کہ حضرت
نوح[1] علیہ السلام کی وفات کے بعد ان کے تین بیٹوں سام، حام اور یافث سے
دنیا کا جدید نظام قائم ہوا۔ اور ان ہمیر زادوں میں حضرت سام[2] کی اولاد کا بڑا عروج
ہوا۔ اور ان سامیوں نے ۲۹۰۰ یا ۲۲۴۷ ق۔م بمقام بابل ایک مینار تعمیر کیا۔
جو رفعت وشان میں آسمان کا مدمقابل تھا۔ خدا کو ان کا یہ غرور اچھا نہ معلوم ہوا۔ اور
اس غرور شکنی کیلئے خدا نے ان کی زبان میں تفرقہ ڈال دیا۔ اور سامی نسل اپنے باپ
دادا کی زبان (سریانی) یکایک بھول گئی۔ اور ہر قبیلہ بھانت بھانت کی بولیاں بولنے
لگا۔ اور اختلاف زبان کے ساتھ ہی ایسا تفرقہ پڑا کہ یہ سامی خاندان متعدد قبائل
میں تقسیم ہوگیا۔ اور سب کی بول چال بدل گئی۔ چنانچہ سریانی[3] زبان جو حضرت آدم ابوالبشر

---

[1] حضرت آدم علیہ السلام کے ولیعہد حضرت شیث علیہ السلام تھے جن پر صحائف نازل ہوئے۔ اور
ان ہی کی نسل میں حضرت نوح علیہ السلام ہیں

[2] تمام عرب حضرت سام کی اولاد ہیں اور اسی مناسبت سے عرب سامی کہلاتے ہیں اور انکی زبان سامیہ یا سمٹک ہے

[3] دنیا میں سب سے پہلی زبان کیا تھی؟ یہ مسئلہ مختلف فیہ ہے۔ ایرانی، عربی، ہندی
سب ہی مدعی ہیں۔ لیکن سریانی زبان حضرت آدم علیہ السلام کو سب سے پہلے
تعلیم کی گئی تھی۔

Marfat.com

میں اس دور میں بنا ہو گئی۔ اور اقوام عالم میں متعدد زبانیں رائج ہو گئیں۔
لیکن کیوں ہوا؟ عقل اس کا جواب دینے سے قاصر ہے۔ بظاہر یہ متعدد زبانیں تفریق قبائل اور نقل و حرکت کی بنا پر پیدا ہوئیں۔ لیکن آب و ہوا۔ اور ضروریات تمدن نے بھی ان زبانوں کی آبیاری کی ہے۔ اور جسقدر طویل زمانہ جس زبان کو ملا۔ وہ مکمل ہوتی گئی۔ اور جو قومیں تہذیب و تمدن سے گر کر بدویت تک پہنچ گئیں ان کی زبانیں غیر مکمل اور ناقص رہیں۔ (باستثنائے عرب)۔ اسی طرح جب ایک قوم کسی اجنبی زبان کو سیکھتی ہے۔ اور اس کا تلفظ اگر ثقیل ہے تو اصلی زبان کو خراب کرتی ہے۔ اور اس کی صورت مسخ ہو جاتی ہے۔ جس طرح انگریزوں (خصوصاً تازہ ولایت) کی اردو ہے۔

اس تاریخی تمہید کے بعد اب اصل مدعا معرض تحریر میں آتا ہے۔

۳۔ السنہ اقوام عالم میں سامی زبان کا درجہ

صفحات مذکورہ بالا میں آپ پڑھ چکے ہیں کہ طوفان کے بعد مہذب حکومتیں بابل (عراق یا کلدان) میں قائم ہوئیں۔ اور اس ملک میں حضرت سام بن نوح کی اولاد چھا گئی۔ اور اس خطہ میں حضرت آدم علیہ السلام کی زبان سریانی بولی جاتی تھی۔ بعد ازاں سامی قوم کے انتشار سے جو زبانیں عالم وجود میں آئیں، جو سامیٹک یا السنہ سامیہ کہلاتی ہیں اسی زبان کی شاخیں آج تک مہذب دنیا میں بولی جاتی ہیں۔ چونکہ ہم کو علم الحروف عربی۔ فارسی۔ ہندی۔ ترکی اور نیز دیگر مشرقی اور بعض مغربی زبانوں پر بحث کرنا ہے۔ لہٰذا اول السنہ سامیہ کی مختصر تاریخ لکھتا ہوں۔

عموماً دنیا میں دو قسم کی زبانیں رائج ہیں۔ ایک بسیط دوسری مرکب۔ بسیط کی تعریف یہ ہے کہ اس میں دوسرے اجزا شامل نہ ہوں۔ یعنی وہ بنی نفسہٖ غیر مرکب اور مرکب بسیط کا عکس ہے۔ یعنی مختلف اجزار کے مجموعہ کا نام مرکب ہے

Marfat.com

جس طرح اربعہ عناصر ہیں۔ لہٰذا بسیط زبان وہ ہے جس میں اس زبان کے عناصر موجود ہیں اور دوسری زبان کے اجزا سے خالی ہے۔ اور مرکب وہ ہے جس میں غیر زبانوں کے الفاظ شامل ہیں۔ اور وہ الفاظ ہم الگ کر سکتے ہیں۔ چنانچہ بسیط زبانیں عناصر ادب ہیں۔ اور یہ کونسی زبانیں ہیں۔ جہاں تک تاریخی شواہد موجود ہیں وہ صرف تین ہو سکتی ہیں۔ یعنی آرین۔ سامی اور منگولین (مغلی) اقوام عالم میں آرین کو خاص خصوصیت ہے۔ جب یہ قوم مشرق کی طرف سے بڑھی اور ممالک مغرب (یورپ) اور ایشیا میں پھیل گئی تو اس زبان کی متعدد شاخیں ہو گئیں۔ جس میں مشہور تر سنسکرت اور فارسی ہے۔ اور جب آریہ بحر قزوین (کیسپین سی) سے یورپ میں پہنچے تو یونانی[1] اور لاطینی[2] زبانیں عالم وجود میں آئیں۔ اسی طرح مغلوں (خطا یا تبت کی قومیں) کی نقل و حرکت سے چینی[3] سیامی۔ برہمی[4] اور پہاڑی[5] (ہمالیہ کی اقوام) زبانیں پیدا ہوئیں۔ جس کی ایک مشہور شاخ ترکی زبان ہے۔ ان کے علاوہ جو زبانیں ہیں ان کی نسبت ہنوز یہ فیصلہ نہیں ہوا ہے کہ وہ کن کن زبانوں سے رشتہ اور ناتا رکھتی ہیں۔ (نہایت جستجو سے بعض زبانوں کے شجرے لکھے گئے ہیں جو اس کتاب کے حصہ چہارم میں ہیں)۔ فی الحقیقت یہی تین زبانیں **ام الالسنہ** ہیں۔ جن کی آمیزش سے موجودہ مرکب زبانیں وجود پذیر ہوئیں، جس طرح غیر قوموں کے میل جول سے نئی قوم پیدا ہوتی ہے۔

علمائے ادب نے سیمٹک کی جو تقسیم کی ہے۔ اس کا شجرہ[6] حسب ذیل ہے۔

---

[1] و [2] و [3] و [4] و [5] کی ابجدیں اس کتاب کے حصہ چہارم میں موجود ہیں۔
[6] کئی شجرے اس کتاب کے حصہ چہارم کے صفحہ ۲۹۔ ۳۰۔ ۳۱۔ ۳۲ [illegible]

شجرہ السنہ سامیہ یا سیمٹک

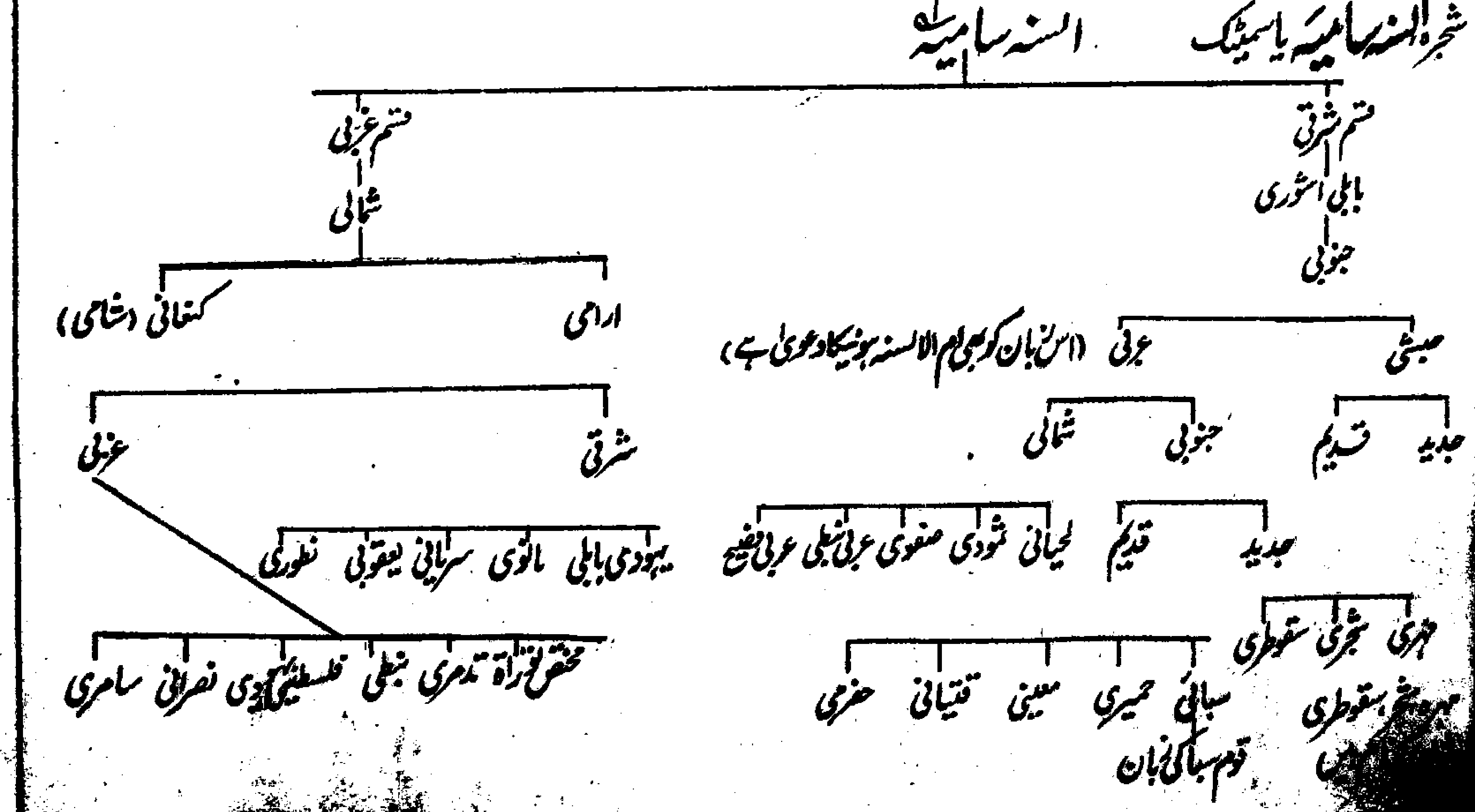

از کتاب انتشار اللغۃ العربیۃ مصنفہ سعید قتاح جبارہ مطبوعہ مصر ۱۹۱۵ء

Marfat.com

مختصر تشریح اس شجرہ کی یہ ہے کہ ممالک شرقیہ کی السنہ میں بنی سام کی بابل اور اسیریا[1] (اشوریہ) میں عروج کامل ہوا۔ اول ان کی زبان سریانی ہوئی اور زمانہ بعد میں عربی ہوئی۔ اور تحقیقات سے ثابت ہے کہ عربی زبان، بابل اور اسیریا کی قدیم ترین زبان سے بہت قریب ہے۔ اور پھر اسی زمانہ میں عبرانی[2] (ہیبرو) زبان پیدا ہوئی جو عابر بن سلح بن ارفخشد بن سام بن نوح علیہ السلام سے منسوب ہے حضرت عابر تمام بنی عبیر یعنی بنو قحطان، بنو ابراہیم، بنو اسماعیل اور بنو اسرائیل کے باپ یا مورث اعلیٰ تھے۔ لیکن عربی، عبرانی کی شاخ نہیں ہے، بلکہ وہ خود ایک مستقل زبان ہے جس کے دلائل جداگانہ ہیں۔ زبان عرب کی شاخوں میں جنوبی شاخ بہت زبردست ہے اور اس کا مرکز یمن تھا۔ جس میں حمیری[3] زبان بولی جاتی تھی اور اس زبان کے نمونے قدیم عمارات یمن اور حضرموت میں موجود ہیں۔ اور شمالی شاخ کی جو قسمیں بتائی جاتی ہیں وہ درحقیقت ایک ہی ہیں۔ اور اپنے قبائل کے نام سے منسوب ہیں۔ مثلاً جیسے دہلی، لکھنو اور پٹنہ کی اردو۔ البتہ شمالی عرب کی خالص اور فصیح زبان بقول حضرت عباس رضی اللہ عنہ قبیلہ قریش کی زبان ہے، جس کے محاورات کے مطابق قرآن کریم نازل ہوا ہے۔ اور یہی زبان عموماً خلافت راشدہ اور زمانہ مابعد میں جاری رہی۔ اور ہنوز عرب، عراق، شام، مصر، الجزائر، مراکو، طرابلس اور زنجبار کی زبان ہے۔ اور ان کے مفتوحہ ممالک کی زبان میں کثرت سے عربی زبان کے الفاظ

---

[1] اسیری ابجد اس کتاب کے حصہ چہارم کے صفحہ ۳۰ پر ملاحظہ فرمایئے۔

[2] عبرانی ابجد اس کتاب کے حصہ چہارم کے صفحات ۳۳، ۳۶، ۳۰ پر ملاحظہ فرمایئے۔

[3] حمیری ابجد اس کتاب کے حصہ چہارم کے صفحہ ۴۱ پر ملاحظہ فرمایئے۔

Marfat.com

...ث (وضع الفاظ) کے لحاظ سے عربی کی یہ خصوصی شان ہے کہ اس میں مادے لاکھوں کی تعداد میں ہیں۔ اور اظہار خیالات میں وہ کسی غیر زبان کی مرہون منت نہیں ہے۔ اور یہی وہ خصوصیت ہے جس کی بدولت یہ بدوی زبان علوم وفنون کے سانچے میں ڈھل گئی۔ اور یہ حکومت کا اثر ہے کہ اس میں دوسری زبانوں کے بھی الفاظ شامل ہو گئے ہیں۔ دوسری خصوصیت یہ ہے کہ آخری حرف الفاظ کا عموماً متحرک رہتا ہے۔ اور اسی محور پر لفظ گھومتے رہتے ہیں۔

قسم عزلی میں عربی زبان کو آرامی اور نبطی شاخ سے خاص علاقہ ہے۔ لیکن اس کی تفصیل ہمارے موضوع سے خارج ہے۔

عربی کے بعد وسعت فصاحت و بلاغت، اور مکمل صرف ونحو کے اعتبار سے سنسکرت کا درجہ ہے۔ اور آرین قومیں اس زبان پر جسقدر فخر کریں وہ ان کو زیبا ہے۔ قدیم فارسی بھی مادوں اور اشتقاق کے لحاظ سے آرین زبان کی ایک شاخ ہے۔ اور چونکہ ہندوستان (ایک زمانہ میں) آریوں کا مرکز حکومت تھا۔ اس لئے سارے ہند پر سنسکرت کی حکومت تھی۔ اور اطراف ہند میں جسقدر زبانیں بولی جاتی تھیں ان میں سنسکرت کے مادے شامل ہو گئے۔ (ہندوستان کی بعض زبانیں اور ان کی شاخیں اس سے نکلی ہیں۔ شجرہ اس کتاب کے حصہ چہارم میں موجود ہیں۔ ان کو ملاحظہ فرمائیے)

...کے دور میں عربی، فارسی، سنسکرت اور دوسری کئی زبانوں کی ملاوٹ سے

۱؎ اس موضوع پر پروفیسر ارنلڈ کی کتاب ...ابیل الی معرفۃ المعرب والدخیل قابل مطالعہ ہے،
...دور میں اردو زیادہ فصیح ہوئی ورنہ اس کا آغاز ہندوستان میں کئی صدی ...تھا۔

ایک پیاری زبان اردو بنی ۔ جس کا نام آج سے کئی سو برس قبل ہندی تھا ۔ چنانچہ اردو زبان کی ترقی کے ساتھ بعض حصص ہندوستان میں سنسکرت اور پراکرت بھی جاری رہی ۔ اور کتابت بھی ہندی حروف میں ہوتی رہی ۔ چنانچہ یہی وجہ ہے کہ صرف صوبہ دکن میں متعدد رسم الخط جاری ہیں ۔

علمی زبانوں میں افسوس ہے کہ سنسکرت ، سریانی ، یونانی اور لاطینی نیم مردہ ہو چکی ہیں ۔ اور زندہ زبانوں میں عربی ، فارسی ، ترکی ، چینی ، جاپانی ، انگریزی فرنچ ، جرمنی ، روسی ، اٹالین ، ہسپانوی وغیرہ ہیں ۔

اردو کا تعلق چونکہ ہندوستان جنت نشان سے ہے ۔ لہٰذا وہ بھی زندہ زبانوں کے دوش بدوش ہے ۔ اور علمی حیثیت سے ترقی کر رہی ہے ۔ اور ہندی کے ساتھ ساتھ اب سنسکرت میں بھی روح پھونکی جا رہی ہے ۔ ممکن ہے کہ سیاسی انقلاب سے ایک صدی کے اندر آثار حیات پیدا ہو جائیں ۔

دنیا میں زبانیں کیونکر پیدا ہوئیں اور کس طرح پھلی پھولیں ۔ مختصر طور پر اس کی تاریخ ہم لکھ چکے ۔ اب **علم الکتابت** کی بحث شروع ہوتی ہے جو ہماری کتاب کا موضوع ہے ۔

136365

Marfat.com

علم الحروف
یا
علم الکتابت

۱۔ کتابت کا زبان سے حقیقی رشتہ تحقیق السنہ کے بیان میں یہ لکھا جا چکا ہے کہ کتابت دیگر کا تعلق زبان سے ہے، کیونکہ پہلے زبان سے مختلف آوازیں پیدا ہوئیں، پھر ان آوازوں سے بقدر مشابہت الفاظ بنائے گئے، جس کے مجموعہ کا نام لغت ہے۔

۲۔ ابجد کی ایجاد کے اسباب اور آوازوں کے ساتھ ہی اظہار خیال کیلئے مخصوص اشارات بھی وضع ہوئے تھے لیکن اشارات کا ذخیرہ قلیل تھا، اور الفاظ کثیر تھے، جن کا تحفظ دماغ میں غیر ممکن تھا لئے انسان، کو یہ ضرورت محسوس ہوئی کہ کوئی ایسا ذریعہ ہو جس سے الفاظ ہیں۔ اور ضرورت کے وقت ان سے کام لیا جائے۔ چنانچہ انسانی فراست کل کو چند مخصوص علامتوں سے حل کر دیا۔ اور وہ علامتیں یہی مفرد حروف جن کو اصطلاحاً ابجد کہتے ہیں۔ اور تمام دنیا میں یہی ابجدیں کتابت کا حقیقی لہ ہیں تاریخ سے یہ بھی ثابت ہے کہ بعض اقوام نے ابجد کے علاوہ نقوش یا تصاویر سے

مختلف طریق اظہار مطالب کیلئے ایک تصویر اس کتاب کے حصہ چہارم کے صفحہ ۲ پر موجود ہے

Marfat.com

بھی کام لیا تھا۔ اور یہ نہایت قدیم زمانہ کی اختراع تھی۔ لیکن جب اظہار مدعا تصاویر سے بھی کام نہ چلا تو پھر ابجد کی ایجاد ہوئی۔ لیکن تصاویر کا اثر حروف میں بھی باقی رہا۔ اور ابجد میں یہ مصوری بہت کام آئی، جس کا اندازہ قدیم مصری کتاب اور ہندی آثار قدیمہ سے ہوتا ہے۔

چنانچہ شہر تیپ جورا (مابین دجلہ و فرات) میں بسلسلہ آثار قدیمہ ایک منقش ٹھیکرا[1] برآمد ہوا ہے۔ جس میں حضرت آدمؑ و حواؑ کی پوری تصویر ہے۔ جو واقعہ خروج جنت پر دلالت کرتی ہے۔ یہ تصویر ۳۵۰۰[2] ق۔م کی سمجھی جاتی ہے۔ اور تیپ جورا کی آبادی شہر اور کی آبادی سے مقدم ہے شہر اور کو ولادت حضرت ابراہیم علیہ السلام کا شرف حاصل ہے۔ اس تصویر سے ثابت ہے کہ انسان ایک زمانہ دراز سے اس غور و فکر میں مبتلا تھا کہ تمام دنیا کے واقعات کو معرض تحریر میں لائے۔ چنانچہ انسانی ذہانت سے بالآخر کتابت کا مسئلہ حل ہو گیا۔

۳۔ ابجد کس زمانہ کی ایجاد ہے؟

یہ آپ پڑھ چکے ہیں کہ طوفان نوح سے چار ہزار برس ۳۵۰۰ ق۔م بابل میں بہت سی حکومتیں قائم ہو چکی تھیں۔ اور ملک محروسہ میں کتابت جاری تھی۔ اور اس عہد میں جو خط جاری تھا اس کا نام سومری تھا (یہ خط سومری قوم سے منسوب ہے جو عرب تھے)، اب اس تنقید کی ضرورت ہے کہ طوفان کے وقت حضرت نوح کی کیا عمر تھی۔ اس مسئلہ میں تاریخی شہادتیں حسب ذیل ہیں۔

---

[1] تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو رسالہ زمانہ کانپور جوبلی نمبر مطبوعہ فروری ۱۹۲۵ء مضمون علم الکتابت نوشتہ جناب مولوی محمد عبد الرزاق صاحب مورخ کانپوری مصنف البرامکہ وغیرہ۔

[2] رسالۃ الہلال مصر مطبوعہ ۱۹۳۲ء میں اس کا فوٹو شائع ہوا تھا۔

Marfat.com

... مقدس مطبوعہ لندن ۱۸۸۷ء نوح کی ساری عمر نو سو پچاس برس کی ہوئی۔ اور طوفان کے بعد تین سو پچاس برس تک زندہ رہے۔ (باب پیدائش نمبر ۹ آیت ۲۹)

۲۔ طبری مطبوعہ لیڈن (ہالینڈ) صفحہ ۱۹۸ جلد اول	طوفان کے وقت نوح کی عمر چھ سو سال کی تھی۔ اس کے بعد تین سو اڑتالیس برس تک زندہ رہے۔
۳۔ یعقوبی جلد اول صفحہ ۱۴ مطبوعہ لیڈن (ہالینڈ)	قرآن پاک کی صراحت کے مطابق حضرت نوح علیہ السلام کی عمر نو سو پچاس سال تھی۔

ان اسناد کے مطابق حضرت نوحؑ کی عمر زیادہ سے زیادہ نو سو پچاس سال تسلیم کرنا چاہئے۔ اور معتبر روایت کے مطابق طوفان ۲۳۴۶ق م میں آیا تھا۔ اب اگر ہندسوں پر چھ سو سال کا اور اضافہ کیا جائے تو مجموعہ تین ہزار آٹھ سو چھیالیس ہوتا ہے۔

اب علامہ[1] ابن ندیم کی یہ روایت ملاحظہ ہو کہ حضرت آدم علیہ السلام نے اپنے انتقال سے تین سو برس قبل جو صحائف لکھے تھے وہ پختہ اینٹوں پر تھے۔ اور سومری سلطنت ۵۰۰۰ ق م میں حکمراں تھی۔ اب اگر عہد حضرت آدم علیہ السلام سے سلطنت کا اندازہ کیا جائے تو اس حساب سے ظاہر ہے کہ بابل میں کتابت اس سے تقریباً ایک ہزار سال قبل جاری تھی۔ اور اس کی ابتداء یوں ہوئی کہ حضرت آدم علیہ السلام نے اپنے صحائف اول کچی اینٹوں پر لکھے۔ اور پھر یہ اینٹیں آگ میں پکائی گئیں۔ تاکہ یہ آسمانی ذخیرہ فنا ہونے سے محفوظ رہے۔

---

[1] الفہرست ابن ندیم مقالہ اول صفحہ ۴ مطبوعہ لیپزک جرمنی ۱۸۷۱ء۔ ۱۲۔

Marfat.com

تاریخ سے ثابت ہے کہ حضرت آدمؑ کا یہ گلی کتب خانہ، طوفان نوحؑ میں ہو گیا تھا۔ اور ابن ندیم کی روایت کی اس طرح تصدیق ہوتی ہے کہ بابل کے کھنڈر[1] سے عہد اشور بنی پال (۶۶۸ ق۔م) وغیرہ کے گلی کتب خانے (پختہ اینٹیں جن پر پوری کتابیں لکھی ہوئی ہیں) برآمد ہو چکے ہیں۔ اور یہ وہ قدیم طریقہ تھا جس کے موجد حضرت آدمؑ تھے۔

۴۔ مصر کی قدیم تہذیب

مصر کی تاریخ شاہد ہے کہ اس ملک میں حکومت[2] کا آغاز ۵۰۰۰ ق۔م سے ہوا تھا۔ اور مصر کے پہلے خاندان کے بادشاہ **میتاوس** کا مقبرہ جو محکمہ آثار قدیمہ نے برآمد کیا ہے ان میں جو نادر اشیاء برآمد ہوئی ہیں ان سے یہ امر تحقیق ہو چکا ہے کہ اس عہد میں ایک ایسا خط جاری تھا جو بے تکلف لکھا جاتا تھا۔

یہ دنیا کا قدیم ترین خط ہوگا۔ کیونکہ اس کے سوا کوئی اور نمونہ خط کا موجود نہیں ہے۔ چنانچہ بابل اور مصر کی تاریخ سے ظاہر ہے کہ کتابت پانچ ہزار سال قبل مسیح سے جاری ہے۔ اس لئے مفردات یا حروف تہجا (ابجد) کی ایجاد کا زمانہ ۵۰۰۰ ق م قرار پاتا ہے۔

یہ دور حاضرہ کی تحقیقات ہے۔ اور ممکن ہے کہ علم الآثار سے اس زمانہ میں اور اضافہ ہو جائے اور اگر ایسا ہوا تو یہ فخر **ہندوستان** کو حاصل ہوگا کہ ہندی تمدن بابل و مصر پر فوقیت رکھتا ہے۔ اب ہم ابجد کی تاریخ لکھتے ہیں۔

---

[1] بابل کے آثار قدیمہ کی تحقیقات پر محققین یورپ کی تصانیف ملاحظہ ہوں ۱۲۔

[2] تاریخ مصر الحدیث مصنفہ جرجی زیدان مطبوعہ مصر۔ سلاطین مصر کا پہلا خاندان۔ مصر کی قدیم آبادی خاندانوں کی جانب سے تھی جس کا خاتمہ اسلامی قبضہ سے ہوا۔ اور جدید تاریخی سلسلہ عہد اسلام سے ہے

Marfat.com

...حروف کا نام ابجد یا علم الخط ہے

بلاشبہ دنیا میں ہر علم وفن کا آغاز وحی الٰہی سے ہوا اور انبیائے مرسلین ان کے موجد بالعلم اول ہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام (دنیا کی تاریخ میں ابوالبشر کے مختلف نام ہیں) جنکو مسلمان ابوالبشر کہتے ہیں۔ ان پر اکیس صحیفے نازل ہوئے تھے۔ جو اینٹوں پر مکتوب تھے۔ لیکن یہ صحائف کس خط میں تھے اس کا کوئی نمونہ موجود نہیں ہے۔ اس لئے اس کا فیصلہ کرنا دشوار ہے۔

حضرت آدمؑ کے بعد حضرت **اخنوخ** (ادریس علیہ السلام) نے علم الخط کو ترقی دی۔ اور پھر تمدنی ترقی کے ساتھ صنعت کتابت میں بھی اضافہ ہوتا رہا۔

حکماء کا قول ہے کہ کتابت کا تعلق صناعات مدینہ سے ہے۔ اور **حضارۃ** (یہ لفظ بدویت کے مقابلہ میں استعمال کیا جاتا ہے) کی قوت اور ضعف سے علم الخط کی ترقی ہوتی ہے۔ خط بھی عجائبات قدرت میں سے ہے۔ اور کاتب کیلئے حسن خط اعزاز و ترقی کا باعث ہے۔ عربی مقولہ ہے "الخط ریاض العلوم۔ اور قلم کی تعریف ہے کہ القلم سفیر العقل۔[1]

خطؒ کا تعلق جہانتک انبیائے کرام کی ذات یعنی وحی سے ہے، اس خط کا نام **توقیفیہ** ہے اور اس پر جو اضافے ہوتے رہے ہیں اس کا نام **اصطلاحیہ** ہے۔

ابوالعباس[2] بونی اپنی کتاب "لطائف الاشارات فی اسرار الحروف المعلومات" ...لکھتے ہیں کہ حضرت ابوذر غفاری (مشہور صحابی ہیں) سے روایت ہے کہ دنیا میں ...س قدر انبیا علیہم السلام مبعوث ہوئے ہیں ان کو ایک ایک کتاب (منزل من اللہ)

---

[1] از کتاب صبح الاعشیٰ کاتب اور قلم کی تعریف مصنفہ علامہ ابوالعباس احمد قلقشندی مطبوعہ مصر
[2] بحوالہ کتاب صبح الاعشیٰ " " " " "

Marfat.com

دی گئی تھی۔ چنانچہ سب سے پہلے حضرت آدمؑ کو ا ب ت ث ج ح خ کا علم دیا گیا۔ یہ انتیس[1] حروف تھے۔ جو ایک صحیفہ کی صورت میں نازل ہوئے۔ دوبارہ یہی حروف حضرت ہود علیہ السلام پر نازل ہوئے۔

سب سے آخر وحی پیغمبر عرب حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوئی۔ اس موقعہ پر آیات ذیل تلاوت کیجئے جس میں حروف مفردات اور مرکبات ہیں۔

قرآن کریم کی ابجد

۱۔ (ق) والقرآن المجید	سورہ ق	پارہ ۲۶
۲۔ (ص) والقرآن ذی الذکر	" ص	" ۲۳
۳۔ (ن) والقلم وما یسطرون	" ن	" ۲۹
۴۔ (طٰہٰ) ما انزلنا علیک القرآن لتشقیٰ	" طٰہٰ	" ۱۶
۵۔ (طٰس) تلک آیت القرآن وکتاب مبین	" نمل	" ۱۹
۶۔ (حم) تنزیل من الرحمن الرحیم	" حم السجدہ	" ۲۴
۷۔ (یٰسین) والقرآن الحکیم	" یٰسین	" ۲۲
۸۔ (الم) ذلک الکتاب لاریب فیہ	" بقر	" ۱
۹۔ (الر) تلک آیت الکتب الحکیم	" یونس	"
۱۰۔ (طسم) تلک آیت الکتب المبین	" شعراء	"
۱۱۔ (المص) کتاب انزل الیک فلا یکن فی صدرک حرج منہ	" اعراف	" ۸
۱۲۔ (المر) تلک آیت الکتب	" رعد	" ۱۱

[1] اٹھائیس کی تعداد صحیح ہے۔

Marfat.com

(...ٰس) کذالک یوحی الیک والی الذین من قبلک سورہ الشوریٰ پارہ ۲۵
(...یعص) ذکر رحمت ربک عبدہٗ ذکریا " مریم " ۱۶

آیات مذکورہ کے ابتدائی حروف پر غور کیجئے۔ حضرت آدم علیہ السلام پر جو ۲۸ حروف نازل ہوئے تھے۔ نبی کریم صلعم پر دوسری ترتیب سے صرف چودہ حرف نازل ہوئے (عربوں کی صحیح ابجد اٹھائیس حروف کی ہے) جنکو اصل سمجھنا چاہیئے۔ اور وہ حروف یہ ہیں۔

ا۔ح۔ر۔س۔ص۔ط۔ع۔ق۔ک۔ل۔م۔ن۔ہ۔ی یہ ۱۴ ہیں۔ باقی رہے وہ حروف جو باہم مشابہ ہیں مثلاً ب ت ث، ج ح خ، د ذ، ز، ض، ظ، غ، ش ۱۴۔ وہ خارج ہیں۔ جن میں مفرد اور مرکب حروف ہیں۔ اور عربی میں سات حروف سے زیادہ کا کوئی لفظ نہیں ہے۔ متقدمین نے تفسیر القرآن میں ان حروف پر بلحاظ ابجد بحث نہیں کی ہے۔ میں نے جس قدر لکھا ہے وہ میرا ذاتی خیال ہے اور یہ ایک دلچسپ بحث ہے جو مزید غور و فکر کی محتاج ہے۔

بہرحال قرآن کریم میں ابجد کی تفصیل نہیں۔ البتہ ابجد کے متعلق یہ ضمنی اشارات ہیں۔

خط کی تعریف خط کیا شے ہے۔ شیخ شمس الدین بن الاکفانی اپنی کتاب "ارشاد المقاصد" میں لکھتے ہیں کہ "علم خط وہ ہے جس سے حروف مفرد کی صورت اور ترکیب واضح ہوتی ہے۔ اور دنیا میں یہی وہ علم

ا؎ لام الف زمانہ مابعد کی ایجاد ہے۔ اسلئے حضرت آدمؑ کی ابجد بھی ۲۸ حروف کی تھی۔
۲؎ انتخاب از صبح الاعشیٰ مصنفہ علامہ ابو العباس احمد قلقشندی مطبوعہ مصر دربیان علم الخط جلد ۳۔
یہ نایاب کتاب ۱۶ جلدوں میں مصر سے شائع ہوئی ہے۔ اور مخزن علوم و فنون ہے۔ ۱۲

Marfat.com

ہے جو بغیر کسی اشارہ لفظی و معنوی کے اپنا مفہوم ادا کرتا ہے۔ کیونکہ الفاظ مضمون کو ذہن نشین کرتے ہیں اور خط سے الفاظ ادا ہوتے ہیں۔ الفاظ میں محض شیرینی ہے اور خط میں تصاویر کا حسن نمایاں ہوتا ہے۔ کاتب قلم سے صفحہ کاغذ پر مصوری کرتا ہے اور تصویر کشی کے مقابلے میں کتابت بھی ایک صنعت (آرٹ) ہے۔

جعفر برمکی (وزیر خلیفہ ہارون رشید عباسی) کا قول ہے۔ الخط خیط الحکمۃ ینظم فیہ منثورھا و یفصل فیہ شذورھا۔ ترجمہ۔ خط حکمت کا دھاگا ہے جس میں حکمت کے بکھرے ہوئے موتی گوندھے جاتے ہیں۔ اور اس کے زریں دانے ممتاز بنتے ہیں۔ (البرامکہ)

اب خط اور لفظ کے فرق کو بھی سمجھ لینا چاہئے۔ لفظ تو اپنے معانی مخاطب کو سمجھاتے ہیں۔ اور حاضر و غائب کے لئے مشترک ہے۔ اگر خط نہ ہوتا تو ہزاروں میل کے دور افتادہ اصحاب کی روحانی ملاقات سے دنیا محروم رہ جاتی۔

۷۔ کتابت کے ابتدائی خاکے

اس تمہید کے بعد اب ہم کتابت یا رسم الخط کی تاریخ لکھتے ہیں۔

جب انسان[1] حیوانیت اور بربریت کے درجہ سے ترقی کر کے انسانیت کے اعلیٰ مرتبہ تک پہنچا۔ اور نسل انسان نے ضرورتاً اپنے مرکز سے ہجرت کر کے دور و دراز مقامات پر نئی آبادیاں (مستعمرات) قائم کیں تو ایک کو دوسرے کے دریافت کی ضرورت لاحق ہوئی۔ اور نیز قومی حالات میں جو تغیرات اور انقلابات ہوئے تھے کا محفوظ رکھنا بھی لازم تھا، اس لئے کتابت کی ضرورت پیش آئی۔ اور انتہائی غور و فکر کے بعد انہوں نے نقاشی سے کام لیا۔ مثلاً ایک بادشاہ کو شیر نے ہلاک کر دیا

[1] انتخاب از رسالہ زمانہ جوبلی نمبر فروری ۱۹۲۸ء

Marfat.com

واقعہ تھا۔ لہٰذا پتھر پر تصویر بنائی کہ ایک شیر انسان سے لڑ رہا ہے۔ چنانچہ اسی قسم کے حالات وجذبات کی ہزاروں تصویریں بنا ڈالیں، جس سے ہر مادی صورت کا اظہار ہوا۔ اور اس سادہ وقائع نگاری کا نام "دورِ صوری مادی"[1] قرار پایا۔ ایک زمانہ دراز کے بعد بجائے تصاویر کے مخصوص اشارات سے کام لیا گیا۔ مثلاً اظہار دشمنی کیلئے سانپ کا کنڈل بنایا، اور آسمان کے لئے نصف قوس کھینچی، یہ دور "صوری معنوی" تھا۔ لیکن یہ جدت طرازی بھی آئندہ بیکار ثابت ہوئی۔ اور ہر بڑے واقعہ کے لئے متعدد تصویریں بنانا پڑیں (مصر کے قدیم کتبات ملاحظہ ہوں) اس لئے مجبور ہو کر انسان نے حروف ایجاد کئے۔ اور مختلف اجسام واشکال سے حروف کے نمونے بنائے۔ اشیاء کی صورتوں سے صرف اس کا پہلا حرف مراد ہوتا تھا۔ اس طرح سے الف سے یائے تحتانی تک جملہ حروف بن گئے۔ یہ دور "صوری حرفی" تھا۔ اس ایجاد نے تصویر کشی کی زحمت کو مٹا دیا۔ پھر حروف کی ترتیب سے لفظ اور لفظوں سے جملے بننا شروع ہوئے۔ یہ چوتھا "حرفی" دور تھا۔ جو اقوام عالم میں جاری ہوا۔

تصویری خط میں مصر کا خط **تمثال** بہت قدیم ہے۔ جن محققین نے مصر کی تہذیب اور ان کی تاریخ لکھی ہے ان کا خیال ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ولادت (...ق۔م) سے بیس یا پچیس صدی قبل مصر میں خط تمثال جاری تھا۔

مصری ابجد اور اس کا رسم الخط

ابجد کے موجد[2] قطعی طور پر مصری ہیں چونکہ وہ جانوروں کی پرستش کرتے تھے لہٰذا

---

[1] اس قسم کا نمونہ اس کتاب کے حصہ چہارم کے صفحہ ۷ پر ملاحظہ فرمائیے۔

[2] مصری ابجد کا نقشہ اس کتاب کے حصہ چہارم کے صفحہ ۲۵ پر ملاحظہ فرمائیے۔

اظہار خیال کا ذریعہ تصاویر حیوانات کو قرار دیا۔ اور مکمل ابجد تصاویر میں بنا[illegible]
ابجد کا نام ہیرو غلیفی تھا۔ پھر آسانی کتابت کیلئے اس کے دو حصے کر لئے ایک
ہیرا طیقی (ہیراٹک) (جس کا تعلق مذہب سے تھا) دوسری قسم دموطیقی (ڈماٹک)
یہ عام کتابت تھی۔ اس تقسیم سے یہ نفع ہوا کہ تصاویر میں کسی قدر تخفت (کمی) ہوگئی۔
یہ دونوں قسمیں (ہیراٹک وڈماٹک) یعنی ان کے حروف معانی کے لحاظ سے دو قسم
کے تھے۔

۱۔ ایڈوگرافک (Ideographic) کاشف الخیال (خیالات کے ظاہر کرنیوالے)۔

۲۔ فونک (Phonic) کاشف الصوت (آلہ اظہار آواز) پھر ان دونوں کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا۔ یعنی کاشف الخیال میں ایسی تصویریں رکھی گئیں جن سے بعینہٖ وہی اشیا معلوم ہوں۔ مثلاً ✳ علامت ستارہ۔

دوسرا حصہ ایسی علامات کا تھا جن سے اشیا کی مشابہت سمجھ میں آجائے مثلاً جیسے سانپ کا کنڈل (اظہار عداوت کے لئے) یا نصف قوس ⌓ آسمان کے لئے۔ ⚹ رات معہ ستاروں کے۔

اس تقسیم سے صرف یہی نفع ہوا کہ کتابت میں زیادہ آسانی ہوگئی۔ اور تصویروں کی جسامت روز بروز کم ہوتی گئی۔ اور خط رواں ہوگیا۔

قسم دوم (فونک) میں یہ تفصیل کی گئی کہ اکہری اور دوہری آوازوں کے الفاظ جداگانہ لکھے گئے۔ مثلاً آ۔ اِ (اکہری) ہائے۔ ہا (دوہری) ان آوازوں سے پندرہ حروف مصریوں نے بنائے۔ مگر ایک دقت یہ ہوئی کہ جملہ آوازیں تعداد میں اکیس تھیں۔ پندرہ اشکال سے اکیس حروف بنائے۔ چنانچہ مصری ابجی حروف موجود تھے۔ جنمیں تغیر و تبدل ہوتا رہا۔

Marfat.com

اہل فنیشیا نے مصریوں سے کتابت سیکھی تو ان کو اور آسان کر دیا۔ فنیشیا والے مصلح حروف ہیں۔ وہ موجد نہیں ہیں۔ یہ حروف ہیراٹک حروف سے مشابہ تھے۔ باوجود سہولت۔ پتھروں پر جب یہ حروف لکھے جاتے تھے تب بھی مشکلات کا سامنا تھا۔ اس نے خفیف ترمیم کی گئی۔ اور اس کے بعد عبرانیوں[1] نے فنیشیا کے حروف زیادہ واضح کر دیئے۔ اور دو کروٹوں (تبدیلی) کے بعد تیسری کروٹ میں مربع عبرانی خط نکل آیا۔ جو بہت زیادہ واضح تھا۔ اور پھر اس عبری خط کو اہل عرب نے زیادہ خوبصورت بنایا جو قدیم حمیری خط تھا۔ اس کے بعد جو ترمیم ہوئی اس کی تفصیل خط کوفی میں لکھی گئی ہے۔

حضرت مسیح سے چند سال قبل یونانیوں نے فنیشیا کے حروف سے اپنا رسم الخط جداگانہ ایجاد کیا۔

علامہ ابن ندیم[2] کی روایت ہے کہ یونانیوں کا کوئی خاص خط نہ تھا انہوں نے مصریوں سے علم الخط حاصل کیا تھا۔ جس میں اول سولہ حروف تھے۔ پھر آٹھ حروف کا اضافہ کر کے چوبیس بنائے۔ جس سے چار قلم نکلے جو یورپ[3] میں جاری ہیں جس کی تصدیق آثار قدیمہ مصر سے ہوتی ہے۔ یہ تصویری خط چونکہ مشکل تھا لہٰذا اعلیٰ نے آہستہ آہستہ نقوش کو سادہ کیا اور اختصار کے لئے صورتوں کی جگہ علامتیں آ گئیں

اب آپ اس کتاب کے حصہ چہارم میں مصادر[4] حروف تہجی کا نقشہ ملاحظہ فرمائیے جس میں خط تمثال کی تین قسمیں نظر آئیں گی۔

---

۱ عبرانی قدیم و جدید اور یہودیوں کا عبرانی رسم الخط اس کتاب کے حصہ چہارم کے صفحہ ۱۵ پر ملاحظہ کیجئے۔

۲ کتاب الفہرست ابن ندیم صفحہ ۵ مطبوعہ لیپزک جرمنی ۱۸۷۱ء

۳ یورپ کی بعض ابجدیں اس کتاب کے حصہ چہارم میں موجود ہیں۔

۴ مصادر حروف تہجی کا فوٹو بلاک اس کتاب کے حصہ چہارم کے صفحہ ۳۵ پر ملاحظہ فرمائیے۔

Marfat.com

۱۔ مقدس[1] خط ہیروغلیفی یہ دائیں جانب سے بائیں کو اور کبھی برعکس، لکھا جاتا تھا۔ اس خط کے کاتب مندروں کے پجاری تھے اور صرف ... یا مذہب سے مخصوص تھا۔

جملہ مذہبی احکام پتھروں اور لکڑی کے تختوں پر لکھے جاتے تھے۔ تاکہ یہ مقدس صحائف دنیا میں باقی رہیں۔

اس خط کا ہر حرف تصویر تھا۔ اور بڑی مشکل سے لکھا جاتا تھا۔ اہرام مصر (قدیم مینار) اور شہر ممفس کے مندروں میں یہ طرز کتابت تیسری صدی عیسوی تک جاری تھا۔ اس خط کو اصطلاحاً ہم مصری نستعلیق کہہ سکتے ہیں۔

مصری ہیروغلیفی خط کے متعلق ایک اہم تاریخی بحث اور باقی ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ بعض محققین یورپ کا خیال ہے کہ رومن حروف بھی مصری خط سے ماخوذ ہیں۔ اور یہ استدلال محض مشابہت حروف سے کیا گیا ہے۔ اور ان کی آوازیں بھی ہیروغلیفی حروف سے ملتی ہوئی ہیں۔ علاوہ بریں فنیشی حروف (جو رومن ابجد کا ماخذ ہیں) کی ابجد میں الف (A) سے قرشت تک ہر حروف کے موافق، ہیروغلیفی سے متحد ہیں۔ بہر حال اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ فنیقیہ قوم نے مصریوں کی شاگردی کی اور ہیروغلیفی خط سے اپنا خط نکالا۔ اور ... نے دونوں خطوں کو سامنے رکھکر اپنی ابجد مرتب کی۔ جس کی تصدیق آئندہ ... سے ہوگی۔

۲۔ ہیراطیقی[2] اس دور میں پوری تصویر کا صرف ایک جز لیا گیا اور اب کاغذ (کاغذ کی تاریخ اس کتاب کے حصہ ...

---

[1] مقدس خط ہیروغلیفی کی ابجد اس کتاب کے حصہ چہارم کے صفحہ ۲۰ پر ملاحظہ فرمائیے۔

[2] ہیراطیقی ابجد اس کتاب کے حصہ چہارم کے صفحہ ۲۰ پر ملاحظہ کیجیے۔

Marfat.com

فرمایئے) پر کتابت شروع ہوئی۔ شاہی دفاتر میں یہی خط جاری تھا جو
سے لکھا جاتا تھا۔ اس کو آپ خط شکستہ سمجھیں۔ اس خط کے بچپیں حروف تھے
اور چونکہ ان کی کتابت میں ایک قسم کی خمیدگی یا کجی تھی لہٰذا لغوی معنی سے اس کا نام
"ہیر آنک" ہوا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے پانچسو برس قبل کی کتابت اس خط
میں موجود ہے۔

۳۔ دیموطیقی[۱] خط ہیر آنک اگرچہ بہت رواں تھا اور اس کی کتابت آسانی سے ہوتی تھی۔ لیکن خطاطوں نے اس میں بھی مزید اصلاح کی چنانچہ یہ خط موجودہ حروف ابجی کے قریب قریب ہو گیا۔ اس کو اصطلاحاً **قلم العام** کہنا چاہئے مصر میں جب سولہواں خاندان[۲] حکمراں تھا اس زمانہ میں یہ خط بڑے عروج پر تھا۔

۴۔ فینشیا[۳] (فنیقیہ) قوم نے جب مصریوں سے یہ خط سیکھا تو اس کو اور واضح کیا (اس کتاب کے حصہ چہارم کے صفحہ ۳۷ پر نقشہ ملاحظہ فرمایئے) چنانچہ عہد قدیم کے یہ چار خط اصل قرار پائے۔ جن کی شاخیں تمام دنیا میں پھیلیں۔ فینقیہ خط سے متعدد اصلاحات کے بعد **عربی** خط نکلا جس کی اصل مُسند سبائی تھی۔ اصلی خطوط

۱۔ دیموطیقی ابجد اس کتاب کے حصہ چہارم کے صفحہ ۳۵ پر ملاحظہ فرمایئے۔
۲۔ مصر کی قدیم تاریخ چونتیس خاندانوں پر تقسیم تھی۔ جن کا عہد حکومت ۵۸۶۷ ق۔م سے ۳۳۲ ق م
زیادہ تفصیل کیلئے مصر الحدیث، جرجی زیدان مطبوعہ مصر ملاحظہ فرمایئے۔
۳۔ یہ وہ قوم تھی جو کسی زمانہ میں ساحل بحرین اور خلیج فارس پر آباد تھی۔ لیکن جب ایک دوسری قوم نے ان کو سواحل سے بیدخل کیا تو یہ عمان و نواح یمن میں آباد ہوئی اور دوسرے انقلاب میں ارض کنعان (شام) میں پہنچی۔ چنانچہ ساحل بحر الروم پر شہر صور (ٹائر) اور صیدا (سیڈان) انہی کی یادگار ہیں۔
زیادہ تفصیل کیلئے انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا ملاحظہ فرمایئے۔ ۱۲

Marfat.com

سے وہ خط مراد ہیں جنکو انسان نے ضرورتاً ایجاد کیا۔

۱۰۔ مصری خطوط کا زوال اور یونانی خط کا رواج

مملکت مصر میں جب یونان کا قبضہ ہوا تو ہیروغلیفی قدیم مصری خط معرض زوال میں آگئے اور قبطی خط میں یونانی حروف مل کر نئی تہجی جاری ہوئی۔ جس میں ستائیس حروف تھے۔ اور قبطی خط بھی یونانی حروف سے مرکب تھا۔ جو آغاز اسلام تک جاری تھا۔ لیکن خلیفہ ولید بن عبد الملک اموی (۸۶ھ تا ۹۶ھ) کے گورنر عبد اللہ نے قبطی خط کو عربی خط میں منتقل کر دیا۔ جو آجتک تمام مصر میں جاری ہے۔ لیکن یہ واضح رہے کہ موجودہ خط ترمیم شدہ اور مہذب ہے۔ وہ قدیم خط نہیں ہے جو عہد امیہ میں جاری تھا۔

۱۱۔ فنیقی خط[1] میں ترمیم و اضافہ

مصری ہیروغلیفی خط میں حرف الف کی جو تصویر تھی وہ بعد میں بشکل ہمزہ تبدیل ہوگئی تھی۔ پھر یہ ہمزہ فنیشیا جا کر انگریزی حرف A سے مشابہ ہوگیا تھا۔ پھر الف نے تین کروٹوں کے بعد یہ صورت اختیار (ا) کی تھی جس کی عہد امیہ میں اصلاح ہوئی یعنی کجی دور ہوئی، اور سیدھا ہوگیا۔ بجنسہٖ یہی کیفیت دوسرے حروف کی ہے نقشہ میں فنیقی کے بعد، ارامی، سطرنجیلی، نبطی، حمیری یا کوفی چار خط اور ہیں۔ ان خطوط کی تاریخی اہمیت سمجھ لینا چاہئے۔ جب یہ نقشہ اچھی طرح ذہن نشین ہوگا۔

۱۲۔ ارامی[2] اور نبطی

حضرت سام کے بیٹے اور حضرت نوح کے پوتے کا نام ارم ہے۔ جن کی جانب متعدد عرب قبائل منسوب ہیں (قبیلہ عاد

[1] فنیقی ابجد اس کتاب کے حصہ چہارم کے صفحہ ۳۱ پر ملاحظہ فرمائیے۔

[2] آرامی اور نبطی ابجد کا فوٹو بلاک اس کتاب کے حصہ چہارم صفحہ ۳۲ پر ملاحظہ فرمائیے۔

Marfat.com

اور جس کی تفصیل کتاب معارف ابن قتیبہ اور تاریخ ابن خلدون میں موجود ہے۔ یہ سب قبائل سامی ہیں۔ جن کی زبان عربی سے قریب تر ہے۔ اور عربی میں بکثرت ارامی زبان کے مادے داخل ہیں۔ بہرحال ارامی ایک زبردست قوم تھی جسکی زبان اور خط ذاتی تھا۔

مسٹر ارنالڈ سابق پروفیسر علیگڈھ کالج نے لغت عرب پہ ایک کتاب سواء السبیل[1] الی معرفت المعرب والدخیل لکھی ہے۔ اس جگہ ہم اس کی بجنسہ عبارت نقل کرتے ہیں۔ جس سے آرامی زبان اور اس کے خط کا حال واضح ہوگا

"بعض الفاظ از قسم اعلی کہ سامیٹک است، و زبان عربی فرع و شاخ آن است داخل شدہ، بعض الفاظ بہ خط مستقیم از عبرانی و اکثر از ارامی آمدہ و مراد از ارامی زبانی ست کہ در جزیرہ و ملکے کہ مابین فرات و فلسطین واقع است بہ تغیر لہجہ مستعمل شود۔ و این زبان کلدی (بابلی) و سریانی را ہم شامل است۔ علمائے عرب عموماً الفاظ ارامی را نبطی گویند حالانکہ نبطیان[2] اصل لغت نبطی را قبل از ظہور اسلام

[1] صفحہ ۲ مطبوعہ رفاہ عام پریس لاہور سنہ ۱۹۰۲ء

[2] نبطی باختلاف روایت قیدار یا نبط بن اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد ہیں۔ جس کی جمع انباط یا نبطین ہے۔ حضرت مسیح علیہ السلام سے دو تین صدی قبل نبطیوں کی حکومت بحر کے سواحل بحر احمر عقبہ اور بادیہ شام تک پھیلی ہوئی تھی۔ نبطیوں کا سیاسی تعلق یونان اور روم سے بھی تھا۔ اور مرکز حکومت قدیم شہر بطرا (پٹرا) تھا۔ بعض مورخ نبطیوں کو عراق کا باشندہ سمجھتے ہیں۔ ان کی زبان عربی تھی اور تحریری خط مسماری تھا۔ یہ خط انہوں نے سومریوں سے حاصل کیا تھا لیکن ایک زمانہ دراز کے بعد نبطی قوم نے ارامی خط میں لکھنا شروع کیا۔ انتخاب از تاریخ عہد جاہلیت عرب نسخہ قلمی مصنفہ جناب مولوی عبدالرزاق صاحب مورخ کانپوری۔

Marfat.com

گذاشتند و بازبان ارامی ساختہ۔ چونکہ ارامیان بہ علت جوار قرب عرب بودند و بہ سبب تجارت ہمراہ ایشاں تعلق در شتہ لہٰذا از زبان ایشاں بزبان عرب تغیر وتاثیر قوی پیدا شدن ضروری بود۔ بواسطہ ارامی اکثر الفاظ یونانی بعربی در آمدہ چہ ارامیان در آں مملکت سکونت داشتند کہ مابین سلطنت عیسائی روم و عرب واقع است"۔

یہ آرامی زبان کی تاریخ ہے۔ بجنسہٖ یہی کیفیت ان کی کتابت کی ہے۔ یہ قوم ساحل بحرین پر عربوں کے ساتھ آباد تھی جس کا سلسلہ عراق اور شام تک پھیلا ہوا تھا۔ اور انکے کتبات ارامی خط میں تھے۔

سلطنت اشوریہ (بابل) جب ضعیف ہو گئی تو اس کی ابجد جو فنیقیہ سے منسوب تھی متمدن دنیا میں پھیلی اور اس خط سے چند خطوط اور نکلے۔ منجملہ اس کے ایک خط ارامی بہت مشہور ہے۔

چنانچہ یہ خط ان اقوام میں جاری رہا جنہوں نے بابل سے ہجرت کی اور اطراف عالم میں پھیلے۔ پھر ارض کنعاں میں جا کر انہوں نے مصریوں کے خط کا چربہ اتارا۔ اور خود کوئی نئی ایجاد نہیں کی۔ بلکہ مصر کے خط نستعلیق اور شکستہ کو سامنے رکھکر بادنیٰ تغیر اس کو جاری کیا تھا۔ پھر دونوں کو ملا کر ایک نئی شان پیدا کی۔ اول فنیقی اور ارامی خط میں زیادہ فرق نہ تھا۔ لیکن زمانہ مابعد میں بہت فرق ہو گیا اور سب سے بڑا تغیر یہ تھا کہ ارامی خط میں زاویہ دار حروف کے سرے کھل گئے۔ اور اکثر حروف ایک دوسرے سے متصل ہو گئے۔ یہ کل بائیس ۲۲ حروف تھے۔ سامی قوموں کا جب تجارتی اور سیاسی حیثیت سے متمدن اقوام سے میل جول بڑھا تو انہوں نے اپنی مادری زبان کے علاوہ آرامی زبان بھی حاصل کی اور ان کا خط بھی سیکھا۔ تاکہ کاروبار تجارت میں آسانی ہو۔ سامیوں میں دو ارامی خط بہت مشہور ہیں

ے العرب قبل الاسلام۔ مصنفہ جرجی زیدان صفحہ ۹۱ مطبوعہ مصر۔

تدمری (شہر تدمر یا پال مائر کا قلم)
دوسرا نبطی (پیٹرا یا بطرا والوں کا خط)
تدمری اور نبطی خطوط کے نمونے اس کتاب کے حصہ چہارم کے صفحات ۳۷۔۴۱
۴۳ پر ملاحظہ فرمایئے۔
پھر شمالی عرب میں خط ارامی سے خط مسند سبائی نکلا جس کا شمار اصلی خط میں ہے
پھر سبائی[1] سے تین خط اور نکلے جو قبائل کے نام سے منسوب ہیں۔
۱۔ صفوی ۲۔ ثمودی ۳۔ لحیانی
اس کا نقشہ کتاب ابدا کے حصہ چہارم کے صفحہ ۴۰ پر ملاحظہ فرمائیے جسمیں اصل سبائی اور اس کی شاخوں کی ابجد موجود ہے۔ اس ابجد میں بعض حروف مختلف صورتوں میں ہیں۔
خطوط فرعیہ کی تفصیل یہ ہے۔
الف۔ صفوی۔ علاقہ حوران (شام) کے جبل صفا میں جو سیکڑوں کتبات ہیں وہ صفوی کہلاتے ہیں۔
ب۔ ثمودی۔ ثمود عرب کی قدیم قوم تھی۔ جس کا تذکرہ قرآن پاک میں بھی موجود ہے۔
ج۔ لحیان۔ شمالی عرب میں ایک مشہور قبیلہ بنی لحیان تھا جس کی کینت سے لحیانی مشہور ہے۔
فنیقی قوم کے کلدانیوں، یونانیوں اور یہودیوں پر بھی احسانات ہیں۔ انہوں نے فنیقیوں سے کتابت اور تجارت کی تعلیم پائی تھی۔

[1] کتاب العرب قبل الاسلام صفحہ ۲۱۹ مصنفہ جرجی زیدان مطبوعہ مصر

Marfat.com

۳۔ سطرنجیلی[1]

قدیم خط سریانی کی تین قسمیں تھیں

۱۔ قلم المفتوح اس کو اسطرنجالا یا سطرنجیلی بھی کہتے تھے۔ یہ ... اور روشن خط تھا۔ اس خط کا نام خط ثقیل بھی ہے۔

۲۔ المخفف۔ اس کے دائرے مدور تھے۔ اور اس کا دوسرا نام اسکولیثا تھا

۳۔ السرطار۔ یہ مراسلت عامہ کا خط تھا۔ اور عربی خط رقاع سے مشابہ تھا۔

سطرنجیلی[2] میں اول نبطیوں نے اور بعد میں حیرا والوں نے مناسب ترمیم کی اور قبائل قریش نے مہذب حالت میں اس خط کی تعلیم اہل حیرہ سے حاصل کی۔ جو ترقی پاکر خط نسخ بن گیا۔ (تفصیل آگے ملاحظہ ہو)

نقشہ کی صراحت کے بعد قدیم خطوط میں میخی، حلیثی، حبیبی اور سومری خطوط ہیں۔ اور ان کی مختصر کیفیت حسب ذیل ہے۔

۴۔ خط سومری

یہ قدیم اہل بابل کی یادگار ہے۔ اس کا نمونہ اس کتاب کے حصہ چہارم میں صفحہ ۲۹ پر ملاحظہ فرمائیے۔ ایک مدت دراز کے بعد یہ خط بھی خط پیکانی میں تبدیل ہو گیا۔

۵۔ خط سماری[3] میخی پیکانی اسفینی۔ گنی فارم

اس خط کی ابجد آہنی کیلوں یا تیر کے مشابہ تھی۔ اس مناسبت سے عرب، عجم اور یورپ نے مندرجہ بالا نام رکھے ہیں نہایت موزوں ہیں۔ خط سماری کی ابجد میں اکیس ۲۱ حروف ہیں۔ لیکن اختلاف حرکات

۱؎ سطرنجیلی ابجد کتاب ہذا کے حصہ چہارم کے صفحہ ۳۵ پر ملاحظہ فرمائیے۔

۲؎ از کتاب انتشار الخط العربی سعید فتاح عبادہ مطبوعہ مصر سنہ ۱۹۱۵ء

۳؎ خط میخی یا پیکانی کی ابجد اس کتاب کے حصہ چہارم کے صفحہ ۲۹ پر ملاحظہ فرمائیے۔

Marfat.com

ان اکیس[۲۱] حروف میں بہت سی تبدیلیاں ہوئی ہیں۔ اور اب اس کی ابجد ... حروف ہیں۔ یہ خط بھی ابتدا میں تصویری تھا۔ بعد میں پیکانی ہوگیا۔ جس کا ... کتبہ نوشتہ ۲۵۰۰ ق م برٹش میوزیم لندن میں موجود ہے۔ اس خط کو کلدانیوں (عراقی، بابلی، اشوری) نے فنیقی قوم سے سیکھا تھا۔ جس کی ابتدا پانچویں صدی میں حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ہوئی تھی۔ اشورین سے یہ خط ایرانیوں نے سیکھا۔ یا یہ کہنا چاہئے کہ آریہ قوم کا یہ قدیم خط ہے۔ متوازی الافق سطور میں بائیں سے دائیں جانب لکھا جاتا تھا۔

آثار قدیمہ تخت جمشید، بے ستون، ہمدان، شوش، کرمان شاہان کی قدیم عمارات میں اکثر کتبات ہیں جو مسماری قلم میں ہیں۔ اس خط کا پڑھنا عجمیات کے کارناموں میں سب سے بڑا کارنامہ[۱] ہے۔

سب سے اول گروٹ فنٹ نے انیسویں صدی کے آغاز میں یہ خط اور اس کی زبان کو حل کیا۔ اور ثابت کیا کہ ان کتبات کی زبان ژندیعنی اوستائی ہے یا یہ کہ ہخامنشی عہد کی قدیم فارسی ہے۔

گروٹ فنٹ نے اصطخر میں جو مسماری کتبہ پڑھا اس کی زبان کا یہ نمونہ ہے

دارا دھیوش، خشی ھی اؤ، انکیرپے، خشی ھی اؤ، خشی ھی ا دھیت چاؤ ھی اؤ، دارا ھوت چاو، گشتاسپا ھی، یون، ا خیوت چو شوہ، ۲۶، دھمو ایزت چوش الخ

اس تحقیق کے بعد ۱۸۶۲ء میں جرمنی عالم اسپیگل (Spiegel) نے اس خط کو حل کیا۔ اس کی ابجد اور صرف ونحو مرتب کی۔ جس سے مطالعہ آسان ہوگیا۔ اور یورپ کے

---

[۱] تاریخ ادبیات ایران مصنفہ پروفیسر براؤن صفحہ ۱۰۵ مطبوعہ اورنگ آباد دکن۔

〃 〃 〃 〃 ۱۱۰-۱۱۱ 〃 〃 〃

Marfat.com

بعض علما کے اس خیال کو غلط ثابت کیا کہ یہ کوئی خط نہیں ہے بلکہ ... کے نقش ونگار ہیں۔

موجودہ کتبات بادنیٰ تغیر تین قسم کے رسم الخط میں ہیں۔ لیکن ان کی اصل ایک ہے اور وہ باہم ملتے جلتے ہوئے ہیں۔

مسماری[1] ابجد میں حسب ذیل حروف ہیں۔

اب پ ت ث ج خ د ر ز س ش ف ک گ م ن و ہ ی ۔ (۲۰)

حرف ت کے بعد ایک حرف تر (یا پانچواں حرف) بھی ہے۔ جس کی آواز دہری ہے۔

مسماری ابجد میں چ ح ذ ص ض ط ظ ع غ ق ل (۱۱) موجود نہیں ہیں۔

سومری خط سے مسماری خط نکلا ہے۔ اور اس کی اصلاح بابل میں ایران کی اشاعت سے ہزاروں برس قبل ہو چکی ہے۔

سومریوں کے زوال پر بابل میں عرب خاندان حمورابی کی حکومت قائم ہوئی یہ خاندان ۲۴۶۰ق۔م سے ۲۰۸۱ق۔م تک رہا۔ اس خاندان کے چھٹے فرمانروا کا نام حمورابی تھا۔ جس کے نام سے حکومت منسوب ہے۔ چنانچہ عہد حمورابی (... تا ۲۲۳۲ق م) کا ایک کتبہ شہر شوش میں ۱۹۲۱ء میں برآمد ہوا ہے۔ جس میں دوسو بیاسی ۲۸۲ دفعات کا ایک قانون[2] سلطنت ہے۔ یہ قانون سلطنت ایک ... کی سل پر کندہ ہے۔ اس کے حروف مسماری ہیں۔ اور ایرانی کتبات اس کے ...

---

[1] سفرنامہ میرزا فرصت شیرازی مطبوعہ بمبئی صفحہ ۱۲۷

[2] تاریخ عہد جاہلیت میں مصنف البرامکہ نے اس قانون کا پورا ترجمہ نقل کیا ہے۔ اور ... میں بھی کتاب کی صورت میں چھپ چکا ہے۔

Marfat.com

...ذاتی کتبہ کے بعد اشور بنی پال (۶۶۸ ق م لغایتہ ۶۲۵ ق م) کے کتبات ... عبارتی کتبے نہیں ہیں بلکہ مستقل کتابیں ہیں جو خط مسماری میں لکھی گئی ہیں۔
اور ایک ایک کتاب پچاسوں اینٹوں پر ہے جو آگ میں پختہ کی گئی ہیں۔
قانون، لغت، صرف و نحو، ادب، نجوم، عقائد، گنڈے، تعویذ پر یہ کتابیں لکھی گئی ہیں۔ اشور بنی پال کا یہ گلی کتب خانہ جو ۶۲۵ ق م میں جمع کیا گیا تھا کھنڈرات بابل و نینوا سے برآمد کیا گیا ہے۔ ۱۸۶۴ء میں آپگل جرمنی نے اس کتب خانہ سے فائدہ اٹھایا ہے۔ اور بعد میں حروف تہجی مرتب کی ہے۔

۶۔ خط حلیتی یہ قوم فراعنہ مصر کی ہمعصر تھی۔ جو شام سے ایشیائے کوچک تک آباد تھی لیکن ولادت مسیح علیہ السلام سے قبل فنا ہو چکی تھی۔ اس خط کے کتبات شہر حماۃ (شام) میں برآمد ہوئے ہیں۔ یہ خط بھی مصری خط کی طرح تصویری تھا لیکن ہیروغلیفی کے مقابلہ میں بہت بعد ا تھا۔

خط چینی ایشیائی خطوط میں چینی خط بھی عجیب و غریب تھا۔ یہ خط بھی اوپر سے نیچے کو لکھا جاتا تھا۔ کیونکہ چینیوں کا اعتقاد تھا کہ فیضان الٰہی کا نزول ... سے پستی کی جانب ہوتا ہے۔
عرب چینی رسم الخط کو مشجر کہتے تھے۔ کیونکہ درختوں کی شاخوں کی طرح یہ خط پیچدار ... اور قدیم قلمی خط چینی کی شاخیں ہیں۔ اس کا مختصر بیان پہلے لکھا جا چکا ہے

نشان کتابت ام سامیہ (حضرت سام بن نوح کی اولاد) اپنی ابجد کو عموماً

... اس کتاب کے حصہ چہارم کے صفحات ۹-۱۰-۱۱-۱۲ پر ملاحظہ فرمائیے
... جلد ۳ مصنفہ علامہ ابو العباس قلقشندی مطبوعہ مصر

Marfat.com

دائیں جانب سے لکھی تھیں اور یہ اصول عین فطرت کے مطابق تھا۔ دائیں ہاتھ اور دائیں قدم سے شروع ہوتی ہے۔ اور آسمان کی حرکت بھی دائیں سے بائیں جانب (مشرق سے مغرب) ہوتی ہے۔ لیکن مغربی اقوام میں کتابت کا رواج بائیں سے دائیں جانب ہوا۔ کیونکہ حکمائے یونان کے نزدیک خون کا دوران قلب سے شروع ہوکر بائیں جانب ہوتا ہے۔ اور نیز قلب عقل کا مرکز ہے۔ ابتدا میں یونانی بھی دائیں جانب سے لکھا کرتے تھے۔ پھر یہ رفتار بدل گئی۔

۱۔ سریانی ۲۔ عبرانی ۳۔ عربی خطوط دائیں جانب سے لکھے جاتے تھے۔ اور سندی قبطی، رومی اور قدیم فارسی بائیں جانب سے چنانچہ یہی اصول ان خطوں کی شان میں قائم رہا۔

۱۳۔ ابجد میں تاریخی انقلاب

تحقیقات جدید کے مطابق مصری ابجد سے پہلے فنیقی خط نکلا۔ پھر یہ خط دوسرے خطوط کا ماخذ قرار پایا۔ فنیقی قلم سے چار مشہور خط نکلے یعنی یونانی قدیم عبری قدیم ارامی اور مسند حمیری۔

ارامی کی نسبت جس کا دوسرا نام سامی ہے اسی قدر کہہ دینا کافی ہے کہ یہ خط مسند حمیری سے بہت پہلے جاری تھا۔ اور اس کی اشاعت بہت بڑھ گئی تھی۔ ارامی سے حسب ذیل چھ خط نکلے اور خود فنا ہوگیا۔

۱۔ نبطی || مدین، ارض سینا فلسطین اور حوران (ممالک شام) میں جاری تھا۔

۲۔ سریانی || یہ توراۃ مقدس کا خط تھا۔ پانچویں صدی عیسوی کے نمونے موجود ہیں۔

۳۔ تدمری || شہر تدمر (پال مائر) جو دمشق سے جانب شمال ایک سو میل کے فاصلہ پر تھا۔ یہ ایک تجارتی شہر تھا جو اب فنا ہوگیا۔ اب یہاں [illegible]

عبری مربع || (موجودہ عبرانی خط) اس خط کی بنیاد بابل میں پڑی تھی۔ یہ وہ زمانہ ہے (عہد بخت نصر ۵۸۶ ق م) جبکہ بنی اسرائیل بیت المقدس سے جلاوطن ہو کر آباد ہوئے تھے۔ اس کے علاوہ بابل میں خط سماری اور ارامی بھی جاری تھا جس میں توراۃ لکھی گئی تھی۔ لیکن عبری خط کا کوئی نسخہ نویں صدی سے قبل کا موجود نہیں ہے

۵۔ پہلوی || یہ ایران کا قدیم خط ہے جو مردہ ہو چکا۔

۶۔ ہندی || یہ زندہ قوم کا خط ہے۔ جس میں سنسکرت اور اس کی تمام شاخیں شامل ہیں۔ (مردم شماری کی تازہ رپورٹ سے پتہ چلتا ہے کہ ہندوستان میں دو سو پچیس زبانیں بولی جاتی ہیں۔)

جزیرۃ العرب کے باشندے جب بہ تقریب سیاحت و تجارت ملک شام میں گئے۔ تو انہوں نے نبطی قوم سے ان کا خط بھی سیکھا۔ جس کا نام اصلاح و تہذیب کے بعد مسند حمیری قرار پایا۔

خط مسند یا مسند حمیر || دور حاضرہ میں مستشرقین یورپ نے یمن کی جو تاریخ کتبات آثار قدیمہ سے مرتب کی ہے وہ عربوں کی موجودہ تاریخوں سے زیادہ صحیح اور معتبر ہے۔ چنانچہ تاریخ یمن کے تین دور یا ... ت ہیں۔

عبرانی ابجد اس کتاب کے حصہ چہارم کے صفحات ... پر ملاحظہ فرمائیے۔

ہندوستان میں مختلف اقوام آباد ہیں اور ہر ایک کا رسم الخط جداگانہ ہے۔ میں نے ہندوستان کے ... کے باشندوں کی ابجد یا رسم الخط کے نمونے اس کتاب میں درج کئے ہیں۔

عبری یا قدیم عبری ابجد اس کتاب کے حصہ چہارم کے صفحہ ۱۴۱ پر ملاحظہ کیجئے۔

Marfat.com

اول ملوک معین ۔ دوم ملوک سبا ۔ سوم ملوک حمیر نسلی ا...
ہیں۔ البتہ ان کی حکومت مختلف زمانوں میں رہی ہے۔ جس کی تفصیل
۱۔ حکومت معین سنہ [illegible] ق م سے سنہ [illegible] ق م تک (صحیح روایات کے مطابق)
۲۔ حکومت سبا سنہ ۶۵۰ ق م سے سنہ ۱۱۵ ق م تک
۳۔ حکومت حمیر سنہ ۱۱۵ ق م سے سنہ ۵۲۵ء تک

معین کسی قوم کا نام نہ تھا بلکہ ایک مستقل آبادی کا نام تھا جو حضر موت و سبا کی ملحق تھی۔ محقق آثار قدیمہ یمن ابن حائک ہمدانی[1] مصنف الاکلیل متوفی سنہ ۳۳۴ھ کی تحریر کے مطابق یہ اصل جوت (یمن میں ایک مشہور مخلاف (تاریخ میں چھوٹے چھوٹے پرگنات کا نام مخلاف ہے جس کی جمع محافد آتی ہے) تھا۔ اور حکومت کا صدر مقام قرن تھا۔ جس کا ذکر مخلاف براقش کے ساتھ ساتھ آتا ہے۔ یاقوت حموی نے بھی ان کا تذکرہ کیا ہے۔ جس کی مزید تائید شعرائے عرب کے اشعار سے ہوتی ہے۔

اہل معین (ان کا قومی نام کسی مورخ نے نہیں لکھا ہے) تجارت پیشہ تھے۔ جس کا سلسلہ یمن سے شمالی عرب میں العُلا تک پھیلا ہوا تھا۔ چنانچہ حروف مسند کے ... بھی معینی ہیں۔ اہل معین کی زبان یا لغت سبائیوں سے مشابہ تھی۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی ابجد بھی مسند حمیری کے نام سے آجتک مشہور ہے۔

نشوان بن سعید الحمیری (متوفی سنہ ۵۷۳ھ سنہ ۱۱۷۸ء) اپنی مشہور کتاب شمس العلوم[2] میں لفظ مسند کی تشریح میں لکھتے ہیں "مُسند" مفعل بضم المیم و فتح العین ا لمسند حمیر وھو موجود کثیر فی الحجاز و القصور وھذہ صورتہ علی حروف ا...

---

[1] کتاب الاکلیل ہمدانی مطبوعہ جرمنی سنہ ۱۸۸۴ء باب آثار قدیمہ ... [illegible]
[2] شمس العلوم مطبوعہ لیڈن (ہالینڈ) سنہ ۱۹۱۶ء صفحہ ۵۲

...سندھ حمیر (صفوان بن سعد) کے زمانہ تک صوبہ حجاز میں موجود تھا۔ اور ...بیات اسی خط میں تھے۔ اور حبش کا خط بھی اسی ابجد سے ماخوذ ہے ...خط سندھ کے متعلق کتاب شمس العلوم کی بقیہ عبارت یہ ہے۔

"ولہ صورہ کثیرۃ الا ان ھذہ الصورۃ اصحہا واعلم انھم یفصلون بین کل کلمتین بصفر لئن لا یختلط الکلام وصورۃ الصفر عندھم کصورۃ الالف فی العربی مثال ذالک لا الہ الا اللہ"

(ترجمہ) حروف کی اور شکلیں بھی تھیں۔ لیکن یہ رسم الخط سب سے زیادہ صحیح ہے۔ اس کی کتابت کا یہ طریقہ ہے کہ ہر دو کلموں کے مابین (امتیاز کیلئے) ایک صفر بڑھاتے ہیں تاکہ الفاظ جملہ باہم مخلوط نہ ہو جائیں۔ لیکن صفر (گول نقطہ) کی صورت حرف الف عربی (یا ایک لکیر) کے مشابہ ہوتی ہے۔ مثلاً لا الہ الا اللہ لکھنا منظور ہے تو اس کی کتابت خط سندھ میں اس طرح پر ہوگی۔

اس ابجد نے زمانہ حال میں بڑا کام کیا۔ مستشرقین یورپ نے ان حروف کی ...یمن کے سینکڑوں کتبات پڑھ ڈالے اور جدید تاریخ مرتب کر لی۔

مسلمانوں میں ہر چیز کا آغاز مذہب سے ہوتا ہے۔ کتاب التیجان میں حضرت وہب سے ...ت ہے کہ حضرت اخنوخ یعنی حضرت ادریس علیہ السلام پر پہلی وحی میں بسم اللہ الرحمن الرحیم ...ری وحی میں پوری ابجد نازل ہوئی۔ اور اہل دنیا میں حضرت ادریسؑ پہلے کاتب ... اور یہ وحی بزبان سریانی تھی۔ یہ روایت بظاہر روایات مندرجہ بالا سے مخالف ...یکن اس کی تطبیق یوں ہو سکتی ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کے عہد میں جو ابجد

...دائرۃ المعارف حیدر آباد دکن صفحہ ۲۲۔

ہوگی اس کی تکمیل حضرت ادریس علیہ السلام کی ذات سے ہوئی۔ لیکن
حضرت ادریس علیہا السلام کے عہد کے خطوط کا آج کوئی نمونہ دنیا میں نہیں
لہٰذا یہ بحث ہی فضول ہے۔

دنیا میں جس قدر نمونے خط کے موجود ہیں ان کی تاریخ مصر سے شروع ہوتی ہے۔
پھر مصری خطوط میں اہل فنیقیہ نے اصلاح و تہذیب کی تھی۔ چنانچہ انہوں نے مصری
کاہنوں سے صرف پندرہ حروف لئے تھے، باقی سات حروف کا اپنی طرف سے
اضافہ کیا تھا۔ (یہ کون پندرہ حروف تھے اس کی تفصیل معلوم نہیں ہے۔) اور حروف
کے نام بھی مصری ابجد سے اخذ کئے تھے۔ جیسا کہ محققین یورپ نے ثابت کیا ہے۔
تصویریں فنا ہو چکی تھیں، اور حروف میں سادگی پیدا ہو گئی تھی۔ پھر فنیقیہ کی شاگردی
کا فخر سامی نسلوں کو ہوا۔ اور سامیوں نے قدیم ابجد کو کمال پر پہنچا دیا۔ خلاصہ یہ ہے
کہ اقوام عالم نے بقدر علم و فراست ابجد کی اصلاح کی۔ لیکن حرفوں کی آوازیں بادنیٰ
تغیر باقی رہیں۔ یہاں ہمارا مطمح نظر ایشیا کی ابجدیات ہیں۔ لہٰذا اب ہم خط عربی سے
آغاز کرتے ہیں۔

۱۵- اقوام عرب کی ابجد اور رسم الخط

ملاحظہ نقشہ[۱] سے واضح ہوتا ہے کہ پانچ کروٹوں کے بعد چھٹی مرتبہ سطر نخلی ابجد کی
جسامت میں پختگی اور حروف میں کسی قدر حسن پیدا ہوا تھا۔ کہ نبطیوں نے پھر کسی قدر
پیچیدگی بڑھا دی، لیکن یمن میں جا کر عظیم تبدیلی ہو گئی۔ اور یہ خط مسند حمیری تھا۔ اس
اول اہل حیرہ[۲] نے معتدل اصلاح کی اور یہی خط تھا جو اول کوفی کہلایا اور کوفی

---

[۱] نقشہ مصادر حروف یعنی اس کتاب کے حصہ چہارم کے صفحہ ۳۰ پر ملاحظہ فرمائیے۔
[۲] ابجد حیری یا کوفی قدیم اس کتاب کے حصہ چہارم کے صفحہ ۳۰ پر ملاحظہ فرمائیے۔

Marfat.com

...یر اصلاح کوفہ میں ہوئی۔ وہ کوفی جدید تھا۔ پھر خلفائے بنی امیہ ...ی، اور خلفائے عباسیہ (بغداد) کی علمی قدردانی سے خطِ کوفی جدید سے خطِ نسخ نکل آیا۔ یہ وہ ماہتاب ضیاپاش تھا جس کے نور وضیا کے سامنے دنیا کے تمام خطوط کی روشنی مدہم پڑگئی۔ خط کی تاریخ یہاں ختم ہوجاتی ہے لہٰذا اب ہم عربی ابجد کی تفصیل لکھتے ہیں۔

اصلی مصری خط کی ابجد میں بائیس[۲۲] حروف تھے جو فینقی، ارآمی، سطرنجلی، نبطی، اور حمیری میں بدستور قائم رہے، اور وہ حروف حسب ذیل ہیں۔

ا ب ج د ہ و ز ح ط ی ک ل م ن س ع ف ص ق ر ش ت = ۲۲

چنانچہ عہد قدیم کے یہی مفردات ہیں جو ترتیب وارتین[۳] اور چار[۴] حرفوں سے مرکب ہوکر چھ[۶] کلمات پر تقسیم ہوگئے ہیں۔

ابجد[۴] ۔ ہوز[۳] ۔ حطی[۳] ۔ کلمن[۴] ۔ سعفص[۴] ۔ قرشت[۴] = ۲۲

ا ب ج د ۔ ہ و ز ۔ ح ط ی ۔ ک ل م ن ۔ س ع ف ص ۔ ق ر ش ت = ۲۲

بعدازاں چھ[۶] حروف، ث۔خ۔ذ (ثخذ) ض۔ظ۔غ (ضظغ) عربوں نے ایجاد کئے اور یہ چھ[۶] حروف لسانِ عرب سے مخصوص ہیں کیونکہ دوسری زبانوں میں ان کے سرے سے مخرج ہی نہیں ہیں۔ یہ چھ حروف مسند سبائی اور حمیری میں بھی موجود ہیں۔ اس اضافہ سے عربی ابجد اٹھائیس حروف کی ہوگئی اور منجملہ اٹھائیس[۲۸] ...ف کے د۔ت۔خ۔ث (دتخث) قدیم سریانی میں موجود تھے۔

قدیم حمیری ابجد (مُسنَد) میں یہ چھ حرف روادف کہلاتے ہیں۔ کیونکہ ...وف فینقی میں نہ تھے اور ان پر نقطے بھی عربوں نے لگائے ہیں۔

اٹھائیس حروف کی تخصیص کیوں ہے؟ اس کی نسبت علامہ ابن ندیم[۱]

[illegible]

لکھتے ہیں کہ منازل قمر کے حساب سے عربوں نے اٹھائیس[۲۸] حروف
اور سات سیّارے ہیں اس مناسبت سے عرب کا کوئی کلمہ سات
سے زیادہ نہیں ہے۔ حروف الزدائد زیادہ سے زیادہ بارہ[۱۲] ہیں اور یہ تعداد
بروج فلکی کے مطابق ہے۔ اعراب (زیر، زبر، پیش) تین[۳] ہیں، کیونکہ حرکت طبعی
بھی تین ہیں۔ (حرکت نار۔ حرکت زمین۔ حرکت فلک) چنانچہ یہ اٹھائیس[۲۸] مفرد
حروف، حروف الہجا، حروف المبنی، اور حروف المعجم کہلاتے ہیں۔ ارباب لغت
نے ابجد، ہوز وغیرہ کے عجیب و غریب معانی لکھے ہیں۔ کسی کا قول ہے کہ یہ
واضعان ابجد کے نام ہیں، کوئی کہتا ہے کہ یہ شیاطین ہیں، کوئی فرماتے ہیں
کہ یہ سلاطین تھے۔ لیکن محققین[۱] کے نزدیک یہ سب مہمل روایات ہیں۔ واقعہ یہ ہے
کہ علمائے ادب نے بچّوں کو مفردات کی تعلیم کے لئے یہ کلمات بنائے تھے
کہ آسانی سے یاد ہو جائیں، اور اس ترتیب میں مخارج حروف کا بھی لحاظ رکھا
گیا تھا اور یہ ترتیب نہایت قدیم زمانہ کی ہے۔ عراق و شام کے علمائے ادب
کے خلاف اہل مغرب (بربر۔ مراکش) نے ابجد کی یہ ترتیب رکھی ہے۔

ابجد، ہوز، حطی، کلمن، صعفض، قرست، ثخذ، ظغش = ۲۸

ابجد کی یہ ترتیب صدیوں تک قایم رہی۔ لیکن ابن مقلہ کاتب (متوفی ۳۲۸ھ)
نے بچّوں کی سہولیت کے لئے اس قدیم ترتیب کو بدل دیا۔ اور ہم شکل حروف
مسلسل لکھے۔ مثلاً ا ب ت ث ج ح خ۔ الخ۔ اور مزید آسانی یہ کی کہ
امتیاز کے لئے حروف پر مدور نقطے لگا دئے (یہ بحث تفصیل کے ساتھ آگے آئیگی)

حروف ابجد کی تعداد بلا اختلاف اٹھائیس[۲۸] ہے۔ لیکن جب جزو (لا)
(لام الف) اس پر اضافہ کیا جائے تو کُل انتیس[۲۹] حروف ہو جاتے ہیں لیکن

لہ تفصیل کے لئے رسالہ "زمانہ" جوبلی نمبر ملاحظہ فرمائیے جس میں [illegible]

ابجد کا مستقل حرف نہیں ہے۔ یہ چوتھی صدی عیسوی کی ایجاد ہے

عربوں میں علم الخط کی ترقی کے کیا اسباب تھے؟

یہ آپ جانتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم اور حضور کی قوم عموماً امّی تھی جس کی تصدیق قرآن کریم کی اس آیت سے ہوتی ہے کہ بَعَثَ فِی الْاُمِّیِّیْنَ رَسُوْلاً۔ جب قرآن پاک نازل ہونا شروع ہوا تو کتابت وحی کے لئے کاتبوں کی ضرورت ہوئی۔ اور جب جزیرۃ العرب میں اسلام پھیل گیا تو قرآن مجید کی اشاعت فرض ہوئی۔ اس عہد میں چھاپہ کی مشینیں موجود نہ تھیں۔ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اس کمی کو محسوس فرما کر علم الخط کی طرف توجّہ فرمائی۔ اور اتّفاق سے اسی زمانہ میں غزوہ بدر ہوا۔ قیدیوں میں ستّر اصحاب ایسے تھے جو لکھنا پڑھنا جانتے تھے۔ حضور اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ان قیدیوں سے بجائے نقدی کے یہ فدیہ قرار دیا کہ ہر ایک قیدی دس دس مسلمانوں کو علم الخط کی تعلیم دے۔ یہ پہلا موقع تھا کہ یکایک مسلمانوں میں سات سو کاتبوں کا اضافہ ہوگیا۔ اور نور رسالت نے لمعہ افگن ہو کر دنیائے اسلام کو روشن کر دیا۔ یا یہ کہنا چاہیئے کہ کتابت کا پہلا مدرسہ مدینہ طیبہ میں قایم ہوا۔ ورنہ مکہ معظمہ (قبیلہ قریش) میں صرف سولہ اشخاص تھے جو لکھنا جانتے تھے حضرت عمرؓ بن خطاب۔ حضرت علیؓ۔ حضرت عثمانؓ۔ حضرت ابو عبیدہؓ۔ ابان بن سعید۔ یزید بن سفیان۔ ابو حذیفہ بن عقبہ بن ربیعہ۔ طلحہ۔ حاطب بن عمرو۔ خالد بن سعید۔ عبد اللہ بن سعد عامری۔ حویطب بن عبد العزّیٰ عامری۔ ابو سفیان بن حرب۔ معاویہ بن ابی سفیان۔ جہیم بن الصلت۔ علاء بن الحضرمی

ان کے علاوہ خاتون کا نام بھی بعض کتابوں میں مذکور ہے۔

بعد ازاں جب فتوحات میں ترقی ہوئی تو یہ ضرورت پیش آئی کہ سرداران عرب اور سلاطین عالم کو تبلیغی خطوط بھیجے جائیں اور یہ خطوط یا فرامین شاندار ہوں۔ چنانچہ مشہور کاتبوں نے یہ فرمان لکھے۔

خلافت راشدہ میں جب فتوحات کا دائرہ وسیع ہوگیا اور تمدن نے غیر معمولی ترقی کی تو دیگر لوازمات تمدن کے ساتھ علم خط نے بھی ترقی کی اور ایک چوتھائی صدی کے اندر سینکڑوں کاتب اور منشی پیدا ہو گئے۔[1]

مؤرخین عرب یہ بھی لکھتے ہیں کہ مکہ معظمہ میں نفیس، نصر، تیمار اور دومہ پسران حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے ایک رسم الخط جاری کیا تھا۔ یہ سب موصولہ حروف تھے۔ چنانچہ اس خط میں بنت، ہمیسع اور قیدار نے تفریق کی اور اشباہ و نظائر پیدا کئے۔ اور اسی عہد میں موصولہ کے ساتھ حروف منفصل بھی ایجاد ہوئے۔ مؤرخ ہشام بن محمد کی روایت ہے کہ اول جس نے عربی خط لکھا وہ قبیلہ نضر بن کنانہ سے تھا۔ دوسری روایت ہے کہ عربی خط کا موجد حمیر بن سبا ہے۔ بہرحال یہ سب قبیلہ قریش کے لوگ تھے۔

ایک روایت یہ ہے کہ امرائے یمن ایک خط سے واقف تھے جو منفصل (جس کے حرف الگ الگ ہوں) تھا۔ اور اس کی تعلیم میں انتہائی بخل سے کام لیا جاتا تھا۔ لیکن آغاز اسلام تک یہ فنا ہو چکا تھا۔

ہماری رائے میں یہ وہی خط تھا جس کی اصلاح قیدار وغیرہ نے کی تھی

---

[1] صبح الاعشیٰ صفحہ ۱۳ ۔ جلد ۳ ۔ مصنفہ علامہ ابوالعباس احمد [illegible]

Marfat.com

رسالت میں ی کیا شان تھی

خط نبطی سے اہل یمن نے جو مہذب خط نکالا تھا وہ مسند حمیری تھا اور پھر مسند حمیری سے خط حیری نکلا۔ اور پھر کوفہ میں خط حیری کی اصلاح ہوئی۔ مسند حمیری کا پہلا نام جزم تھا۔ جزم کے معنی نوزائیدہ بچہ کے ہیں۔ اور وجہ تسمیہ ظاہر ہے۔

اس خط کو شہر کی نسبت سے خط کوفی کہنا تو جائز ہے لیکن یہ اصطلاحی خط کوفی ہرگز نہ تھا جسکو عوام خط کوفی کہتے ہیں۔ (خط کوفی کی تاریخ آگے آئیگی) بلکہ یہ وہ خط تھا جس کو اہل یمن اور اہل مکہ معظمہ نے حیرہ والوں سے حاصل کیا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو فرامین فرمانروایان عجم اور مصر وغیرہ کو روانہ کئے تھے وہ یہی حیری مہذب خط تھا جس سے مصطلح خط کوفی کی ابجد اخذ کی گئی ہے۔

فرامین رسالت کا بڑا حصہ تلف ہو چکا ہے۔ ایک فرمان جو مسیلمہ کذاب کے نام لکھا گیا تھا اس کا فوٹو ۱۸۹۶ء میں لندن کے پکچر میگزین میں شایع ہوا تھا اور دوسرا فرمان جو مقوقس عامل مصر کے نام ۶ھ میں تحریر ہوا وہ مصر کے شاہی خزانہ میں محفوظ تھا جو کسی ذریعہ سے مستشرقین یورپ کو مل گیا۔ اور اس کا فوٹو اول رسالہ الہلال مصر میں شایع ہوا۔ اس کے بعد تاجران بیت المقدس نے یہ فوٹو شایع کیا۔ اب ہم اپنے مخدوم مصنف البرامکہ کی جدید تصنیف تاریخ اسلام (عہد رسالت) کے قلمی مسودہ سے اس فوٹو کا عکس لیکر نذر ناظرین[1] کرتے ہیں

[1] فتوح مصر مصنفہ ابن عبدالحکیم میں یہ پورا خط موجود ہے۔ لیکن اس میں اور فوٹو کی عبارت میں بعض الفاظ ... کتب احادیث کے مطابق ہے اور یہی صحیح ہے۔ صفحہ ۴۶ مطبوعہ لیڈن (ہالینڈ) سنہ ۱۹۲۰ء

Marfat.com

کرتے ہیں جو مسلمانوں کے لئے اس تبرک سے زیادہ بیش قیمت [illegible] ہو سکتا ہے۔

عکس فرمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کتاب کے حصہ چہارم صفحہ ۱۴ پر ملاحظہ فرمائیے۔ یہ اصل فرمان ہے جو گھومتا پھرتا یورپ تک پہنچا اور یورپ کی قدردانی سے آج ہم مستفید ہو رہے ہیں۔

نقشہ مصادر حروف تہجی میں جو حیری ابجد درج ہے۔ اب اُس کا مقابلہ اس فرمان سے کیجئے تو ظاہر ہوگا کہ قدیم نبطی خط، حیرہ سے چل کر جب یمن اور کوفہ میں پہنچا ہے تو اس کی کیا شان تھی اور وہ کس درجہ خوبصورت اور مہذب ہو چکا تھا لیکن عربوں کے سوا کوئی اور قوم اس کو لکھ پڑھ نہیں سکتی تھی۔ اور خلفائے راشدین بیقرار تھے کہ کسی طرح قرآن شریف ممالک مفتوحہ میں پہنچے۔ چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد میں کامیابی ہوئی۔ اور چند نسخے قرآن مجید کے مرتب ہوتے لیکن اس خط میں سینکڑوں نقلیں کرنا محال تھیں۔ خطوط اور عام مراسلت کے علاوہ عہد عثمانی تک جس قدر قرآن شریف لکھے گئے ہیں وہ سب حیری خط میں تھے۔ امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے جو قرآن پاک لکھا اس کا بھی یہی خط تھا اور عام طور پر خط کوفی کی جو نسبت امام علیہ السلام سے ہے وہ تاریخی غلطی ہے۔ اس عہد تک قرآن کریم میں نقاط، اعراب اور علامات اوقاف لکھنے کا دستور نہ تھا چنانچہ قرآن

ؑ تاریخ عثمانی ملاحظہ فرمائیے۔

ؑ حضرت امام حسن علیہ السلام کے دست مبارک کے لکھے ہوئے قرآن کریم کے ایک صفحہ کا فوٹو [illegible] مجلہ کابل ۱۳۱۱ھ میں شایع ہوا ہے اسکا رسم الخط بجنسہ اس کے مطابق ہے جو میں نے [illegible] کے صفحہ ۴۴ پر فوٹو بلاک درج کیا ہے۔ جہاں تک میرا خیال ہے [illegible]

ان علامات سے خالی ہے۔ اور یہی حال مصاحف مکتوبہ کا تھا۔ اگر قرآن غور سے دیکھا جائے تو فن کتابت کے متعلق بہت سی باتیں معلوم ہونگی۔ اشہدوا (صیغہ جمع) کے اخیر میں جو حرف الف کا اضافہ ہے وہ اسی عہد کی یادگار ہے جس کی تقلید آج تک جاری ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ ایک لفظ کو توڑ کر دو حصّوں میں لکھنا معیوب نہ تھا مثلاً "ورسولہ" پہلی سطر میں صرف ور ہے اور سولہ دوسری سطر میں ہے۔ اسی طرح اور لفظ بھی ہیں۔ اس وقت تک الف بھی سیدھا نہیں ہوا تھا، بلکہ نیچے کا سرا پیچھے کو مڑا ہوا تھا جس کی صورت "ا" کی سی ہے۔

۱۸۔ مکہ معظمہ میں کتابت کی تعلیم کے اسباب اور ان کے معلم

تاریخ سے ثابت ہے کہ قریش کا ذریعہ معاش تجارت تھا۔ اور اس ضرورت سے وہ عجم، شام، مصر اور روم تک تجارتی مال لیکر جاتے تھے، اپنا مال بیچتے تھے اور دوسرے ممالک کا مال عرب میں لاتے تھے۔ ان سیر و سیاحت میں انہوں نے علم خط سیکھا۔ کیونکہ تاجر کیلئے جمع خرچ کا لکھنا ضروری ہے۔ ابن ندیم اور قلقشندی[1] کی (ابن عباس کی زبانی) روایت ہے کہ قبیلہ بولان (شاخ قبیلہ طے) کے تین شخص جو شہر انبار (عراق) میں رہتے تھے وہ خط عربی کے موجد (مصلح کہنا چاہیئے) ہیں۔

۱۔ مرامر بن مرہ۔ ۲۔ اسلم بن سدرہ۔ ۳۔ عامر بن جدرہ۔ ان مصلحین میں مرامر مفرد حروف کی شکل و صورت کا واضع ہے۔ اور مرامر کے شاگرد اسلم بن

[1] صبح الاعشیٰ صفحہ ۱۲ تا ۱۴۔ جلد ۳ مصنفہ علامہ ابو العباس احمد قلقشندی

Marfat.com

سدرہ نے حروف مقطعہ اور موصولہ (جوڑ پیوند) کی کتابت اور
سریانی زبان پر قیاس کر کے ایجاد کیے۔ اور عامر نے نقطے اور اعراب
نقطے اور اعراب کس قسم کے تھے۔ اس کی کوئی تفصیل نہیں لکھی جا سکتی ہے۔
ابجد بھی ترتیب دی تھی۔ یہ تینوں ہمعصر تھے۔

مرامر کی نسبت مشہور ہے کہ وہ خلف جان، کاتب وحی حضرت ہود علیہ السلام
کا شاگرد تھا۔ اور انبار میں رہتا تھا۔ لیکن تاریخی تحقیقات کے مطابق مرامر براہ
راست خلف جان کا شاگرد ہرگز نہیں ہو سکتا ہے۔ کیونکہ مرامر اور حضرت ہودؑ[1]
میں صدیوں کا فرق ہے۔ اور جنوبی عرب میں مسند حمیری خط حضرت مسیحؑ سے
کئی صدی قبل جاری تھا۔ اور اس زمانہ تک مسند کے حروف اپنے اصل فلیقی
سے بہت زیادہ آڑے ترچھے تھے۔ جس کی مرامر اور اس کے شاگردوں[2] نے
اصلاح کی۔ چنانچہ انبار والوں نے یہ خط ان معلموں سے حاصل کیا۔ پھر اہل
انبار سے حیرہ والوں نے سیکھا۔ اور زمانہ مابعد میں یہ سلسلہ حیرہ سے مکہ معظمہ،
کندہ، اور حضر موت تک پھیل گیا۔ یہ آخری عہد کی تاریخ ہے کیونکہ حمیری خط
بہت قدیم ہے۔ اس[3] قدیم خط کی دو شاخیں تھیں۔ ایک مقور دوسری لسیط۔
مقور تقویر سے مشتق ہے جس کا ترجمہ ہے پنجوں کے بل چلنا اور اس قدر دبے
پاؤں کہ آہٹ معلوم نہ ہو۔ غرض یہ ہے کہ اس خط کے حروف اسفل کی
مائل تھے۔ پھیلاؤ کم تھا اور نرمی سے لکھا جاتا تھا۔ اصطلاحاً یہ خط خط

---

[1] نوٹ:۔ حضرت ہود علیہ السلام کا زمانہ ۲۲۰۰ یا ۲۳۰۰ ق م ہے۔
[2] بلوغ الارب مطبوعہ بغداد صفحہ ۳۸۲ / الفہرست صفحہ ۔۔۔ مطبوعہ مصر
[3] صبح الاعشیٰ صفحہ ۱۵ مطبوعہ مصر

Marfat.com

... مشابہ تھا۔ دوسرا خط بسیط مبسوط تھا۔ یہ نہایت واضح تھا۔ مساجد ... ات کے تمام کتبات اسی خط میں لکھے جاتے تھے اور اس کی شان محقق کی ... تھا۔

ولادت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل حرب بن امیہ (ابوسفیان کے والد اور امیر معاویہ کے دادا) نے یہ خط اسلم بن سدرہ سے سیکھا۔ اور جب حرب حیرہ سے یہ خط سیکھ کر آیا تو اُس نے اپنی اولاد اور خاص احباب کو اس کی تعلیم دی[1]۔ اور مکہ معظمہ میں یہ خط عام ہو گیا۔ اس سے ظاہر ہے کہ حیرہ جس طرح عہد قدیم میں خطاطی کا مرکز تھا۔ اسی طرح پچھلے دور میں بھی رہا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جد محترم عبدالمطلب بن ہاشمؓ بھی لکھنا جانتے تھے لیکن اُن کا خط عورتوں کا سا تھا۔ آپکی ایک قلمی دستاویز خزانہ مامون رشید عباسی میں موجود تھی جو چمڑہ پر لکھی گئی تھی۔ یہ دستاویز قرضہ تھی۔

حضرت عمرو وغیرہ ابوسفیان کے شاگرد تھے[2]۔

بنو ہاشم نے بھی ایک خط ایجاد کیا تھا جو عراقی کے نام سے مشہور تھا۔ اور

---

[1] ایک روایت ہے کہ حرب بن امیہ نے بشر بن عبدالملک (برادر رئیس دومۃ الجندل) سے خط ... حاصل کیا۔ اور اپنے استاد کو مکہ معظمہ میں لے آیا۔ اور اپنی بیٹی صہبا سے نکاح کر دیا۔ ... سے قریش میں یہ خط پھیلا۔ اور حضرت عمرو وغیرہ سب ابوسفیان کے شاگرد ہیں۔ حرب کے علاوہ ابوقیس بن عبد مناف بھی بشر کے شاگرد تھے۔ جب یہ لوگ بسلسلۂ تجارت طائف گئے تو ... بن سلمہ ثقفی نے ان کی شاگردی کی۔ اس کے بعد بشر دیار مصر میں چلا گیا اور وہاں اس کا ... ہوا۔

[2] ... جلد کتاب الکاتب و کتاب صبح الاعشیٰ مطبوعہ مصر صفحہ ۶۲

یہ خط عہد مامون رشید عباسی تک جاری تھا۔

علامہ قلقشندی کی ایک روایت سے ظاہر ہے کہ اسی زمانہ میں ابوعمرو الدانی نے ایک کتاب لکھی تھی جس کا نام کتاب "التنبیہ علی النقط والشکل" تھا جس میں ابوسفیان بن امیہ کی تعلیم کتابت کا ذکر ہے۔ یہ اس امر کی شہادت ہے کہ حروف کی طرح نقاط پر کافی بحث ہو چکی تھی۔ لیکن اول نقطے ابوالاسود ہی نے لگائے جس کی صراحت موجود ہے۔

واقدی کی روایت ہے کہ مدینہ طیبہ میں قبیلہ اوس اور خزرج کے لوگ اپنے نام لکھنا جانتے تھے۔ ابتداءً ایک یہودی نے یہ خط سیکھا اور اپنے بچوں کو سکھلایا۔ جب مدینہ طیبہ میں اسلام آیا تو اس وقت تقریباً انیس[19] کاتب موجود تھے جس میں اصحاب ذیل مشہور ہیں۔

۱۔ سعید بن زرارہ۔ ۲۔ منذر بن عمرو۔ ۳۔ اُبی بن کعب۔ ۴۔ زید بن ثابت۔ یہ اصحاب عبرانی اور عربی دونوں لکھتے تھے۔

اور جو محض عربی لکھتے تھے وہ حسب ذیل ہیں۔

۱۔ رافع بن مالک۔ ۲۔ اُسید بن حضیر۔ ۳۔ معین بن عدی۔ ۴۔ ابوعبس بن کثیر ۵۔ اوس بن خولی۔ ۶۔ بشیر بن سعد۔

۱۹۔ خلافت راشدہ میں قدیم خط میں کیا ترمیم ہوئی

جہانتک تاریخی شہادت موجود ہے، خلافت حضرت عثمانؓ تک اس قدیم حیری خط میں کوئی ترمیم نہیں ہوئی۔ بدستور جاری رہا، لیکن امیرالمومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی خلافت میں آپ کے ندیم خاص اور نامور شاگرد ابوالاسود دؤلی (ظالم بن عمرو بن سفیان تابعی) نے رسم خط میں ترمیم کی اور قرآن شریف میں اعراب کو نقطوں

...ت کیوں پیش آئی، یہ ایک دلچسپ داستان ہے۔

ابوالاسود، بصرہ میں تھے کہ انہوں نے ایک شخص کو قرآن کریم پڑھتے ہوئے سنا، جب وہ اس آیت پر پہنچا کہ "اِنَّ اللّٰہَ بَرِیْٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِکِیْنَ وَرَسُوْلُہٗ" تو اس نے رَسُوْلُہٗ کو بجائے زبر (فتحہ) کے زیر (کسرہ) سے پڑھا (غالباً یہ عجمی ہوگا) یہ سنتے ہی ابوالاسود برہم ہوئے، کیونکہ اعراب کے بدل جانے سے معنی میں زمین و آسمان کا فرق ہوگیا تھا۔ چنانچہ یہ زیاد حاکم بصرہ کے پاس اسی وقت گئے اور کہا کہ تم نے مجھ سے خواہش کی تھی کہ میں قرآن شریف کے رسم خط میں اصلاح کروں لیکن بدعت سمجھ کر میں نے پہلے انکار کر دیا تھا، اب وقت آگیا ہے کہ میں آپکے حکم کی تعمیل کروں۔ اور زیاد سے خواہش کی کہ مجھے ایک کاتب دیجئے کہ میں قرآن پاک کو لکھوا دوں۔ یہ درخواست منظور ہوئی اور ابوالاسود کے پاس ایک کاتب[1] بھیج دیا گیا۔

ابوالاسود نے کاتب کو اپنے قریب بٹھا کر ہدایت کی کہ اب میں تم کو قرآن مجید لکھواتا ہوں۔

سنو! جس حرف کے ادا کرنے میں میرا منہ کھل جائے اس کے اوپر تم ایک نقطہ لگاؤ۔ اور جس حرف میں دونوں لب کناروں سے ملے ہوئے ہوں اور منہ کو گول کر کے ادا کروں تو تم اس کے آگے (دائیں جانب) ایک نقطہ دیدو۔ اور جس حرف کے ادا کرنے میں آواز کا رخ نیچے کی جانب ہو تو تم اس کے نیچے ایک نقطہ لگاؤ۔ کاتب نے اس پر عمل کیا۔

یہی نقاط تھے جو قرآن شریف میں سو برس تک اعراب کا کام دیتے رہے۔

---

[1] اغانی صفحہ ۱۰۲ جلد ۱۱ مطبوعہ مصر۔

Marfat.com

اور ان کی صورت بجائے لکیروں کے نقطوں کی شکل میں رہی۔ یہ اوپر کے حرف کے سامنے لگایا جاتا تھا۔ اور موجودہ ہجی میں تمیز کیلئے پر جو نقطے ہیں وہ زمانہ ابجد کی ایجاد ہیں۔ کیونکہ اس عہد کے عربوں کو نقاط کی ضرورت ہی نہ تھی۔ اور ایک روایت[1] سے معلوم ہوا کہ اسلام سے قبل بھی نقطے تھے۔ لیکن نقاط کا عام رواج خلیفہ عبدالملک بن مروان (متوفی ۹۶ھ) کے عہد سے ہوا تاکہ اہل عجم قرآن شریف صحیح پڑھ سکیں اور قرأت میں غلطی نہ ہو۔ اس کار خیر میں ظالم، حجاج بن یوسف بھی شریک ہے (خدا مغفرت کرے)

عربی رسم الخط پر ابوالاسود کا احسان عظیم ہے۔ اور دوسرا احسان یہ ہے کہ انہوں نے حضرت علیؓ کی ہدایت کے مطابق عربی علم نحو کے ابتدائی قواعد منضبط کیے۔ اس نامور فاضل عرب نے ۶۹ھ میں انتقال کیا۔ ابوالاسود[2] کے نامور شاگرد نصیر[1] بن عاصم، یحییٰ[2] ابن یعمر عدوانی، میمون[3] بن اقرن، اور عنبسہ[4] بن معدان فہری تھے۔ یہ چاروں خطاط تھے۔ ان میں سے نمبر ایک اور نمبر دو نے نقاط میں بھی اصلاح کی تھی۔ اور مفرد و زوج نقطے لگائے۔ یحییٰ ابن یعمر کی نسبت شہرت ہے کہ اس نے حجاج بن یوسف کے حکم سے نقطے ایجاد کیے تھے اور نقاط کی ضرورت اس بنا پر ہوئی کہ اکثر حروف باہم متشابہ (متشابہ الصور) تھے۔ اور اہل عجم کے لیے قرآن کریم کا پڑھنا محال تھا۔

یہ واقعہ ہے کہ حروف کی ایجاد کے بعد نقاط محض رفع اشتباہ کے لیے ایجاد ہوئے تھے۔

---

[1] انتشار الخط العربی بحث حروف ہجی مصنفہ سعید فتاح عبادہ مطبوعہ مصر۔

[2] الفہرست ابن ندیم صفحہ ۱۱ مطبوعہ مصر۔ اور انتشار الخط العربی مطبوعہ مصر۔

Marfat.com

خلافت بنی امیہ اور عباسیہ میں علم خط کی ترقی

خلافت راشدہ کے بعد جب دمشق میں امیر معاویہ کی حکومت قایم ہوئی اور اس خاندان میں اولوالعزم خلفا ہوئے اور درس وتدریس کا آغاز ہوا۔ تو علم الخط کی بھی ترقی ہوئی۔ لیکن اس عہد[1] میں صرف ایک قطبہ کا نام ملتا ہے۔ جس نے رائج الوقت خط سے چار قلم ایجاد کئے تھے (یعنی ایک ہی خط کو چار طرح سے لکھا۔ جو باد نیٰ تغیر ایک دوسرے سے اخذ کئے گئے تھے) اور ایک قرآن مجید بھی لکھا تھا۔ جو اس عہد کا پہلا قرآن شریف تھا۔ اس سے زیادہ تفصیل نہیں ہے۔

عہد خلافت ولید بن عبدالملک متوفی ۹۶ھ ۷۱۵ء میں خالد بن ابی الہیاج خط کوفی کا معلم اعظم تھا۔ مسجد نبوی پر جو کتبہ سورہ والشمس کا آب زر سے لکھا گیا ہے وہ خالد کے قلم کا ہے۔ اس نے قرآن شریف کے علاوہ بڑا ذخیرہ اشعار واخبار کا بھی لکھا تھا۔ اور خلیفہ حضرت عمر بن عبدالعزیز کے حکم سے طلاء کار قرآن مجید برسوں کی محنت میں تیار کیا۔ جب امیر المومنین کی خدمت میں اس کو بطور ہدیہ پیش کیا تو خلیفہ عمر بن عبدالعزیز نے مدح ثنا کے بعد قرآن شریف کو سر پر رکھا اور بوسہ دیکر واپس کر دیا۔ کیونکہ خلیفہ اپنی عادت کے مطابق اس کے صلہ کا بار گراں بیت المال پر ڈالنا نہیں چاہتے تھے۔

دوسرا کاتب قرآن پاک ابویحییٰ، مالک بن دینار، غلام سامہ بن لوی بن غالب تھا۔ یہ اجرت پر کتابت کرتا تھا۔

[1] [illegible] مطبوعہ مصر۔۔۔ اور کشف الظنون

Marfat.com

خلافت بنی امیّہ کے زوال پر جب اسلامی حکومت بنی عباس میں آئی تو اس عہد میں علوم و فنون کی غیر معمولی ترقی ہوئی۔

ابو العباس سفّاح جو بانی دولت عباسیہ ہے (صدارت کوفہ ۱۳۲ھ) اس کے عہد میں ضحاک بن عجلان شامی ایک نامور خوشنویس تھا۔ اس نے قطبہ کے قلموں کی اصلاح کی تھی۔ لیکن کیا اصلاح تھی؟ تاریخوں میں اس کی کوئی تفصیل نہیں ہے۔ یہ بھی کاتب قرآن کریم ہے ۱۵۴ھ میں فوت ہوا۔ سفاح کے بعد جب منصور عباسی (۱۳۶ھ) تخت نشین ہوا تو اسی عہد کا مشہور کاتب اسحاق بن حماد تھا۔ یہ عہد مہدیؒ عباسی تک زندہ رہا۔ اس نے ضحاک کے قلموں کی اصلاح کی تھی۔

اسحاق کے شاگردوں میں یوسف کاتب (ملقب بہ لقوہ شاعر) ابراہیم بن الحسن۔ شفیر (غلام قاسم بن منصور) عبد الجبار رومی۔ شعرانی۔ الابرش۔ شلیم خادم جعفر برمکی۔ عمرو بن مسعدہ (کاتب خلیفہ مامون الرشید) مشہور کاتب تھے اور ان کے علاوہ ابن فیوما کی خوش نصیب کنیز شنار بھی شاگردی میں داخل تھی بہرحال منصور اور مہدی کے عہد کے یہ نامور خطاط تھے۔ ان کے شاگردوں کی فہرست طویل ہوگی۔ جن کا مورخین نے کچھ ذکر نہیں کیا ہے۔

علامہ ابن ندیم نے قدیم مورخ اسلام محمد بن اسحاق کی روایت سے لکھا ہے کہ جزیرۃ العرب میں خطاطی کے چار مرکز تھے۔ ۱۔ مکہ معظمہ۔ ۲۔ مدینہ منورہ ۳۔ بصرہ۔ ۴۔ کوفہ۔ اور ان اسلامی شہروں کی نسبت سے چار خط مکی مدنی، بصری اور کوفی مشہور تھے۔ (یہ ایک دوسرے کے مقلدین ماخذ سب کا ایک ہی تھا) اس تفصیل سے یہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ یہ چار مستقل خط بلکہ یہ وہی قدیم خط تھا جو عہد رسالت سے برابر جاری تھا اور اسلام

[...] سے مہدی عباسی (۱۶۹ھ) تک جاری رہا۔ لیکن یہ قابل تسلیم ہے
[...] اساتذہ کی کوشش سے اس وقت تک یہ خط بہت کچھ مہذب ہو چکا تھا
[...] خطوطِ اربعہ میں اس قسم کا فرق ہوگا جیسا کہ لکھنؤ اور دہلی کے استادوں نے
ایک ہی خط میں دوائر اور نوک پلک میں مابہ الامتیاز فرق پیدا کر دیا تھا۔

اس کے بعد ابن ندیم نے لکھا ہے کہ اول قرآن شریف جو لکھا گیا وہ خط قیراموزیں تھا۔ یہ وہی خط تھا، جس سے اہل عجم نے اپنا خط ایجاد کیا ہے۔ لیکن آج ہم یہ نہیں بتا سکتے کہ قیراموز کا کیا نمونہ تھا۔ اور اس لفظ کے کیا معنی ہیں۔ اور کون اس کا موجد تھا۔

استاد اسحاق بن حماد کے بعد عبداللہ بن ابی اسحاق حضرمی اور ابو عمر بن علاء (متوفی ۱۵۴ھ) نامور ہوئے جنہوں نے اس قدیم حیری خط میں اصلاح کی اور حروف کی شان میں حسن پیدا کیا۔ چنانچہ قدیم خط کے مصلح یہی ارکان خمسہ تھے۔

خطِ کوفی کا آغاز[1]

کوفہ[2] اگرچہ زمانہ دراز سے علم خط کا مرکز تھا۔ اور حیرہ کے بعد تاریخی شہرت کوفہ کو حاصل تھی مگر مصطلح خط کوفی اس وقت تک ایجاد نہیں ہوا تھا۔ اس کا آغاز خلیل بن

---

[1] خط کوفی کے مختلف نمونے اس کتاب کے حصہ چہارم کے صفحات ۴۴۔۴۵۔۴۶ پر ملاحظہ فرمائیے۔

[2] ملک کوفہ اگرچہ بیوفائی میں بدنام ہے۔ لیکن اس کی علمی عظمت سے انکار نہیں ہو سکتا۔ یہ علم عربیت کا مبدء تھا۔ سب سے پہلی کتاب جو لغت عرب میں خلیل بصری نے لکھی اسکی کتابت کوفہ میں ہوئی۔ عربی عروض اور موسیقی کا آغاز بھی کوفہ سے ہوا۔ سیبویہ جو علم نحو کا پہلا مصنف ہے [...] کا علم یافتہ تھا۔ اور یہی شہر فن کتابت کا معلم ہے۔

احمد نحوی موجد علم عروض کے زمانہ سے ہوا۔ یہ عہد مہدی ... نامور فاضل تھا۔ اس نے قدیم خط کی اصلاح پر سب سے زیادہ ... اور تکمیل کے درجہ تک پہنچا دیا۔ اور موجودہ واضح اعراب ایجاد کئے ... سنہ ۱۷۰ھ میں خلیل کا انتقال ہوگیا۔ خلیفہ ہارون الرشید (عباسی) اسی سال تخت نشین ہوا تھا۔

خلیل کے بعد علی بن حمزہ کسائی نحوی، استاد ہارون الرشید نے خلیل کے مہذب خط پر غائر نظر ڈالی اور خوش نویسی سے زیادہ اس نے مصوری کی اور قدیم نقاط کی بھی اصلاح ہوئی۔ یعنی ابو الاسود کے نقاط میں سبکی پیدا کی گئی۔ اور قدیم حیرتی خط میں حسن کتابت کے ساتھ وہ شان پیدا کردی کہ اس خط کو قبول عام کی سند مل گئی۔ اور اب اس خط کا نام خط کوفی ہوا جو آج تک اسی نام سے مشہور ہے۔[۱]

کسائی نحوی خلیفہ مامون الرشید کا بھی استاد تھا۔ جس نے مامون الرشید (عباسی) کو نحو، ادب، قرأت اور علم خط کی تعلیم دی۔ مامون الرشید کے عہد میں علم خط کی بڑی ترقی ہوئی۔ مامون کو قدیم خطاطوں کی وصلیاں جمع کرنے ... بہت شوق تھا۔ اس کے خزانہ میں عہد قدیم کے جملہ خطوں کے نمونے موجود ...

کسائی نے ۱۸۳ھ میں انتقال کیا۔ اور اس کا اصلاح کردہ خط اس ... مقبول ہوا کہ اب مصاحف کی کتابت اسی خط میں ہونے لگی۔ اور سب سے پہلا ...

۱؎ خط کوفی کا نمونہ کسائی نحوی کے قلم کا لکھا ہوا۔ جو قبۃ الصخرا بیت المقدس ... اس کتاب کے حصہ چہارم کے صفحہ ۴۶ پر ملاحظہ فرمائیے۔

۲؎ الفہرست صفحہ ۷، مصنفہ علامہ ابن ندیم مطبوعہ ...

کوفہ نے پسند کیا۔ اور یہ اُن کی خوش نصیبی ہے کہ انہیں کے نام سے خط رہوا۔ اور کوفہ میں بھی متعدد نامور خطاط ہوئے۔

عہد ہارون الرشید سے عہد معتصم باللہ اور اس کے بعد تک قرآن کریم کے مشہور کاتب حسب ذیل ہیں۔

۱۔ اختشام البصری۔ ۲۔ مہدی کوفی (عہد ہارون الرشید)۔ ۳۔ ابوحدی کوفی (عہد معتصم باللہ)۔ ۴۔ ابن اُم شیبان۔ ۵۔ المسحور۔ ۶۔ ابوحمیرہ۔ ۷۔ ابن حمیرہ۔ ۸۔ ابوالفرج یہ (از نمبر ۴۔ تا نمبر ۸) سب کوفی تھے۔ اور معتصم باللہ کے بعد ہوئے ہیں۔ ابوالحسین اسحاق بن ابراہیم تیمی المقتدر باللہ عباسی کے عہد کا نامور کاتب ہے۔ یہ ابن معلی اور اس کے غلام ابواسحٰق ابراہیم کا شاگرد ہے۔ رسم الخط پر اس کا ایک رسالہ تحفۃ الموافق یادگار ہے۔ خلیفہ المقتدر اور اس کے بیٹے اسحاق کے شاگرد تھے۔ اس کا خاندان خاندان خوشنویسان تھا خصوصاً اس کا بھائی نامور خطاط تھا۔ اور اسحاق کا بیٹا ابوالقاسم اسمٰعیل اپنے باپ کے نقش قدم پر چلتا تھا۔ استاد اسحاق کے علاوہ اس عہد کے نامور خطاط وجیہ النعجہ کے بیٹے اور ابن منیر، زنقلطی اور ردایدی ہیں۔

عہد مامون الرشید میں احمد بن ابی خالد، احمد الکلبی، عبداللہ بن شداد، عثمان بن زیاد، محمد بن عبداللہ مدنی، ابوالفضل صالح بن عبدالملک مشہور کاتب ہوئے ہیں۔ علامہ ابن ندیم نے اور نام بھی لکھے ہیں وہ ہم نے طوالت کی وجہ سے قصداً چھوڑ دئے ہیں۔

کتابت قرآن مجید کے بعد دفتر انشاء کی مراسلت بھی اسی خط میں ہونے لگی۔ اور اس خط سے ایک قسم کا خط اور نکالا گیا جو تیزی سے لکھا جاتا تھا۔

خط کوفی کے قرآن مجید بھی نایاب ہیں۔ لیکن پروفیسر مارگولیوتھ نے بوڈلین

ہم نے اس کا فوٹو حاصل کرنے کے لئے بے انتہا کوشش کی مگر ناکام رہا۔ خدا نے چاہا تو اگلے ایڈیشن میں اس کا فوٹو بلاک شائع کرسکوں گا۔

Marfat.com

لائبریری کے ایک نسخہ سے اس کا ایک صفحہ اپنی کتاب "محمد" میں ذیل کے منقل کیا ہے۔ اس قرآن مجید کے حرف زیادہ واضح اور روشن ہیں لیکن نقاط اور اعراب سے خالی ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ عربوں کو اس وقت تک امتیازی علامات کی ضرورت نہ تھی۔ اور غالباً ابوالاسود اور خلیل سے پہلے کی کتابت ہے۔

خط کوفی کب ایجاد ہوا، اس کی نسبت صاحب[۱] اعانۃ المنشی کا قول ہے کہ یہ خط بنی اُمیہ کے اخیر عہد اور اوائل عباسیہ کے آغاز میں جاری ہوا۔ اس کا مطلب یہی ہے کہ خلافت بنی امیہ میں قدیم حیری خط میں بہت کچھ اصلاح ہو چکی تھی۔ جس کی تکمیل عہد عباسی میں ہوئی۔

۲۲۔ خط کوفی کی مشہور شاخیں

خطاطی اور کاتبوں کی تاریخ سے یہ امر بلا اختلاف ثابت ہے کہ دور حاضر میں خط نسخ کے جسقدر بہترین نمونے ہیں انکی اصل کوفی ہے۔ خط کوفی سے عہد مامون الرشید تک بارہ[۲] قلم ایجاد ہو چکے تھے۔ جن[۳] کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

۱۔ قلم الجلیل	یہ دفتر انشاء کا مخصوص قلم تھا اس خط میں صرف سلاطین کو خطوط لکھے جاتے تھے۔ اور مساجد کے ابواب و محراب کے کتبات بھی اسی قلم میں ہوتے تھے یہ اس عہد کا جلی خط تھا۔
۲۔ قلم السجلات و ۳۔ قلم الدیباج	سجل یعنی قبالہ و دستاویز ہے اور دیباج معرب دیبا کا ہے جو ایک ریشمین کپڑا ہے۔ دستاویزات کا نام سجلات ہے۔ یہ دونوں قلم مبارک سے ماخوذ ...

[۱] صبح الاعشیٰ صفحہ ۱۵، جلد ۳ مصنفہ علامہ ابوالعباس احمد القلقشندی ... دوازدہ قلم۔

Marfat.com

۴۔ قلم اسطومار الکبیر۔	نمبر ۲-۳ کی خاص ترکیب سے قلم طومار پیدا ہوا۔ لفظ کبیر سے ظاہر ہے کہ چھوٹے پیمانہ پر اس کی ایک شاخ اور بھی ہوگی
۵۔ قلم الثلثین =	یہ قلم اور نمبر ۱۲-طومار کی شاخیں ہیں۔ دربارِ خلافت سے عمال کے نام اس خط میں مراسلت ہوتی تھی۔
۶۔ قلم الزنبور۔	یہ طومار اور ثلثین سے پیدا ہوا ہے۔
۷۔ قلم المفتح =	یہ قلم ثلثین اور سطر بخیلی سے ماخوذ ہوا ہے۔ اس کو خط ثقیل بھی کہتے تھے۔ یہ خوبصورت قلم تھا۔
۸۔ قلم الحرم۔	تعلیم نسواں کی ترقی اس درجہ تک ہو چکی تھی کہ خواتین حرم کے نام جو خطوط لکھے جاتے تھے۔ اسکا قلم بھی خاص تھا۔
۹۔ قلم المؤامرات۔	امرائے دولت میں جب باہمی مناقشات ہوتے تھے اور صلاح و مشورہ کی ضرورت ہوتی تھی تو یہ خط استعمال کیا جاتا تھا۔
۱۰۔ قلم العہود =	سلاطین کے معاہدات اور دیگر دستاویزات کیلئے مختص تھا
۱۱۔ قلم القصص =	قصص اور فسانے اس خط میں لکھے جاتے تھے۔
۱۲۔ قلم الخرفاج =	نمبر ۸۔ لغایت نمبر ۱۲۔ یہ سب ثلثین کی شاخیں ہیں۔

اوپر جن کا بیان ہوا یہ سب عربی قلم ہیں۔ اور یہ جملہ بارہ [۱۲] قلم ہیں۔ تیسری صدی ہجری تک یہ سب رائج تھے۔ لیکن جب ابن مقلہ نے چھ [۶] خط ایجاد کئے تو یہ خطوط فنا ہو گئے

اسمائے مذکورہ کے علاوہ خط مدبج [۱]، خط مرصع [۲]، خط ریاش [۳]، خط رخش [۴]، خط شافی [۵]، خط حواشی [۶] بھی جاری تھے۔ جو خوشنویسی اور کتابت کلام مجید سے مخصوص تھے۔

[illegible] اس کتاب کے حصہ چہارم کے صفحہ ۵۴ پر ملاحظہ فرمائیے۔

مامون الرشید کے عہد میں ان جملہ خطوں کے لکھنے والے موجود تھے
تعلق شاہی دفاتر سے تھا۔ افسوس ہے کہ باوجود ہزاروں ورق پلٹنے کے یہ
معلوم نہ ہو سکا کہ ان قلموں کے موجد و معلم کون تھے۔ البتہ قلقشندی نے خطِ
ثلث کی کچھ صراحت کی ہے یہ بھی غنیمت ہے۔

صبح الاعشی[1] میں (بروایت ابوجعفر النحاس مصنف (صناعۃ الکاتب)
لکھا ہے کہ قلم الثلثین کا موجد ابراہیم (ملقب الشجری) تھا۔ یہ اسحاق بن حماد شامی
کا شاگرد تھا۔ یہ ایک ہلکا اور سبک قلم تھا جس میں ہر لفظ کا تہائی حصہ لکھا جاتا تھا
اور ثلث و ثلثین میں لفظی مناسبت کے اعتبار سے خفیف سا فرق بھی تھا۔

ابراہیم الشجری کا ایک بھائی یوسف تھا۔ یہ بھی اسحاق کا شاگرد تھا۔ اس نے
خط ثلث سے بھی سبک ایک خط ایجاد کیا تھا۔ جس کو فضل بن سہل ذوالریاستین
وزیر مامون الرشید نے خاص طور سے پسند کیا تھا۔ اور دفتر النشار کے کاتبوں کو
عام ہدایت کر دی تھی کہ جملہ فرامین (توقیعات) اسی خط میں لکھے جائیں۔ اور اس
خط کو اپنے نام سے مُعَنوَن کر کے اس کا نام قلم الریاسی (منسوب بذی الریاستین)
رکھا تھا۔

قلم التوقیع سے بھی یہی خط مراد ہے وہ کوئی جداگانہ خط نہ تھا۔ خفی و جلی
کے لحاظ سے پھر اس کی کئی شاخیں تھیں۔

قلم الریاسی میں احول محرر نے کچھ اصلاح کی تھی۔ یہ بھی عہد مامون الرشید کا
کاتب ہے۔ جو کئی خطوں کا موجد تھا۔ اور برامکہ اس کے سرپرست تھے۔ یہ استاد
کامل تھا۔ قلم الریاسی کی جلی و خفی دو قسمیں تھیں۔ احول[2] نے ثلث اور ثلثین ابراہیم الشجری

---

[1] صبح الاعشی صفحہ ۱۰۱۔ الفہرست صفحہ ۹۔ [2] صبح الاعشی صفحہ ۱۶، ۱۷، مطبوعہ مصر جلد ۳۔

Marfat.com

...تھا۔ پھر ان دونوں کو ملا کر ایک خط نکالا تھا جس کا نام قلم النصف
... محمد بن معدان (المعروف بابی ذرجان) نے اس خط میں کمال حاصل کیا تھا۔
یہ کاتب ط، ظ، ص، اور ض کو نصف لکھا کرتا تھا۔ خط ثلث میں، احول نے معمولی
سی اصلاح کر کے خفیف الثلث ایجاد کیا۔ پھر ان تینوں خطوں کو ملا کر ایک خط نکالا
جس کا نام المسلسل تھا۔ اس خط کے جملہ حروف متصل تھے۔

احول کے علاوہ خط ثلث کا نامور استاد احمد بن محمد بن حفص (المعروف بزاقف)
اور دوسرا استاد ابن الزیات تھا۔ یہ ابن طولون (وزیر المعتصم) کے دربار سے متعلق
تھا۔ اس کے سامنے کوئی قلم نہیں اٹھا سکتا تھا۔ اور مصر میں طبطب محرر پر علم خط
کی سیادت ختم ہو گئی۔ اس کاتب پر اہل بغداد کو بھی رشک تھا۔

قلم مذکورہ بالا کے علاوہ[۱] عہد مامونی میں قلم المرصع، قلم النساخ، مقطوع
الحوائج، قلم رقاع، قلم غبار الحلیہ بھی ایجاد ہوئے۔ بہر حال خط کوفی سے
جملہ بیس[۲] قلم نکلے۔ یعنی عہد مامون الرشید کے بعد بارہ[۱۲] قلموں پر آٹھ[۸] قلم کا اور اضافہ ہوا۔
خط کوفی، کتابت قرآن کریم کے سوا کتبات مساجد اور دیگر عمارت میں بھی مستعمل
تھا۔ چنانچہ بیت المقدس کی دیوار اور محرابوں پر سلطان صلاح الدین ایوبی نے ۵۸۳ھ
جو آیات قرآنی منقش کرائی تھیں وہ سب خط کوفی میں تھیں۔ اور سسلی میں بھی یہی
قلم مقبول تھا۔

۲۳۔ خط کوفی کا مصلح اعظم ابن مقلہ

باوجود ان ترقیوں کے زمانہ ابن مقلہ[۵۲] کو یاد کر رہا تھا۔ اس فخر روزگار کاتب کا
نام ابو علی محمد بن علی بن حسن بن عبداللہ

---

[۱] قلم المرصع اور قلم النسخ (قلم النساخ)، کا موجد یذیذ و الریاستین تھا۔ [۵۲] اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیے۔

(ملقب بہ ابن مقلہ) تھا۔ ابن مقلہ کی ولادت ۲۷۲ھ میں ہوئی۔ عالم شباب
میں تکمیل علوم وفنون کے بعد جب اقبال یاور ہوا تو خلیفہ القاہر باللہ عباسی کا وزیر
اور جب ادبار آیا تو ہاتھ کے ساتھ زبان بھی قطع ہوئی اور قید کر دیا گیا اور چھپن[۵] سال
کی عمر میں بحالت قید ۳۲۸ھ میں مر گیا۔

ابوالاسود کے زمانہ سے احول محرر تک اگرچہ خط کوفی غیر معمولی ترقی کر گیا تھا
اور اس خط سے تقریباً بیس[۲] قلم ایجاد ہو چکے تھے۔ مگر اس خط میں نمایاں شان اور
دلفریب حُسن پیدا نہیں ہوا تھا۔ اور یہ آخیر اصلاح ابن مقلہ کا حصہ تھا۔ چنانچہ اس
عدیم النظیر خطاط نے کوفی اور معقلی وغیرہ خطوط سے ۳۱۰ھ میں خطِ نسخ نکالا۔
جس نے قدیم خطوط پر قلم پھیر دیا۔ اور یہ وہ زمانہ ہے جس میں خط کوفی تقویم پارینہ
بن گیا تھا۔ اس کے علاوہ ابن مقلہ نے پانچ خط محقق، خط ریحان، خط ثلث
(ریحانی)، خط توقیع، خط رقاع، وضع کئے۔ یہ خطوط تقریباً پچاس سال

صفحہ ۶۹ کا نوٹ ۵ اول ابن مقلہ خلیفہ القاہر باللہ ابو منصور محمد کا وزیر تھا۔ اور خود ہی قاہر نے
وزارت کے لئے انتخاب کیا تھا۔ لیکن ابن مقلہ نے مونس خادم سے سازش کی اور القاہر کے
خلاف ہو گیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ افشائے راز کے بعد ابن مقلہ کا گھر جلوا دیا گیا اور وہ فرار ہو گیا اور
دوسرے سازشی دیواروں میں چنوا دیے گئے۔ باوجود اس کے القاہر معزول ہوا۔ اور خلیفہ مقتدر
کا بیٹا ابوالعباس راضی باللہ خلیفہ ہوا۔ راضی باللہ کو جب ابن مقلہ کی سازشی کارروائی معلوم ہوئی
تو مقدمہ کی از سر نو تحقیقات شروع ہوئی۔ اور اتفاق سے خود ابن مقلہ کی ایک تحریر مل گئی جس
سے سازش کا ثبوت ہو گیا۔ اس جرم میں راضی نے ہاتھ کٹوا دیے (بعض مورخین نے
یہ بھی لکھا ہے کہ ہاتھ کے ساتھ ابن مقلہ کی زبان بھی کٹوا دی تھی) اور وزارت سے معزول کر
دیا۔ کیونکہ ابن مقلہ عہد راضی باللہ میں بھی وزیر ہو گیا تھا۔

Marfat.com

[جا]ری رہے۔ اس کے بعد ابن بواب کا زمانہ آیا اور ان خطوط کی ترقی ہو کر نئی [ش]ان پیدا ہو گئی۔ ابن مقلہ نے کسائی نحوی اور متاخرین خطاطوں کی وصلیوں سے فائدہ اٹھایا تھا۔ اور اب تک خط میں جو خامیاں رہ گئی تھیں۔ اسکی اصلاح کر کے خط نسخ[1] ایجاد کیا تھا۔

موجودہ خوبصورت اعراب ثلاثہ اور جزم، تشدید، اور تنوین، ابن مقلہ کی اختراع ہے۔ اعراب کے ساتھ امتیازی نقاط (ب ت ث وغیرہ) خوبصورتی کے ساتھ عموماً اسی زمانہ سے جاری ہوئے۔

اسلامی دنیا میں خط نسخ اس قدر مقبول ہوا کہ کوفہ کی طرح، خط کوفی بھی فنا ہو گیا۔ عرب اور عجم کے شعراء نے ابن مقلہ کی بڑی مداحی کی ہے۔ اور جب کوئی شاعر خطاطی میں اپنے ممدوح کو بڑھاتا ہے تو وہ ابن مقلہ پر ہاتھ صاف کرتا ہے۔ یہ شعر مشہور ہے۔

محقق ست کہ گر ابن مقلہ[2] زندہ شود
تراشہ قلمش را بہ مقلہ بر دارد

اسی طرح اُردو میں یاقوت رقم کی نسبت یہ مصرع ہے۔ ؎ چومتا ہاتھ جو یاقوت رقم کا ہوتا۔ ابن مقلہ کا انتہائی کمال یہ ہے کہ جب دایاں ہاتھ کٹ گیا تو کہنی میں کھچی باندھ کر لکھا کرتا تھا۔ اور اس حال میں بھی جو کچھ لکھا وہ لاجواب تھا۔ ابن مقلہ نے ایک خاص روشنائی ایجاد کی تھی جس نے اُس کے خط کو اور روشن کر دیا تھا۔

---

[1] شاہجہاں بادشاہ اور انکی چہیتی بیگم ممتاز محل کے مزارات کی پائینتی (تاج محل آگرہ) جو عبارت ہے وہ خط نسخ میں لکھی ہوئی ہے۔ خط نسخ کا نمونہ بذریعہ فوٹو بلاک آئندہ اشاعت میں پیش کیا جائے گا۔

[2] منتخب اللغات۔ لفظ مقلہ یعنی حلقہ چشم مع سیاہی و سفیدی۔

ابن مقلہ کے شاگردوں میں محمد بن السمانی۔ اور محمد بن اسد نامور خطاط
یہ بھی خط نسخ کے استاد تھے۔ ابن مقلہ کا باپ علی بن حسن بھی خوشنویس تھا۔ اور اس کا
دوسرا بیٹا ابو عبداللہ حسن بھی کاتب تھا۔ اس کا ۳۳۸ھ میں انتقال ہوا۔ ان باپ
بیٹوں کے علاوہ اس خاندان میں حسب ذیل اصحاب خطاط تھے۔

ابو محمد عبداللہ۔ ابوالحسن بن ابی علی۔ ابو احمد سلیمان بن ابی الحسن۔ ابوالحسین
بن علی وغیرہ۔ لیکن بقول حاجی خلیفہ سب کا سرتاج ابن مقلہ تھا۔

۴۔ ابوالحسن علی بن ہلال[1] معروف بہ ابن بواب

ابن مقلہ کی وفات سے تقریباً چوراسی سال[2] کے بعد ابوالحسن علی پیدا ہوا۔ اس کا باپ ہلال، امیر بویہ کے دروازہ پر چوکیدار (بواب) تھا
چنانچہ اس نسبت سے علی، ابن بواب مشہور ہوا۔ لیکن ولادت کے وقت کس کو
خبر تھی کہ ابن ہلال، آسمان شہرت پر بدر کامل ہو کر چمکیگا۔ اور دنیا اس کے نور سے
مستنیر ہوگی۔ یہ فخر الدولہ[3] کے دربار میں تھا۔

یہ استاد بھی، ابن مقلہ کا معنوی شاگرد تھا۔ کیونکہ اس نے سمسانی اور محمد بن
اسد کی شاگردی کی تھی۔ اس لئے ابتدائی شان خط ابن مقلہ کی تھی۔

مورخ ابن خلکان اور امام یافعی کا فیصلہ ہے کہ متقدمین اور متاخرین
میں سے کوئی کاتب ابن ہلال کے درجہ تک نہیں پہنچا۔ گو کہ ابن مقلہ نے
اگرچہ نسخ ایجاد کیا تھا۔ لیکن اس کی تہذیب اور حسن و جمال کا سہرا ابن ہلال کے سر رہا
اور اپنے فن میں یہ منفرد اور یکتا تھا۔ اور تنقیح و تنظیف میں ابن مقلہ پر فوق لیگیا تھا

---

[1] ابن خلکان حالات ابن بواب و صبح الاعشیٰ صفحہ ۱۰۔ الفہرست صفحہ ۹ [2] بعض روش۔ عیاں
[3] دوسری روایت بہاؤ الدولہ بن بویہ۔ ابن خلکان میں ملاحظہ فرمایئے [illegible]

۴۱۳ھ ۱۰۲۲ء میں بمقام بغداد فوت ہوا۔ آج دنیا میں جہاں سے جہاں تک خط نسخ جاری ہے۔ جملہ خطاط ابن مقلہ اور ابن بواب کے مرہون منت ہیں۔ ابن بواب کے شاگرد حسب ذیل ہیں۔

۱۔ شیخ زادہ احمد سہروردی غرہ محرم ۶۹۲ھ میں فوت ہوئے۔ ۲۔ مولینا یوسف شاہ مشہدی۔ ۳۔ مولینا مبارک شاہ زریں قلم۔ ۴۔ ارغون کابلی۔ ۵۔ میر یحییٰ ۶۔ میر حیدر۔ ان کے علاوہ ابن بواب کا مشہور شاگرد محمد بن عبدالملک بھی تھا۔ اور محمد سے ایک خوش نصیب خاتون زینب (ملقب بہ شہدہ) نے استفادہ کیا زینب کا شاگرد امین الدین یاقوت تھا۔ اور یاقوت کا شاگرد ولی عجمی مشہور ہوا۔ پھر عجمی سے عفیف نے فیض حاصل کیا۔ اور عفیف نے اپنے بیٹے شیخ عماد الدین کو تعلیم دی۔ شیخ عماد الدین اپنے زمانہ کے دوسرے ابن بواب تھے۔

شیخ عماد[2] کے شاگردوں میں شمس الدین بن ابی رقیبہ تھا۔ یہ فسطاط (قاہرہ) میں محتسب کی خدمت پر مامور تھا۔ شمس الدین نے بھی ایک شاگرد تیار کیا تھا جو اس کا ہمنام (شیخ شمس الدین محمد بن علی زفتاوی) تھا۔

مصری خوش نویسوں میں اس سلسلہ کا اخیر شاگرد شیخ زین الدین شعبان بن محمد بن داؤد الاثاری ہوا۔ یہ بھی محتسب تھا۔

---

[1] صبح الاعشیٰ صفحہ ۰۰ مصنفہ علامہ ابوالعباس احمد قلقشندی۔ مطبوعہ مصر۔

[2] اس نام کا ایک کاتب عماد جوینی ملقب بہ فخر الکتاب بھی ہے۔ اس نے ۵۹۲ھ میں انتقال کیا یہ پہلے نورالدین زنگی اور بعد میں سلطان صلاح الدین کا کاتب ہوا۔ یہ خط نسخ کا آخری خوش نویس مانا گیا ہے کتاب خریدہ اسی کی تصنیف ہے چونکہ محمد بن عبدالملک کے شاگردوں کا سلسلہ مصر سے تعلق رکھتا ہے لہٰذا آخر مصری اور عماد الدین دونوں کے اصحاب ہیں۔

شیخ زین الدین نے مصر سے مکہ معظمہ اور یمن تک سفر کیا۔ پھر ہندوستان آئے اور کچھ مدت قیام کر کے مکہ معظمہ لوٹ گئے۔ ممکن ہے کہ ہندوستان کے قیام میں شیخ زین الدین سے ہندوستانیوں نے فائدہ حاصل کیا ہو۔ ابن بواب کے بعد نسخ کے باکمالوں میں دو[2] یاقوت مشہور و معروف ہیں۔ اور یہ دونوں آسمانِ شہرت کے روشن ستارے ہیں۔

پہلا یاقوت امین الدولہ ابو الدر یاقوت بن عبداللہ ملکی موصلی تھا۔ یہ ملک شاہ ثانی سلجوقی کے دربار میں تھا۔ اسی نسبت سے یاقوت الملکی مشہور ہے ۶۱۸ھ/۱۲۲۱ء میں بمقام موصل فوت ہوا۔ دوسرا یاقوت بن عبداللہ الرومی الحموی ہے جس نے ۶۲۶ھ میں انتقال کیا۔ اور تیسرا یاقوت ابن یاقوت بن عبداللہ رومی المستعصمی ہے جو ابوالمجد خواجہ عمادالدین رومی کے بھی نام سے مشہور ہے۔ یہ خلیفہ مستعصم باللہ عباسی اخیر خلیفہ بغداد کے زمانہ میں تھا اس لئے مستعصمی مشہور ہوا۔ یہ خط نسخ کا اخیر امام تھا جس پر اس فن کا خاتمہ ہو گیا۔ اور ۶۹۸ھ/۱۲۹۹ء میں فوت ہوا۔ اس کا لکھا ہوا قرآن مجید[1] نواب زادہ سعید الظفر خان بہادر بھوپال کے کتب خانہ میں موجود ہے یہ بھی نوادر سے ہے۔ اس کے محاسن دیکھنے پر موقوف ہیں۔

۲۵۔ خط نسخ کی قلمیں

دوازدہ قلموں کے بعد علامہ قلقشندی نے چھ نئے قلم اور لکھے ہیں۔ لیکن ہمارے نزدیک یہ نسخ کی شاخیں ہیں۔ اور ابن مقلہ کی اصلاح کردہ ہیں۔ تفصیل حسب ذیل ہے

۱۔ طومار کامل یہ فرامین شاہی کا قلم تھا۔

---

[1] یہ قرآن شریف پیرزادگان مارہرہ شریف کے کتب خانہ میں تھا وہاں سے بھوپال کے کتب خانہ میں داخل ہوا ہے میں نے اس کے ایک صفحہ کا فوٹو حاصل کر لیا [illegible]

...مار	خلفاء کے خطوط بیگمات حرم کے نام اس خط میں لکھے جاتے تھے۔ اس کی دو شاخیں تھیں ثلث - محقق - بلاد شرقیہ میں ہنوز جاری ہے - یہ ایک صفحہ پر لکھا جاتا تھا - اور یہ طومار کی مقررہ پیمائش ہے -
۳- ثلث	یہ بھی طومار کی شاخ ہے - ثقیل و خفیف اس کی دو قسمیں تھیں -
۴- توقیع	یہ تین شاخوں پر تقسیم تھا - (یہ دراصل قلم الریاسی ہے)
۵- رقاع	چھوٹے پرزوں اور رقعوں پر لکھا جاتا تھا - اس لئے رقاع مشہور ہوا رقعا نے بھی اسی خط میں لکھے جاتے تھے -
۶- غبار یا قلم الجناح	حد سے زیادہ باریک تھا - اور ایک پرزہ پر لکھکر نامہ بر کبوتر کے بازو سے باندھ دیا جاتا تھا -

مختصر الطومار، ثلث، خفف الثلث، توقیع اور رقاع یہ پانچوں قلم دفتر انشاء میں مراسلت شاہی سے مخصوص تھے۔

خاندان مملوک (سلاطین مصر) کے زمانہ میں ان خطوط کی بڑی ترقی ہوئی - جب مملوک کے جانشین آل عثمان ہوئے تو انہوں نے اور ترقی کی -

ان چھ قلموں کے استاد حسب ذیل ہیں -

ابن مقلہ، ابن البواب، یاقوت مستعصمی، عبداللہ ارغونی، عبداللہ صاف یحیی صوفی شیخ احمد سہروردی، مبارک شاہ سیوفی، مبارک شاہ قطب، اور اسد اللہ کرمانی -

بلاد روم میں جو مشاہیر خطاط گزرے ہیں وہ حسب ذیل ہیں -

...اللہ بن شیخ الاماسی، دودہ چلپی بن حمداللہ، ملا جلال ابن جلال، احمد قرہ حصاری، ... کے نامور شاگرد حسن، عبداللہ الاماسی، اور عبداللہ قریمی، -

Marfat.com

علامہ قلقشندی نے حروف مفرد کی کتابت اور اُن کے جوڑ بیوند (نظائر) تقریباً پچھتر صفحات لکھے ہیں۔ شائقین کتابت اصل کتاب کی طرف رجوع کریں۔

چونکہ یونانی اور لاطینی زبانوں کا اوپر ذکر آچکا ہے اس لئے اب ہم السنہ سنتھیا، السنہ سیلٹک، السنہ یونانی، السنہ لاطینی کی مختصر تاریخ لکھتے ہیں جو ناظرین کے لئے خالی از دلچسپی نہ ہوگی۔

۲۶۔ السنہ سنتھین یا اہل سنتھیا کی زبان

Scythian

پیشتر اس کے کہ لاطینی اور یونانی زبانوں سے کے متعلق کچھ بیان کیا جائے یہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اہل سنتھیا اور انکی زبانوں کے متعلق کچھ لکھا جائے کیونکہ یہ لوگ وسط ایشیا سے آئے اور یورپ میں آباد ہوئے اس لئے اکثر لوگوں کا خیال ہے کہ یونانی اور لاطینی زبانوں پر اہل سنتھیا کی زبان کا بہت بڑا اثر ہوا۔ کسی زمانہ میں اہل سنتھیا مصر سے دریائے گنگا (ہندوستان) تک اور بحیرہ خرب سے کیسپین جھیل (بحیرہ خضر) تک حکومت کرتے رہے ہیں۔

بعض کا یہ خیال ہے کہ اہل تھریس دراصل یہی لوگ ہیں کیونکہ انکی اور انکی زبان بہت کچھ ملتی جلتی ہے۔ مگر یہ خیال بعض محققین کے نزدیک درست نہیں کیونکہ ان کا یہ خیال ہے کہ دو زبانوں کے بعض لفظوں کا ایک دوسرے سے ملتے جلتے ہونا اس بات کی نشانی تو ضرور ہے کہ ان دونوں قوموں کے آپس میں تعلقات تھے لیکن اسکا یہ مطلب نہیں ہو سکتا کہ ایک قوم دوسری سے پیدا ہوئی ہے۔ اہل سنتھیا کی حکومت بالکل وحشیانہ تھی لیکن اس زمانہ کی حکومتوں کو دیکھتے ہوئے کہا جا سکتا ہے کہ سوائے مصر کے اور کوئی بھی قوم اُن سے زیادہ مہذب نہ تھی۔

Marfat.com

الف۔ سیلٹک (Celtic)

سیلٹ (Celt) ایک بہت بڑی قوم تھی جو کہ یورپ کے جنوب مغربی حصے میں مدت تک آباد رہی۔ کہا جاتا ہے کہ یورپ کی اکثر زبانیں سیلٹک زبان سے نکلی ہیں۔ لیکن اکثر محققین کا خیال یہ ہے کہ سیلٹک زبان کے بولنے والے چونکہ غیر مہذب اور غیر متمدن لوگ تھے اس لئے یورپ کی مہذب اور متمدن زبانیں (یونانی، لاطینی) کسی طرح بھی اس زبان سے نہیں نکلیں۔ سیلٹک زبان کا بہت کچھ حصہ ابتک دنیا کی بعض کتابوں میں باقی ہے۔ اس کے مطالعہ اور تحقیقات سے پتہ چلتا ہے کہ اس زبان کا بہت کم یورپ کی زبانوں پر اثر ہے۔ ان کی ابتدا کے متعلق بہت کچھ بحث کی گئی ہے اور نہیں پتہ چلتا کہ ان کی ابتدا کہاں سے ہوئی۔ قدیم یونانی محقق تمام مغربی یورپ کی رہنے والی قوموں کو سیلٹ کہتے چلے آئے ہیں۔ بعض کا یہ بھی خیال ہے کہ ستھین[1] ہی سیلٹ تھے۔ بہرصورت معاملہ کچھ بھی ہو مگر یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ یورپ کے مغرب میں آباد تھے اور آخر کار یہ لوگ اہل روما اور اہل جرمنی کے قبضہ میں آکر فنا ہو گئے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی زبان کے بہت سے الفاظ لاطینی اور ٹیوٹانک زبانوں میں بکثرت پائے جاتے ہیں۔ ممکن ہے کہ یہ لوگ کسی زمانہ میں ایشیائے کوچک میں رہتے ہوں لیکن وہ زمانہ کہ جب ان کے متعلق تاریخ میں لکھا گیا ہے ان کو دوسری قوموں سے رسم ورواج اور طرز حکومت میں بالکل الگ دکھاتا ہے۔ بعض لوگ جو یہ کہتے ہیں کہ یونانی اور لاطینی زبانوں میں چونکہ سیلٹک زبان کے لفظ پائے جاتے ہیں اس لئے یہ زبانیں درحقیقت سیلٹک زبان سے ہی نکلی ہیں۔ بخلاف ان کے دوسرے محقق یہ کہتے ہیں کہ وہ زبانیں جو لاطینی زبان سے نکلی ہیں ان میں ٹیوٹانک زبان کے بہت

---

[1] [illegible] کتاب کے حصہ چہارم کے صفحہ ۳۰ پر ملاحظہ فرمائیے۔

Marfat.com

سے الفاظ پائے جاتے ہیں جسطرح اسپین کی زبان میں عربی کے الفاظ بکثرت پائے جاتے ہیں۔ یا موجودہ یونانی زبان میں ترکی زبان کے الفاظ کثرت سے پائے جاتے ہیں۔ یا فارسی زبان میں عربی زبان کے الفاظ موجود ہیں۔ ان کے دیکھنے سے یہ نتیجہ نہیں نکلتا ہے کہ اہل اسپین کی زبان عربی سے نکلی ہے یا فارسی عربی سے یا موجودہ یونانی ترکی زبان سے۔ زیادہ سے زیادہ یہی ثابت ہو سکتا ہے کہ یہ دونوں زبانیں جنکے الفاظ آپس میں ملتے جلتے ہیں ان کے بولنے والے آپس میں کسی زمانہ میں ایک ہی جگہ رہے ہیں۔ یہ کسی طرح ثابت نہیں ہوتا کہ ایک زبان دوسری زبان سے نکلتی ہے۔ اسی طرح کسی زبان میں سیلٹک الفاظ کا موجود ہونا اس بات کی دلیل نہیں ہو سکتی کہ وہ زبان سیلٹک سے نکلی ہے۔

دوسرے محققین کا یہ خیال ہے کہ جسطرح نئی زبان دو قوموں کے ملنے سے پیدا ہوتی ہے اسی طرح ممکن ہے کہ یورپ کی اکثر زبانیں اہل ستھیا اور سیلٹ اور اہل روما کے ملنے سے بنی ہوں جسطرح اُردو زبان کئی زبانوں کے ملاپ سے بنی ہے

Greek[1]

۲۸۔ السنہ یونانی

گذشتہ ابواب سے یہ معلوم ہوچکا ہوگا کہ یونانی زبان[2] کی پیدائش کے متعلق محققین کے دو خیال ہیں۔

۱۔ یونانی زبان کی اصل ستھین یا سیلٹک ہے۔

۲۔ یونانی زبان ستھین یا سیلٹک زبان سے نہیں نکلی بلکہ اس کی ابتدا ایک ایسی زبان سے ہوئی ہے جن کا وجود دنیا میں باقی نہیں رہا۔ اس کی دلیل وہ پیش کرتے ہیں کہ جو فصاحت و بلاغت، لوچ اور خوبصورتی یونانی زبان میں موجود

---

[1] یونانی اُن آٹھ زبانوں میں سے ہے جن سے تمام یورپ کی زبانیں پیدا ہوئی ہیں۔

[2] یونانی قدیم و جدید کی ابجد اس کتاب کے حصہ چہارم کے صفحہ [illegible] ملاحظہ فرمایئے

[...]ور سیلٹک میں نہیں پائی جاتی۔
جدید نظریہ یہ ہے کہ یونانی زبان اٹالین سے نکلی ہے لیکن یہ قطعی فیصلہ نہیں ہوا ہے۔
بعض کا خیال ہے کہ اہل یونان پلاسجین (یہ ایک وحشی قوم یورپ کے وسط میں آباد تھی) فنیقی اور مصریوں کے ملاوٹ سے بنے ہیں۔ مگر دوسرے محققین کی یہ رائے ہے کہ تجربہ یہ بتاتا ہے کہ غیر مہذب قومیں بالکل غیر مہذب زبان بولتی چلی آئی ہیں۔ اور اس بات کے ثابت کرنے کیلئے کوئی بھی کوشش نہیں کی گئی کہ مخلوط اور غیر مہذب زبان اسقدر صاف ہو گئی ہو کہ وہ ہومر (یونان کا مشہور شاعر) کی فصیح و بلیغ یونانی زبان کی صورت میں تبدیل ہو گئی ہو بہر صورت یہ معاملہ زیر بحث ہی ہے کہ اہل یونان کی اصلیت کیا ہے کیونکہ ٹرائے کی لڑائی (Trojan war) سے پہلے کے واقعات بہت کم معلوم ہیں کہا جاتا ہے کہ بہت زمانہ ہوا جب پلاسجی قوم (Plasgi) تمام یونان میں آباد تھی اور انہی لوگوں کی وجہ سے یونان کا نام پہلے پلاسجیہ تھا۔ اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ تھسلی کے بادشاہ ڈیوکیلین (Deucalion) کے یہاں ایک لڑکا ہیلن نامی پیدا ہوا۔ یہ لڑکا گو کہ پلاسجی قوم میں ہی جوان ہوا لیکن کہا جاتا ہے کہ وہ کوئی اور زبان بولتا تھا جو کہ اہل پلاسجیہ سے بالکل مختلف تھی۔ اور آخر کار اس نے پلاسجی قوم کو یونان سے نکال دیا۔ یہ تو ممکن ہے کہ اس نے اس قوم کو یونان سے نکالدیا ہو لیکن یہ کسی طرح بھی باور نہیں ہو سکتا کہ وہ اُن میں رہ کر اور انہی میں جوان ہو کر کوئی علیحدہ زبان بولتا ہو۔ اس کی اولاد جو زبان بولتی تھی اس زبان کا نام "ہیلنک" (اپنے بانی کے نام پر) ہے یہ واقعہ حضرت مسیحؑ سے چھ سو سال قبل کا ہی اس قوم میں کیڈمس (Cadmus) نامی پہلا شخص ہے جس نے [...] زبان کی ابجد ایجاد کی یا یوں کہا جا سکتا ہے کہ یہ شخص یونانی رسم التحریر

کا بانی ہے مگر یہ شخص یونانی نہ تھا۔ لیکن بعض دوسرے یہ کہتے ہیں کہ یہ بات درست نہیں کیونکہ یونانی زبان میں سولہ۱۶ یا چوبیس۲۴ حروف پائے جاتے ہیں اور عربی میں اٹھائیس۲۸ اور ہماری زبان میں بائیس۲۲۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ایک شخص جو بائیس۲۲ یا اٹھائیس۲۸ مختلف آوازیں جانتا ہو وہ دوسری جگہ اگر سولہ۱۶ آوازوں تک ہی اپنے آپ کو محدود رکھے۔ پھر ایک دوسرا فرق یہ ہے کہ عربی زبان میں اور ہماری زبان میں زیر، زبر اور پیش ظاہر کرنے کے لئے حروف نہیں۔ حالانکہ یونانی زبان میں ایسے سات حروف موجود ہیں جو اعرابوں کی حالت ظاہر کرتے ہیں۔ ممکن ہے کہ ایسا ہو کہ سولہ۱۶ آوازوں والی زبان تو اصل ہو اور بائیس۲۲ یا اٹھائیس۲۸ آوازوں والی زبان اس سے نکالی گئی ہو۔ بہر صورت ان بحثوں سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ہومر کی زبان (قدیم یونانی) ایشیائے کوچک کے رہنے والوں سے لی گئی ہے اور یہاں کے رہنے والے بھی انہی کی اولاد میں سے ہیں۔ یونان، ایشیائے کوچک اور تھریس میں ایک ہی قوم آباد تھی۔

بعض[۱] محققین کا یہ خیال ہے کہ سنسکرت اور یونانی زبانوں کے نکاس کا ایک ہی منبع ہے۔ مگر تعداد حروف کے اعتبار سے جو ان ہر دو زبانوں میں کمی بیشی کا سوال ہے وہ غور طلب ہے۔

۲۹۔ السنہ لاطینی[۲] لاطینی زبان یونانی زبان سے نکلی ہے۔ اور اطالوی ملک (اٹلی)، کی تمام زبانیں لاطینی سے نکلی ہیں۔ بعض کا یہ خیال ہے کہ لاطینی زبان شمالی علاقہ کے باشندوں سے نکلی ہے۔ کیونکہ

---

[۱] دی اسٹوری آف دی الفابٹ۔ مصنفہ ایڈورڈ کلاڈ۔

[۲] لاطینی ابجد اس کتاب کے حصہ چہارم کے صفحہ ۳۰۶ پر ملاحظہ فرمایئے

[زب]ان کے ایسے ہیں کہ جو یونانی زبان سے نکلے ہوئے معلوم ہوتے ہیں۔ مگر [بعض الفاظ اس] سے ایسے بھی ہیں جو یونانی نہیں بلکہ وہ ان زبانوں کے ساتھ رشتہ ناتہ [ر]کھتے ہیں جو ٹیٹانک زبان سے تعلق رکھنے والی ہیں۔ اسی طرح بعض الفاظ ایسے [بھ]ی پائے جاتے ہیں جن کے متعلق شبہ ہے کہ وہ سنسکرت زبان کے ہیں۔

کہا جاتا ہے کہ اطالیہ (اٹلی) میں پلاسجی قوم آباد تھی اور یہ وہی لوگ ہیں یا ان کے بھائی بند ہیں جو یونان میں بہت عرصہ تک آباد رہے تھے۔ کچھ عرصہ کے بعد لیڈیا کے باشندوں نے اطالوی علاقہ پر حملہ کر کے خود دخیل اور آباد ہو گئے۔ یہ اپنے ملک کی زبان بولتے تھے۔

اہلِ لیڈیا کے میل جول سے ایسی زبان پیدا ہوئی کہ جس سے لاطینی اور یونانی زبان وجود میں آئی۔ اس زبان کا نام ہیٹروزین (Hetrurian) تھا۔ اور اس زبان کے الفاظ اب دنیا میں بہت کم موجود ہیں۔ اس زبان کے حروف یونانی اور لاطینی سے ملتے جلتے ہیں۔

لاطینی اور یونانی زبان کسی ایسی زبان سے نکلی ہوئی معلوم ہوتی ہیں جو زبان پہلے ایشیائے کوچک میں مروج تھی۔ کیونکہ ہیٹروریہ کی زبان کے بعض الفاظ لاطینی [ز]بان سے ملتے جلتے ہیں۔ لیکن اس زبان کی پوری قواعد یا خود پوری زبان کے موجود [نہ ہ]ونے کی وجہ سے ہم یہ صحیح اندازہ نہیں لگا سکتے کہ لاطینی زبان ہیٹروریہ سے ہی نکلی ہے۔ [ا]یسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ زبانیں (یعنی ہیٹروریہ کی اور لاطینی زبان) کسی اور زبان سے

[اسٹ]ڈیسِسِ چینز انٹودی اوریجن اینڈ افینٹی آف دی پرنسپل لنگویجیس۔ مصنفہ لفٹنٹ کرنل ونیس مطبوعہ لندن ۱۸۲۸ء

[تفصیل] کے لیے اس کتاب کے حصہ چہارم کے صفحہ ۳۳ پر ملاحظہ فرمائیے۔

Marfat.com

نکلی ہوگی۔ کہا جاتا ہے کہ لاطینی زبان پر ایولک (Aoolie) زبان کا بہت اثر ہے۔ لیکن یہ کوئی نہیں بتاتا کہ ایولک زبان کے بولنے والے کبھی ان علاقوں میں گئے ہوں جہاں کے باشندے لاطینی یا سیٹر ودیہ کی زبان بولنے والے تھے یونانی اور لاطینی زبانوں کے اصول لغت کو دیکھتے ہوئے یہ معلوم ہوتا ہے کہ لاطینی زبان یونانی سے نہیں نکلی بلکہ کسی زمانہ میں دونوں ایک ہی تھیں۔ کیونکہ یہ دونوں زبانیں الفاظ میں تو مختلف ہیں مگر اصول قواعد کے لحاظ سے یکساں ہیں اور اکثر دیکھا گیا ہے کہ قواعد کے اصول تبدیل نہیں ہوتے زبانوں میں خواہ کسی قسم کا فرق پیدا ہو جائے۔

Marfat.com

علم الحروف

یا

تحقیقات ماہر

حصّہ دوم

حکیم محمود علی خاں۔ ماہر
اکبر آبادی ثم دہلوی

Marfat.com

حصہ دوم

۳۰۔ خطوط ممالک ایران یا عجم

آغاز کتابت سے خطوط نسخ کی تکمیل تک رسم الخط کی مکمل تاریخ ہم لکھ چکے ہیں۔ اب ممالک ایران یا عجم کے خطوط کی مختصر تاریخ لکھتے ہیں۔ اگر زمانہ نے فرصت دی اور علمی سرمایہ مکمل ہوگیا تو ہندوستان کے خطوط (سنسکرت اور اس کی شاخیں) کی مکمل تاریخ جداگانہ لکھیں گے۔ البتہ اس کتاب میں ہندوستان کی مروجہ زبانوں کی جس قدر ابجدیں ہم پہنچ سکیں درج کردی گئی ہیں۔ اور بعض ابجدوں پر مفید اور ضروری نوٹ بھی لکھدئے ہیں۔

۳۱۔ تحقیق لفظ ایران

ایران (اے ران) کا تلفظ زردشت کی مذہبی کتاب اوستا میں "اے ریانہ" ہے یہ لے زی انز (اری۔ یا اے ریا) قوم کا ملک تھا۔ جو سنسکرت کے قدیم لہجہ میں آریا ہے۔

حدود ایران میں بکٹریہ (بلخ) سغد، خوارزم اور افغانستان تک شامل تھا۔ اور فارس ایران کا ایک صوبہ تھا۔ جس کے نام سے آج تمام ملک فارس (پرشیا) کہلاتا ہے۔ لیکن لفظ فارس (پرشیا) میں وہ وسعت نہیں ہے جو ایران میں ہے۔

عرب نے اپنی زباندانی کے غرور میں اس ملک کا نام عجم رکھا ہے جو تمام ایران پر حاوی ہے۔ اس ملک میں لوازمہ تمدن سے سب ہی کچھ موجود تھا۔

Marfat.com

۱۔ ایران کی مختصر تاریخ

ایران کی تاریخ[1] گیومرث (گیومرتیہ) سے شروع ہوتی ہے۔ جس کو ایرانی یا زردشتی اپنے ملک کا ابوالبشر یا آدم تسلیم کرتے ہیں۔ یہ ملک کا پہلا بادشاہ بھی تھا۔ اس کا لقب گل شاہ (مَلِکُ الطین) تھا۔ فارسی میں مٹی کو گل کہتے ہیں۔ مراد یہ ہے کہ گیومرث آغاز حکومت میں خدا کی زمین کے سوا اور کچھ نہ تھا۔ اور دنیا آثار تمدن سے خالی تھی۔ یہ بادشاہ پہاڑ پر رہتا تھا، تیندوے کی کھال کا لباس پہنتا تھا چنانچہ اسی عہد میں آہستہ آہستہ تہذیب و تمدن کی بنیاد پڑی اور اس کے جانشینوں نے ایرانی تہذیب کو اوج کمال پر پہنچا دیا۔

مورخین ایران نے اپنے ملک کی تاریخ کو آٹھ دوروں پر تقسیم کیا ہے مضمون زیر بحث میں ہم کو ذیل کے چھ[2] طبقات سے بحث ہے اور ان ادوار میں جس قدر علمی ترقی (مخصوص فن کتابت) ہوئی ہے اس کو نہایت اختصار سے بیان کریں گے تاکہ یہ تاریخی مضمون ذہن نشین ہو جائے۔

۲۔ طبقات[2] حکومت

۱۔ اشوری دور

حضرت مسیح علیہ السلام سے ایک ہزار یا اس کے قبل کا زمانہ جرمنی محقق اسپیگل کی رائے کے مطابق آشوری دور ہے۔ اس عہد میں پیکانی (میخی)[3] خط جاری تھا۔ چنانچہ اس سے قبل کی فارسی ابجد

۱۔ مفتاح العلوم خوارزمی صفحہ ۹۰۔

۲۔ تاریخ ادبیات ایران مصنفہ پروفیسر ایڈورڈ براؤن۔

۳۔ پیکانی (یا میخی) یہ اس کتاب کے حصہ چہارم کے صفحہ ۴۹ پر موجود ہے۔

Marfat.com

ہیں چوالیس حروف یا علامتیں تھیں۔ اور آشوری، تصویری خط تھا۔ جو قدیم چینی یا مصری خطوط کے رسم الخط سے مشابہ تھا۔

۲۔ میڈوی دور — یہ ۷۰۰ ق م کا دور ہے۔ میڈوی کا ماخوذ میڈیا ہے اس ملک سے ایران کا مغربی علاقہ مراد ہے۔ جس کا صدر ہمدان (اکتبانہ، ہگ متانہ) تھا۔ اس دور کا تاریخی سرمایہ تلف ہو چکا ہے البتہ محققین نے قیاسات سے کام لیا ہے۔ میڈیا والوں کی زبان قدیم فارسی سے ملتی جلتی تھی جو اب مفقود ہے۔ اس کے کتبات درجہ دوم کے پیکانی خط میں تھے (یہ خط تشابہہ حروف میں تین قسم کا تھا)

۳۔ ہخامنشی (اے کی می نی آن) یا قدیم ایرانی دور — میڈوی دور کے بعد جنوبی ایران (اہل فارس) کے باشندوں نے اس ملک پر قبضہ کر لیا تھا ان کا عہد حکومت ۵۵۹ ق م سے ۳۳۰ ق م تک رہا۔ جس کا آغاز سائرس کی حکومت سے ہوا تھا۔ خاک پارس کا یہ پہلا زبردست خاندان تھا جس کے نام سے یورپ لرزتا تھا۔ ایران کے پیشدادی اور کیانی سلاطین اسی خاندان سے تھے۔ جس کے اخیر فرمانروا، دارائے اعظم کو سکندر نے شکست دیکر ایران کو تباہ کر دیا۔ چنانچہ کوہ بیستون (بے ہی ستون) اور نقش رستم[1] کے کتبات میں ان کے کارنامے درج[2] ہیں۔ اور قریب قریب یہ سب پیکانی خط میں ہیں جن کی زبان قدیم فارسی یا اوستائی ہے۔ ان کتبات میں فرامین، اعلانات اور احکام شاہی کندہ ہیں۔

[1] نمونہ خط طی نقش رستم اس کتاب کے حصہ چہارم کے صفحہ ۲۱۲ پر موجود ہے۔
[2] کتاب قدیم نقش ایران مطبوعہ بمبئی میں یہ جملہ کتبات موجود ہیں۔

Marfat.com

یہ کتبات اگرچہ طویل ہیں۔ مگر رسم خط او طرز بیان یکساں ہے۔ اور جملہ الفاظ چار سو ہیں جو الٹ پلٹ کر آتے ہیں۔ ان کتبات کی زبان کا نام قدیم فارسی ہے۔

۴۔ طوائف الملوکی سکندر اعظم کے حملہ کے بعد ایران میں طوایف الملوکی ہو گئی اور قومی حکومت دوبارہ ساسانیوں سے قایم ہوئی۔ یہ عہد ۳۳۱ھ ق۔م سے ۲۲۶ء تک رہا جس کو اصطلاح تاریخ میں وقفہ کہتے ہیں اس دور کے حالات شاہنامہ فردوسی میں اشکانیان کے نام سے تحریر ہیں۔

پچھلے ہر سہ دور (پارتھیا، میڈیا، پرشیا) کے باشندے جب متفقہ طور پر ایک قوم بن گئے تو ان کی مشترکہ زبان بھی فارسی رہی۔

مورخ اسٹیر بو یونانی (متوفی ۲۴ھ ق۔م) کے زمانہ تک ملک کی زبان ایک ہو چکی تھی۔ اور قدیم کتابت باقی تھی۔

۵۔ ساسانی دور یہ زمانہ ۲۲۶ھ ق۔م سے شروع ہو کر ۶۵۲ء پر ختم ہو جاتا ہے۔ اس حکومت کا بانی اردشیر (ارتخشتر بن پاپک) تھا جس نے زردشتی مذہب کو بھی دوبارہ فروغ دیا۔ بہرام، نوشیرواں، خسرو پرویز اس خاندان کے نامور شہنشاہ تھے جس کا اخیر بادشاہ یزدگرد تھا جو اخیر ۶۵۲ء مطابق ۳۱ھ) میں قتل ہوا۔

اس عہد کی زبان ایک قسم کی متوسط فارسی تھی جس کو عموماً پہلوی[۱] کہا جاتا ہے۔ اس میں تقریباً چھ لاکھ اٹھائیس ہزار (۶۲۸۰۰۰) الفاظ ہیں۔ لیکن زبان کے مقابلہ میں پہلوی کا اطلاق رسم الخط پر زیادہ چسپاں ہے۔ پہلوی سرکاری زبان تھی۔

سلاطین طبقہ سوم کی تقلید میں ساسانیوں نے بھی کتبات لکھوائے ہیں

---

[۱] ملاحظہ کتاب کے حصہ چہارم کے صفحہ ۱۰۳ پر ملاحظہ فرمائیے۔

Marfat.com

جن کے آثار نقش رستم میں موجود ہیں۔ پہلوی خط میں یہاں صرف دو کتبے موجود اور بعض کتبات اصطخر میں ہیں۔

خط پہلوی کا ماخذ بھی خط مسماری تھا۔ اور یہ گویا خط شکستہ تھا جس کی تصدیق اس کتاب کے حصہ چہارم کے صفحہ انتالیس ۳۹ کے فوٹو بلاک سے ہوتی ہے

۶- عہد اسلام ۔ خلافت فاروقی میں، ایران پر اسلامی قبضہ ہوا۔ جس پر آج فخر عجم اعلیٰ حضرت رضا شاہ پہلوی (خلد اللہ ملکہ) فرمانروا ہیں۔

اسلامی قبضہ سے ایک صدی تک پہلوی جاری رہی۔ اس کے بعد زبان اور خط میں انقلاب آگیا۔ یہ انقلاب بھی اس قسم کا تھا جس طرح مصر پر اسلامی قبضہ سے قدیم زبان اور خط میں فرق آگیا تھا۔ یعنی عربی زبان، تصنیف و تالیف اور تحریر و تقریر میں دخیل ہوگئی تھی۔ جس کا اندازہ رودکی شاعر کے کلام سے ہو سکتا ہے۔

۷- ایران قدیم کا رسم الخط[1] ۔ تمہید مندرجہ بالا سے ظاہر ہے کہ آشوری دور سے اخیر ساسانی دور تک خط مسماری کا ایران میں رواج رہا۔ چنانچہ مورخین عرب بھی تسلیم کرتے ہیں کہ ایران میں ایک ہزار سال قبل مسیح سے کتابت جاری تھی۔ اور پیشدادی طبقہ میں عہد ہوشنگ سے کتابت کا آغاز ہوا۔ اور اسی نے اپنے سیاسی احکام کا مجموعہ مرتب کرایا تھا جس کی جمشید نے بھی تقلید کی۔ اور عہد فریدون میں کتابت کی بہت زیادہ ترقی ہوئی یہاں جب فریدون نے اپنے بیٹوں سلم، تور، اور ایرج میں سلطنت تقسیم ایک دستاویز لکھی گئی جس میں ہر حصہ دار کے ملک منقسمہ کی تفصیل تھی طرح جب منوچہر نے تور کو قتل کر دیا تو فریدون کو ایک مفصل خط لکھا گیا نے یہ تمام واقعات اس طرح قلمبند کیے ہیں

[1] ایران کی قدیم ... [illegible]

Marfat.com

بشاہ فریدوں یکے نامہ کرد ✦ زنیک و بد روزگار نبرد

جہشیاری کی کتاب الوزراء ہمارے سامنے ہے۔ اس میں تحریر ہے کہ عہد گشتاسپ میں جب زردشت نے اپنا مذہب جاری کیا تو ایران میں تعلیم کا عام رواج ہوا اور کتاب اوستا مختلف صوبوں کی زبان میں پھیل گئی (زبان ایک لہجے مختلف) اور اسی بنا پر مختلف خطوط (رسم الخط) جاری ہوئے۔ علامہ ابن ندیم نے بھی جہشیاری کے حوالے سے یہ واقعات لکھے ہیں۔ اس عہد میں سب سے مشہور خط پہلوی جاری تھا۔ اور یہی دفتر انشا کا خط تھا۔

۸۔ پہلوی کا ماخذ محقق اولڈ ہاؤس[۱] کی تحقیق کے مطابق، پہلوی اور پارتھوی ہم معنی ہیں کیونکہ جس طرح قدیم لفظ متھرا اور چیتھر سب ہو کر مہر اور چہر بن گئے ہیں اسی قیاس پر پارتھیہ کا قدیم نام، فارسی، پہلے پارتھوا، پھر پرتھو، اور پرتھو سے پلہوا اور پھر پلہو سے پہلو بن گیا ہے جس میں یائے نسبت لگا دی گئی ہے۔ اور یہی پہلو عربی میں فہلو ہو گیا ہے (پ کا تبادلہ ف سے)، اور جغرافئین عرب کی رائے کے مطابق ممالک پہلویہ (فہلوی) سے وسطی اور مغربی ایران کا وہ حصہ مراد ہے جس کے اندر اصفہان، رے، ہمدان، نہاوند اور کچھ حصہ آذربائجان شامل تھا۔

بلخ و خراسان کی زبان فارسی کہلاتی تھی جس کی مشہور شاخ دری تھی۔ فارسی کیساتھ دو زبانیں ژند[۲] اور اوستا بھی مشہور ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ زردشت کی مذہبی کتاب کا جو متن ہے وہ اوستا کہلاتا ہے اور اس کا ترجمہ و تفسیر جو پہلوی

---

[۱] ادبیات ایران پروفیسر براؤن صفحہ ۱۰۴

[۲] اس کتاب کے حصہ چہارم کے صفحہ ۴۳ پر ملاحظہ فرمائیے۔

Marfat.com

زبان میں ہے اُس کا نام ژند ہے۔ اور پہلوی ژندکی تشریح کردہ کا نام پازند ہے۔ یہ مصطلحات ہیں۔ اور یورپ والے پہلوی سے فارسی متوسط (ساسانی) مراد لیتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ اس کا ایک خاص رسم الخط ہے اور اس میں آرامی یا ہزوارش عنصر کی آمیزش ہے۔ ہزوارش ایک قسم کے ہجّے کا نام ہے جو پہلوی میں مستعمل تھا۔

۹۔ زوارشن علامہ ابن ندیم نے ابن المقفع (پہلوی اور عربی کا مشہور ادیب جو مجوسی سے مسلمان ہوا) کی روایت سے جہاں ایران کے سات قدیم خطوں کا ذکر کیا ہے اس میں لفظ زوارشن (ہزوارشن یا زوارشن) کی حسب[۱] ذیل تصریح کی ہے جس کو ہم بجنسہٖ اس جگہ مع ترجمہ نقل کرتے ہیں۔ کیونکہ اس کو رسم الخط سے تعلق ہے۔

لهم هجاء يقال زوارشن يكتبون بها الحروف موصول ومفصول وهو نحو الف كلمة ليفصلوا بها بين المتشابهات۔ مثال ذالك انه من اراد ان يكتب گوشت وهو اللحم بالعربيه كتب "بسرا" ويقراه گوشت على هذا المثال (ديريں) واذا اراد ان يكتب فان	ایرانیوں میں ایک قسم کے ہجے (ہجاء) رائج ہیں جنکو زوارشن (ہزوارشن) کہتے ہیں یہ ایک ہزار الفاظ ہیں جنہیں ملاکر (متصل) بھی لکھتے ہیں اور الگ الگ (منفصل) بھی۔ یہ ہجے محض اس لئے ہیں کہ مشابہ الفاظ میں تمیز ہوسکے اور ابہام نہ پیدا ہو۔ اسکی یہ مثال ہے کہ جب یہ لوگ لفظ گوشت لکھنا چاہتے ہیں جسکو عربی میں لحم کہتے ہیں تو یہ پہلوی خط میں "بسرا" لکھتے ہیں اور اس کو

[۱] الفہرست علامہ ابن ندیم صفحہ ۱۳ مطبوعہ جرمن۔

Marfat.com

ھوالخبز بالعربیہ کتب " لھما " ویقرؤنہ نان علی ھذا المثال (لھراانہ) وعلی ھذا کل شئ ارادوان یکتبوہ الا اشیاء لا تحتاج الی قلبھا تکتب علی اللفظ	گوشت پڑھتے ہیں اس طرح پر (بر ابہ) اسی طرح جب نان لکھنا منظور ہوتا ہے جسکو عربی میں خبز کہتے ہیں تو یہ "لھما" لکھتے ہیں اور اسکو نان پڑھتے ہیں (سمسا) یہی مثال دوسرے الفاظ کی ہے۔ البتہ جن الفاظ میں قلب یعنی دوسرے قائم مقام الفاظ کی ضرورت نہیں ہے انکو بجنسہ تلفظ کے مطابق لکھتے ہیں۔

اس بیان سے ظاہر ہے کہ ایران کے قدیم ترین خط صرف مسماری اور پہلوی تھے۔ اس کے بعد عرب مورخین نے سات خطوط کا ذکر کیا ہے جس میں مراسلت ہوتی تھی۔

ان خطوط کی تفصیل سے قبل ایک اور علمی روایت ہے اگر اس کو صحیح تسلیم کیا جائے تو ایران میں مختلف قسم کے تیس[۳۰] خطوط کا جاری ہونا ثابت ہے۔

فردوسی طوسی تہمورث (دیوبند) کے حالات میں لکھتا ہے[۱]

یکایک بیاراست باو یو جنگ — نبد جنگشاں را فراواں درنگ
ازایشاں دو بہرہ بافسوں بہ بست — دگرشاں بہ گرز گراں کرد پست
کشیدندشاں خستہ و بستہ خوار — بجاں خواستند آنگہے زینہار
کہ ما را مکش تا یکے نو ہنر — بیاموزی از ماکت آید ببر

[۱] شاہنامہ فردوسی فارسی جلد اول صفحہ ۲ مطبوعہ مطبع نولکشور لکھنؤ ۱۲۸۷ھ

Marfat.com

یکے نامور داد شاں زینہار	بداں تا بہانی کنند آشکار
چو آزاد شاں شد سرا زبند اوے	بہ جستند ناچار پیوند اوے
نوشتن بخسرو بیا موختند	دلش را بدانش برا فروختند
نوشتن یکے نہ کہ نزدیک سی[۳۱]	چہ رومی چہ تازی وچہ پارسی
چہ ہندی وچینی وچہ پہلوی	نگاریدن آں کجا بشنوی

خلاصہ اشعار یہ ہے کہ قیدیوں کی درخواست کو ایک فوجی سردار نے منظور کیا۔ اور انکی جاں بخشی کی اور انہوں نے اس صلہ میں شاہ کو مختلف قسم کے تیس خطوط سکھادئیے جن میں سے بعض کی تفصیل پچھلے دو شعروں میں ہے۔ ان خطوط سے فارسی او پہلوی خالص ایرانی ہیں باقی ممالک غیر کے خط ہیں۔ جو ایران کے مختلف حصوں میں بہ سلسلہ تجارت وغیرہ جاری ہونگے۔

اس موقع پر ایک تاریخی نکتہ یاد رکھنا چاہیئے اور وہ یہ ہے کہ عرب اور عجم کی تاریخ میں جن اور دیو یہ دو لفظ نہایت عجیب وغریب ہیں۔ دنیا میں انسان کے جس قدر غیر معمولی اور اہم کارنامے ہیں اور جنکی تاریخی اسناد مفقود ہیں وہ سب جن اور دیو سے منسوب کردئے جاتے ہیں اور راوی بہت جلد اپنے فرائض سے سبکدوش ہوجاتا ہے جنوں کا تذکرہ تو یہاں بے محل ہے البتہ لفظ دیو پر اظہار خیال کیا جاتا ہے۔ قدیم اہل فارس طاقتور، تنومند اور بلند قامت انسان کو دیو کہتے تھے[۱] فسانہ نگاروں نے زیب

[۱] سنسکرت میں دیو کا ترجمہ منور ہے۔ جس کا اطلاق ایک منور ہستی یعنی دیوتا پر کیا جاتا ہے کتاب اوستا میں اس کا تلفظ دیوا ہے۔ فارسی علم ادب میں دیو کا اطلاق شیاطین پر بھی کیا جاتا اور اس معنی میں یہ آرین زبان کا مذہبی لفظ ہے۔

Marfat.com

انسان کیلئے پہلے انہیں سپید، سیاہ اور سرخ کی تخصیص کی پھر ان کے سر پر دو سینگوں کا اضافہ کیا۔ اور آخیر زمانہ میں پس پشت ایک دُم بھی لٹکا دی گئی۔ لیکن یہ واقعہ ہے کہ ایسا دیو عہد فردوسی میں۔ یا اس کے قبل موجود نہ تھا۔ اب غور طلب یہ ہے کہ شاہ نامہ میں دیو اور دیوان سے کیا یہ عجیب الخلقت مخلوق مراد ہے یا وہ یہی معمولی انسان تھے۔
محققین جغرافیہ نے لکھا ہے کہ صوبہ فارس کے باشندے حسین، خوبصورت اور متوسط اندام تھے۔ اور طبرستان، مازندران اور آذربائیجان کے باشندے ان کے مقابلہ میں بہت زبردست، قوی الجثہ اور طویل القامت تھے۔ یا یوں کہنا چاہیئے کہ شیرازی دہلی اور لکھنؤ کے میرو مرزا تھے اور مازندرانی افغانستان کے پٹھان یا پنجاب کے جاٹ تھے۔ چنانچہ فردوسی نے ایسے ہی باشندوں کو دیو سے[1] تعبیر کیا ہے اور بطور واقعہ لکھتا ہے کہ جب طہمورث نے سرحدی علاقہ فتح کیا تو وہاں کے باشندے گرفتار ہو کر آئے۔ جو تعلیم یافتہ تھے اور وہ تقریباً تیس ۳۰ زبانوں سے واقف تھے۔ چنانچہ انہوں نے ان زبانوں کی کتابت بھی سکھائی۔

اس تشریح کے بعد اب ہم قدیم ایرانی ہفت قلم کی تاریخ[2] لکھتے ہیں۔ جو قبل اسلام ایران میں جاری تھے۔

۱۔ دین دفتریہ	یہ اوستا کا مذہبی خط تھا۔
۲۔ دیش دبیریہ	یہ خط تین سو پینسٹھ ۳۶۵ حروف کا مجموعہ تھا۔ جو فنا ہو گیا۔ اعضاء (آنکھ و ابرو وغیرہ) کے پھڑکنے کے اشارات اس خط میں لکھتے تھے۔

[1] شاہنامہ میں رستم اور اسفندیار کی داستان ہفت خوان کے مطالعہ سے بھی یہ مسئلہ حل ہوگا۔

[2] الفہرست ابن ندیم صفحہ ۱۳-۱۴ مطبوعہ جرمن۔

الکستج [1]	اس میں اٹھائیس۲۸ حروف تھے۔ معاہدات، مہریں، سکہ اور انگوٹھیوں کے نقش اس خط میں لکھے جاتے تھے۔
۳۔ نیم کستج	اس میں بھی اٹھائیس۲۸ حروف تھے۔ طب و فلسفہ کی مضامین کیلئے یہ قلم مخصوص تھا۔
۴۔ شاہ دبیریہ	صیغہ راز کی جملہ مراسلت اس قلم سے ہوتی تھی تاکہ دوسرا سمجھ نہ سکے۔
۵۔ نامہ دبیریہ	اس میں تینتیس۳۳ حروف تھے۔ اور کسی میں نقطہ نہ تھا اور اس کی زبان سریانی تھی۔ یہ خط تمام ملک میں جاری تھا عام و خاص واقف تھے۔
۶۔ راز سہریہ	اس خط میں چالیس۴۰ حروف تھے۔ صیغہ راز کا یہ دوسرا خط تھا۔ ہر حرف اور اس کے آواز کی مخصوص صورت تھی۔
۷۔ راس سہریہ	اس میں چوبیس۲۴ حروف تھے۔ منطق و فلسفہ کیلئے مخصوص تھا۔

اور ان خطوط کا ضمیمہ زوارشن تھا۔ یعنی ضرورت کے وقت ان خطوط میں مخصوص ہجوں سے کام لیا جاتا تھا۔

۴۳۔ ہفت قلم، عہد اسلام

ایران میں اسلامی قبضہ ہوتے ہی، عربی زبان سرعت سے پھیلنا شروع ہوئی اور قبول اسلام کے بعد ہی، مذہبی احکام کی تعمیل کیلئے قرآن کریم کا پڑھنا ضروری تھا لسانیات عرب کا پہلا اثر ایران پر یہ ہوا کہ جدید فارسی (جو اسلام کے بعد بھی ایران

۱ کستج اور نیم کستج کا نمونہ اس کتاب کے حصہ چہارم کے صفحہ ۱۰۶ پر ملاحظہ فرمائیے۔

Marfat.com

زبان تھی) کی کتابت عربی ابجد میں ہونے لگی۔ اور یہ اثر ہنوز باقی ہے کہ فارسی کتابیں عربی خط میں بکثرت لکھی جاتی ہیں اور چھپتی بھی ہیں۔

آٹھویں صدی عیسوی سے ایران میں عربی حروف کا عام طور سے رواج ہو گیا تھا۔ عربی تصانیف بھی عجمی مقبولے آنے لگے۔ اور ہزوارشن کا طریقہ بھی مفقود ہو گیا۔ اور جدید فارسی میں عربی الفاظ کثرت سے دخیل ہو گئے۔ اور پہلوی رسم الخط صرف موبدوں (پیشوایان مذہب) میں رہ گیا۔ اور اسی زمانہ میں پہلوی تصنیفات کا عربی میں ترجمہ شروع ہوا۔ پہلا مشہور مترجم ابن المقفع تھا۔

خلیفہ مامون الرشید عباسی کے عہد میں خراسان علم وفن کا مرکز بن چکا تھا۔ لیکن مامون کے انتقال پر جب طاہر بن الحسین کا خاندان، خراسان کا مالک ہوا تو بغداد کے علوم وفنون آہستہ آہستہ خراسان پہنچ گئے اور خاندان طاہریہ کے بعد دیالمہ، سلاجقہ، سامانیہ اور غزنویہ نے بھی علوم وفنون کی سرپرستی کی اور ایرانی تصنیف وتالیف میں عربوں سے بڑھ گئے۔ اور علوم کے ساتھ ساتھ، بغداد کے اصلاح شدہ عربی خطوط بھی ترقی کرتے رہے۔ اور یہ وہ خطوط تھے جس کی اصلاح میں ابن بواب اور[2] یاقوت مستعصمی نے اپنی عمر صرف کر دی تھی۔

ایران میں[3] حسب ذیل اسلامی چھ قلم جاری تھے۔

۱۔ ثلث۔ ۲۔ توقیع (مناشیر)۔ ۳۔ محقق۔ ۴۔ نسخ۔ ۵۔ ریحان۔ ۶۔ رقاع۔

جب یہ نسخی (چھ قلم) ممالک عجم میں پہنچے تو خط توقیع سے انہوں نے ایک ساتواں

---

[1] ... لسار کے کتب خانہ میں اسی رسم الخط کی ایک پرانی طبی قلمی کتاب موجود ہے۔

[2] ابن بواب (متوفی [illegible]) یاقوت مستعصمی (متوفی ۶۹۸ھ) علی بن ہلال کے بعد یاقوت بن عبد اللہ یاقوت حموی۔ یاقوت بن یاقوت مستعصمی ہے۔ [3] صفحہ ۹۶ پر ملاحظہ ہو۔

خط ایجاد کیا جس کا نام تعلیق[۵] ہے۔

۳۸۶ھ (عہد شاہان دیالمہ) میں حسن بن حسین بن علی فارسی نے خط نسخ، رقاع اور ثلث کو پیش نظر رکھکر خط تعلیق ایجاد کیا۔ جس کا دوسرا نام خط ترسیل ہے

مولانا جامی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

کاتباں را ہشت خط باشد بطرز مختلف
ثلث[۱] و ریحان[۲] و محقق[۳]، نسخ[۴] و توقیع[۵] و رقاع[۶]
بعد ازاں تعلیق آں خطا است کش اہل عجم
از خط توقیع استنباط کردند، اختراع

---

۵۳ صفحہ ۹۵ کا بقیہ۔ ان خطوط کے دائرہ دوائر کی پیمایش اور سطح کی حالت دیباچہ مرقع پادشاہی ابوالفضل میں دیکھنا چاہیے۔ لیکن ان خطوط کی وجہ تسمیہ حسب ذیل ہے۔

(ثلث) خط کوفی اور تعلیق کے بعد یہ تیسرا خط ہے یا یہ کہ جس نے یہ خط سیکھ لیا گویا خط کا تین ثلث حاصل کر لیا۔

(توقیع) دفتر قضا اور دفتر انشاء کا خط تھا۔ اور اس خط میں فرامین لکھے جاتے تھے اس لئے توقیع مشہور ہوا۔

(محقق) خط کوفی اور عبری سے ماخوذ تھا اور دائروں کی پیمایش زیادہ تحقیق سے کیگئی تھی لہذا محقق کہلایا۔

(نسخ) اس خط کی ایجاد نے دوسرے خطوں پر خط نسخ پھیر دیا۔ لہذا نسخ (بمعنی ناسخ) مشہور ہوا۔

(ریحان) یہ خط خوبصورتی اور رنگ و بو میں ریحان کی سی نزاکت رکھتا تھا۔ اسلئے ریحان کے نام سے مشہور ہوا۔

(رقاع) یہ خط پرزوں پر لکھا جاتا تھا اور حسابی عمل بھی رقعوں پر کیا جاتا تھا لہذا رقاع کہلایا۔

۵۴۔ خط تعلیق کے نمونہ کا فوٹو بلاک اس کتاب کے حصہ چہارم کے صفحہ ۱۰۴ پر ملاحظہ فرمایئے۔

Marfat.com

... کے علاوہ نسخ میں رقاع سے بھی مدد لی گئی ہے۔ ان خطوط ہفتگانہ میں فرق ہے وہ باہمی مقابلہ سے واضح ہو سکتا ہے۔

خط تعلیق[۱] کا استاد نجم الدین ابوبکر محمد راوندی تھا۔ یہ خط ترچھے حروف میں لکھا جاتا تھا۔ دوسرا استاد خواجہ تاج سلیمانی تھا۔ تیسرا استاد اس خط کا میر عبدالحیٔ[۲] تھا جو سلطان ابوسعید میرزا گورگانی کے دفتر انشاء کا افسر تھا۔ اور سب سے کامل مولانا درویش (عہد امیر علی شیر) تھے اور متاخرین میں اشرف[۳] خاں خوشنویس دربار اکبری تھا۔

ان کے علاوہ مشہور اساتذہ حسب ذیل ہیں۔

خواجہ عبداللہ[۱] صیرفی۔ ملا محی الدین[۲] شیرازی۔ ملا عبداللہ[۳] آشپز ہروی۔ ملا[۴] ابوبکر۔ ملا شیخ محمود[۵]۔ حافظ حنیظ۔ خواجہ عبداللہ[۶] مروارید۔ سب سے زیادہ باکمال مانے جاتے ہیں۔ اور علامہ ابوالفضل نے ان سب کو استاد ہفت قلم بھی لکھا ہے۔

صاحب مواد البیان کا قول ہے کہ محقق وہ خط ہے جو نہایت صحت سے الگ الگ دوائر میں لکھا جاتا ہے۔ معاہدات، دستاویزات اور مکاتبات سلاطین کے لئے مخصوص تھا۔

محقق سے ایک قلم اور ایجاد ہوا جس کا نام مطلق تھا۔ اس کے حروف متصل ہوتے تھے اور سرعت سے لکھا جاتا تھا۔ گویا یہ دفتری خط شکستہ تھا۔

دولت عثمانیہ (ترکی) میں بھی ان ایرانی قلموں کی بڑی قدر ہوئی۔ اور ترکوں نے

---

[۱] انتشار الخط العربی صفحہ ۶۳ - ۶۵ مطبوعہ جرمن

[۲] ... قاضی محمد صادق اختر صفحہ ۳۲

[۳] ... صفحہ ... انکا مفصل حال اس کتاب کے حصہ دوم میں اکبری دور کے خطاطوں کے حالات میں نمبر ایک پر ملاحظہ فرمائیے

Marfat.com

ان خطوں سے قلم دشتی ، دیوانی اور فارسی ایجاد کئے جن میں فرامین سلطانی لکھے جاتے ہیں جس کی شان نسخ اور شفیعہ سے ملتی ہوتی ہے۔ پھر اس کی بھی دو قسمیں ہیں، جلی اور خفی۔

خطوط مذکورہ کے علاوہ دولت عثمانیہ میں خط ثلث اور رقاع بھی جاری ہے البتہ طرز تحریر نہایت پیچیدہ ہے۔ اور فرامین کا پڑھنا جب تک اس خط کی تعلیم نہ ہو دشوار ہے۔ کتاب انتشار الخط العربی میں یہ کل نمونے موجود ہیں۔

۳۵۔ خط شفیعہ

ایرانی قلموں میں نستعلیق اگرچہ سب سے خوبصورت تھا مگر دیر میں لکھا جاتا تھا اس لئے اس کی دو شاخیں ہوگئیں ایک خط شکستہ ۔ دوسرا شفیعہ۔

تقریباً ۱۰۰۰ھ میں مرتضیٰ قلی شاملو حاکم ہرات نے خط شکستہ[1] وضع کیا جو روزمرہ اور دفتر کا خط تھا۔ اس سلسلہ میں مرتضیٰ قلی کے میرمنشی شفیعا نے شکستہ میں خاص حسن پیدا کر کے اس کا نام شفیعہ رکھا جو آج تک اسی نام سے مشہور ہے۔ اور یہ ایران کا روزمرہ کا قلم ہے۔ ہندوستان میں شفیعہ رائج ہے مگر کثر شفیعہ میں بعض حروف کے جوڑ خط تعلیق سے لئے گئے ہیں۔

۳۶۔ خط نستعلیق اور اس کے اساتذہ کی تاریخ

اہل عجم ہمیشہ سے جدت پسند اور حسن پرست واقع ہوئے ہیں۔ جب ان کو خط نسخ میں بھدا پن نظر آیا تو اس کی اصلاح کی طرف متوجہ ہوئے۔ نسخ میں دور اول سے اخیر تک یکساں رہتا تھا اور حرفوں میں کسی قدر ناہمواری ...

[1] خط شکستہ کا نمونہ اس کتاب کے حصہ چہارم کے صفحہ ... پر ...

[illegible] نچلا حصہ چپٹا ہوتا تھا جس میں کونے یا زاوئے نکل آتے تھے۔ لہٰذا [illegible] نے حروف میں نقاشی (شان مصوری) پیدا کی اور حروف کی نوکیں، گردنیں اور نیچے کا حصہ باریک کر دیا۔ اور دائرے گول بنائے۔ اور اس خط کا نام نستعلیق قرار پایا۔

خط نستعلیق یا قلم فارسی بقول علامہ ابن ندیم خط قیراموز سے ماخوذ ہے۔ جو خط کوفی کی ایک شاخ ہے۔ جس کے یہ معنی ہوئے کہ خط تعلیق اصلاح شدہ عربی خط سے ماخوذ ہے۔

لفظی ترکیب سے ظاہر ہے کہ نستعلیق کا ماخذ "نسخ تعلیق" ہے۔ جب خائے معجمہ کو تخفیفاً حذف کر دیا تو نستعلیق رہ گیا۔ اساتذہ فن اور ارباب لغت کا بھی یہی قول ہے لیکن غور کرنے سے حقیقت کھلتی ہے کہ نستعلیق کی ایجاد میں جملہ قلموں کی شان پیش نظر تھی جو ایران میں جاری تھے۔ علم خط کے علاوہ اہل عجم نے علوم و فنون کی بھی عربوں سے زیادہ خدمت کی ہے جس کی تفصیل کشف الظنون وغیرہ سے معلوم ہو سکتی ہے۔ دور حاضرہ میں بھی ایران، ہندوستان پر فوق رکھتا ہے۔ نسخ التعلیق کے اساتذہ موجود ہیں اور عام مراسلت کا قلم شفیعہ ہے۔

نستعلیق کتابی خط ہے جو ایران اور ہندوستان وغیرہ میں جاری ہے۔ اور مراسلت کا قلم شفیعہ ہے جو نہایت خوبصورت ہے۔

نستعلیق کے حسن قبول کی بڑی دلیل یہ ہے کہ لفظ نستعلیق سے متعدد محاورات [illegible] ہوئے جو زبان زد ہیں۔

[illegible] ابجد میں بتیس ۳۲ حروف ہیں کیونکہ عربی ابجد میں پ۔ چ۔ ژ۔ اور گ کا [illegible] ہے۔

[illegible] تبریزی	خط نستعلیق کے موجد خواجہ میر علی علوی تبریزی مشہور

Marfat.com

ہیں۔ یہ امیر تیمور کے عہد (۷۷۱-۸۰۱ھ) کے نامور خطاط ہیں۔ جو اپنے فن میں ہند سے عدیم النظیر مانے گئے ہیں لیکن علامہ[1] ابوالفضل، دیباچہ مرقع بادشاہی (البم قطعات خوشنویسان ہند و ایران مرتبہ شاہ جہانگیر) میں لکھتے ہیں کہ میں نے امیر تیمور کے زمانہ سے قبل کی نستعلیق کی وصلیاں دیکھی ہیں۔ لہٰذا میر علی تبریزی خط نستعلیق کو موجد نہیں ہو سکتے۔ ابوالفضل کی شہادت نہایت معتبر ہے۔ میر علی خط نستعلیق کے موجد نہیں ہیں بلکہ اس کا موجد کوئی اور تھا جو ہنوز تحقیقات طلب ہے لیکن یہ امر بلا شک وشبہ قابل تسلیم ہے کہ میر صاحب نستعلیق کے مصلح اول ہیں۔ اور صرف اُن کے حُسن عمل سے نستعلیق کو یہ عروج حاصل ہوا ہے جس کی تکمیل میں میر صاحب کے شاگردوں کا بھی خاص حصہ ہے۔

مولانا غلام محمد دہلوی نے اپنے تذکرہ خوشنویسان میں یہ فیصلہ کیا ہے کہ میر علی اگرچہ نستعلیق کے موجد نہیں ہیں لیکن انہوں نے اس خط کے قواعد مرتب کیے۔ اور نوک پلک میں خاص نزاکت پیدا کی۔

علامہ ابوالفضل نے میر علی کے نامور شاگردوں میں مولانا جعفر تبریزی اور مولانا اظہر اور مولانا سلطان علی مشہدی کا نام لیا ہے۔ مولانا جعفر، شاہ رخ میرزا کے زمانہ میں تھے۔ اور اظہر ان کے معاصر تھے۔ لیکن سلطان علی کا درجہ سب سے بلند ہے۔ مولانا جعفر نے میر علی کے علاوہ اظہر کی وصلیوں سے بھی کمال تتبع کیا ہے۔ ابوالفضل کی تقلید میں میر علی کے شاگردوں کے مختصر حالات ہم ذیل میں لکھتے ہیں۔

---

[1] دفتر سوم ابوالفضل، صفحہ ۲۵۵ مطبوعہ نولکشور

[2] بعض مورخین نے یاقوت مستعصمی کا نام لکھا ہے۔

...علی کو اپنے شاگردوں میں سلطان علی مشہدی پر فخر تھا۔ کیونکہ انہوں نے سب سے زیادہ فن کی خدمت کی ہے۔ اور میر صاحب کے حالات ایک مثنوی میں لکھے ہیں ان کے چند اشعار ہم یہاں نقل کرتے ہیں:

سیرۃ میر علی تبریزی

...نسخ و تعلیق گر خفی و جلی است	واضع الاصل خواجہ میر علی است
...نسبتش بود با علیؑ ازلی	نسبتش نیز میرسد بہ علیؑ
...تا کہ بود است عالم و آدم	ہرگز ایں خط نبود در عالم
...وضع فرمود او ز ذہن دقیق	از خط نسخ و ز خط تعلیق
...نے کلکش ازاں شکر ریز است	کاصلش خاک پاک تبریز است
...کاتباں کہ کہنہ و نو یند	خوشہ چینان خرمن او یند
...جمیع خطوط بود شکرف	زاوستاداں شنیدہ ام ایں حرف
...کلکش چو غنچہ اُمد دل	ہست تعریف او ز حد افزوں
...ما فخر بہ محل و فضال	شیخ شیریں مقال، شیخ کمال
...شعر شش چو میوہ ہائے خجند	ہست شیریں تر از نبات و قند

سلطان علی مشہدی ایک جگہ اپنے استاد کے اُن اقوال کو جو خوشنویسی ... میں ہیں اس طرح نظم کرتے ہیں۔

...ث منی قتاتہ شوستری

...خوشنویس ... یا میر علی کے ہم عصر تھے۔

Marfat.com

این چنیں گفتہ است میر علی — صبح مشق خفی [illegible]
مشق آہستہ کن شتاب مکن — قلم مشق را شتاب مکن

میر علی خطاطی کے ساتھ شاعری میں بھی کمال رکھتے تھے۔ میر صاحب کے مقلدین میں ایرانی اور ہندی دونوں ہیں۔ لیکن ہندوستان میں کشمیریوں نے نستعلیق کو بہت زیادہ ترقی دی۔ دربار اکبری کا نامور خوشنویس محمد حسین کشمیری اسی زمرہ میں شامل ہے۔ اور خطاطان ترکستان بھی میر علی کے مقلدین میں۔ میر صاحب کی وصلیوں کا بڑا ذخیرہ ایران، اور انڈیا آفس (لندن) میں موجود ہے آٹھویں صدی کے اخیر تک میر صاحب بہ قید حیات تھے۔

میر علی کے ہمنام اور ہمعصر، میر علی ہروی، ملا میر علی شیرازی اور میر علی خراسانی ہیں۔ ان سب کی شان خط جداگانہ تھی۔

۲۔ میرزا سلطان علی مشہدی میر علی کے نامور شاگرد ہیں۔ سلطان حسین تیموری کے عہد میں تھے۔ سلطان حسین نے ان کو "قبلۃ الکتاب" خطاب دیا تھا۔ انکی قلم سے لکھی ہوئی مستقل کتابیں اور وصلیاں موجود ہیں۔ ساٹھ سال سے زیادہ عمر پائی، عابد و زاہد تھے۔ تمام عمر مشہد مقدس میں قیام رہا۔ ۹۱۹ھ / ۱۵۱۳ء میں انتقال کیا (انتقال کا سن غلط ہے کیونکہ انکی دو قلمی کتابیں ۹۲۰ھ و ۹۲۱ھ کی موجود ہیں) تصنیف میں فن خطاطی پر ایک رسالہ یادگار ہے جس کے قلمی نسخے جابجا موجود ہیں۔ اخیر عمر تک لکھتے رہے اور زور قلم قایم رہا۔ نستعلیق میں خوشنویسی کے بادشاہ تھے چنانچہ خود انکا قول ہے:

مرا عمر شصت و دو شد بیش و کم — ہنوز م جوان است مشکین قلم
تو انم نوشتن خفی و جلی — ہنوز م کرامت ز شاہ ولی

[1] حبیب السیر جلد سوم - اور آئین اکبری اور [illegible]

Marfat.com

...بہزاد کی نیازی میں مشہور مصور بہزاد کے ساتھ کام کیا تھا۔ بابر نے
...تزک میں ان کے کمالات کی تعریف کی ہے۔ علی شیر بیگ کے حکم سے کئی کتابیں
...لکھیں۔ میرزا کے مشہور شاگرد حسب ذیل ہیں۔
...سلطان محمد خندان۔ ۲۔ سلطان محمد نور۔ ۳۔ علاؤ الدین محمد ہروی۔ ۴۔ زین الدین
محمود عبدی نیشاپوری۔ ۵۔ محمد قاسم شادی شاہ۔ ۶۔ مولانا محمد عبداللہ ہروی۔
...میر علی الکاتب ہروی۔ (نستعلیق میں ان کے شاگرد تھے)
یہ سب اساتذہ فن ہیں۔ اور انہوں نے خط میں شان دلربائی پیدا کی ہے۔
علامہ ابو الفضل نے ان کے علاوہ نستعلیق کے استادوں میں مولانا محمد اوبھی
(اوبہ ہرات کا ایک گاؤں ہے) اور ہجرانی کا بھی نام لیا ہے۔
سلطان علی کے ہمنام، حسب ذیل خطاط تھے۔
۱۔ سلطان علی قائنی۔ ۲۔ سلطان علی تبریزی۔ ۳۔ سلطان علی خراسانی (مشہدی)،
۴۔ سلطان علی قزوینی۔
ان چاروں کی وصلیاں ہندوستان میں بکثرت موجود ہیں۔ مگر میرزا سلطان علی مشہدی
ان سب کے سرتاج تھے۔
ان کے علاوہ محمد مراد کشمیری شیریں قلم بھی سلطان علی اور میر علی کے مماثل تسلیم
کئے گئے ہیں۔

میر علی الکاتب الہروی ہرات کے باشندے اور سید تھے۔ مشہد مقدس
میں سلطان علی سے نستعلیق کی تکمیل کی۔ اور
...گئے۔ شاعری اور خطاطی میں اول اپنے باپ محمد رفیقی سے اصلاح

...حال ملک ... اس کتاب کے حصہ چہارم کے صفحہ ۰ پر ملاحظہ فرمایئے۔

ہی۔ اس کے بعد زین الدین محمود عبدی سے کے شاگرد ہوئے۔ شاعر [illegible] تخلص تھا۔ فن خطاطی پر متعدد رسالے نظم میں لکھے ہیں خصوصاً وہ رسالہ جس میں خطوط سبعہ کے قواعد نظم کئے ہیں بہت مشہور ہیں۔ اپنی تعریف میں متعدد رباعیاں و اشعار لکھے ہیں۔ سنہ ۹۰۹ھ میں رسم الخط پر ایک رسالہ لکھا ہے جو برٹش میوزیم لندن میں موجود ہے یہ رسالہ سلطان مظفر کے نام پر معنون ہے۔ سنہ ۹۳۵ھ میں ملکی بدامنی کی وجہ سے ماوراءالنہر چلے گئے۔ اور عبداللہ خان اوزبک (متوفی سنہ ۹۴۶ھ) کے ملازم ہو گئے اور شہزادہ موحن کے استاد مقرر ہوئے۔ بعدہٗ سلطان عبدالعزیز بخارا کے ملازم ہو گئے یہاں رہ کر گلستان اور مطلع الانوار امیر خسروؒ لکھی۔ گلستان پیرس کی لائبریری میں اور مطلع الانوار پٹنہ کے کتب خانہ میں موجود ہے۔ خوانین بخارا سنی المذہب تھے۔ بخارا میں اختلاف مذہب کی وجہ سے پریشان رہے میر صاحب کا یہ قطعہ جس میں وہ بخارا سے ناخوش معلوم ہوتے ہیں اور ساتھ ہی زمانہ کے شاکی ہیں۔

عمرے از مشق دوتا بود، قدم ہمچوں چنگ
تا کہ خط من بیچارہ بدیں قانوں شد [illegible]

طالب من ہمہ شاہان جہاں اند و مرا
در بخارا جگر از بہر معیشت خوں شد [illegible]

خوش نویسان جہاں ساغر عشرت نوشند
ساغر عیش مرا بیں کہ [illegible]

حسن خط بہر خلاصی ز جنوں می جستم
وہ کہ خط [illegible]

میر علی تبریزی اور انکے شاگردوں کے بعد [illegible]
نستعلیق کا استاد تسلیم کیا جاتا ہے۔ [illegible]

...دوستی نکالیں اور عجیب و غریب تصرفات کیے جو آجتک یادگار ہیں۔ باوجود
کمال کے میر صاحب، سلطان علی مشہدی کی نگینی خط کے معترف تھے۔
مرقع بادشاہی جہانگیر میں میر علی ہروی کی بھی وصلیاں تھیں۔ ایک قطعہ میں اصول
خوشنویسی لکھے ہیں۔ وہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

چند حرف از خط مشکین اے دل تنگ پوئے	بشنو این نکتہ و چوں من نشین فارغ بال
پنج چیز است کہ تا جمع نہ گردد باہم	ہست خطاط شدن نزد خرد امر محال
قوتِ دست و وقوفے ز خط و وقتِ طبع	طاقتِ محنت و اسباب کتابت بکمال
زانیں پنج قصوریست یکے راحقا	نہ دہد فائدہ گر سعی نمائی صد سال

تقریباً ۹۵۰ھ میں انتقال کیا۔ لیکن سنہ وفات میں بھی اختلاف ہے صحیح یہ
ہے کہ ۹۵۷ھ کے بعد فوت ہوئے۔ کیونکہ سام میرزا نے کتاب تحفہ سامی میں کہ ۹۵۷ھ
میں بہ قید حیات لکھا ہے۔

میر علی کے بعد درجہ بدرجہ نستعلیق کے استاد حسب ذیل اصحاب ہیں۔
ملا محمد حسین تبریزی۔ میر سید احمد مشہدی۔ ملا حسن علی مشہدی۔ ملا شاہ محمد
مشہدی۔ میر معز کاشی۔ میرزا ابراہیم اصفہانی۔

۱۔ میر عماد الحسینی قزوینی نستعلیق میں امام فن ہیں۔ اصفہان میں بابا شاہ
کی شاگردی کی اور ملا محمد حسین، سلطان علی مشہدی
میر علی کی وصلیوں سے نفع اٹھایا۔ خط نستعلیق کے مذکورہ بالا اساتذہ کے بعد میر
عماد الحسینی اور آقا عبدالرشید دیلمی دو استاد اور ہیں۔ اور خوشنویسی کے یہ پانچ ستون ہیں

۱؎ ...مصنف مغل ...نے میر علی ہروی کی وفات ...ء لکھی ہے۔
۲؎ ...حالات ... کتاب ہٰذا کے حصہ چہارم کے صفحہ ۹۰ پر ملاحظہ فرمائیے۔

Marfat.com

جن سے خطاطی کی عمارت قائم ہے۔ اور ایران نے ہندوستان [illegible] گزرے ہیں اُن کا سلسلہ شاگردی انہیں پانچ تک پہنچ کر ختم ہو جاتا ہے۔ اور ان [illegible] کے چار مقامات (لاہور، آگرہ، دہلی اور لکھنؤ) میر عماد اور آقا عبدالرشید دیلمی کی ذات سے قائم ہوتے ہیں۔

میر عماد، نستعلیق نگاری میں ضرب المثل ہیں۔ اصفہان میں درویشانہ وضع سے رہا کرتے تھے اور شاہ عباس صفوی کے دربار سے تعلق تھا۔ شاہ کے حکم سے شاہنامہ فردوسی لکھنا شروع کیا تھا۔ اور ابتدائی سطریں لکھ کر پیش کئے جن کا صلہ شاہ نے ستر تومان (ایک ایرانی سکہ) دیا۔ اس انعام کو میر صاحب نے خلاف شان سمجھ کر واپس کر دیا اس شان بے نیازی سے شاہ عباس ناراض ہو گیا اور یہ ناراضی یہاں تک بڑھی کہ میر صاحب کو سنہ ۱۰۲۴ھ / ۱۶۱۵ء میں بعمر تریسٹھ[۶۳] سال حمام میں قتل کرا دیا۔ اس حساب سے سنہ ولادت تقریباً سنہ ۹۶۰ھ / ۱۵۵۲ء ہوتا ہے۔ شاہنشاہ جہانگیر نے جب یہ واقعہ سنا تو رو دیا۔ اور کہا اگر شاہ عباس میر عماد کو میرے پاس بھیج دیتا تو میں اُن کے ہم وزن موتی دیتا۔

سلاطین مغلیہ میں شاہ جہاں سب سے زیادہ قدردان تھے۔ کسی نے میر صاحب کی ایک وصلی پیش کی تو شاہجہاں نے اس کو منصب یک صدی عطا فرمایا۔ اس [illegible]

۵! بعض مورخین نے یہ لکھا ہے کہ میر عماد نوشتہ[۹] ... پر شاہ عباس [illegible] سے خط نستعلیق میں شاہنامہ فردوسی کی نقل کے لئے حکم دیا۔ میر عماد نے خواہش کی کہ مجھے ایک [illegible] لکھنے کا انتظام کرا دیں اور اس باغ کے حوض میں عرق گلاب اور عرق کیوڑہ بھروا دیا جائے شاہ نے [illegible] کا حکم دیدیا۔ میر عماد تین[۳] سال تک اس باغ میں بیٹھ کر شاہنامہ کی نقل کرتے رہے۔ اس عرصہ میں [illegible] پانچ لاکھ روپیہ صرف ہوا تھا جب بادشاہ نے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ میر صاحب نے [illegible] نقل کئے ہیں۔ بادشاہ غضبناک ہوا اور میر صاحب [illegible] میر صاحب نے اصفہان کے باشندوں [illegible] بادشاہ کے غصہ کے بھڑکانے کیلئے اس معاملے [illegible]

قطعہ

دل اگرچہ جالست ترا	گوئی از صحبت احباب ملالست ترا
جب حسن تو نہ تنہا خط و خال فتاد	عشق ما نیز ز اسباب جمالست ترا

الفقیر الحقیر میر عماد الحسینی غفر اللہ ذنوبہ و ستر عیوبہ سنہ ۱۰۲۳ھ

اس تحریر کے ایک سال بعد قتل ہوئے۔ یہ وصلی مسٹر اجیت گھوش ایڈوکیٹ ہائی کورٹ کلکتہ کے کتب خانہ میں موجود ہے۔

آقا عبدالرشید دیلمی قزوینی[۱]

یہ آقا رشید کے نام سے مشہور ہیں۔ میر عماد کے بھانجے، داماد اور انہی کے شاگرد تھے میر علی میر عماد اور آقا کی وصلیوں کی شناخت کرنا اور انکی تحریر میں امتیاز کرنا صرف ماہر فن کا کام ہے۔

میر عماد کے واقعہ قتل سے خوفزدہ ہو کر آغاز حکومت شاہجہانی میں آقا داخل ہندوستان ہوئے۔ لاہور ہوتے ہوئے تباہی اور خستہ حالی میں آگرہ پہنچے۔ لباس مرگجل سے موم جامہ بنکر بوسیدہ ہو گیا تھا۔ آقا نے شاہجہاں کی خدمت میں یہ قطعہ پیش کیا۔

قطعہ

آقا خجستہ خصالے کہ ساکنان فلک	برآستان تو دارند میل دربانی
چہ حاجت است کہ کنم حال خستہ خود	کہ حال خستہ دلان را تو خوب میدانی

۱۔ آقا عبدالرشید دیلمی کی یہ قطعہ وصلی جو شاہجہاں بادشاہ کی خدمت میں پیش کی گئی تھی۔ جو پونے گیارہ انچ [illegible] انچ چوڑے کاغذ پر لکھی ہوئی تھی اسکا فوٹو بلاک اس کتاب کے حصہ چہارم کے صفحہ ۱۵ پر ملاحظہ فرمائیے [illegible] بھی لکھا ہے کہ آقا رشید نے لاہور میں کچھ دن قیام کیا اور اسی دوران قیام میں آپ کے [illegible] سے نستعلیق کا پہلا مرکز لاہور کو سمجھنا چاہیئے۔

شاہجہاں نے اظہار خوشنودی فرمایا اور انتہائی احترام کے ساتھ [illegible] خوشنویس اور شاہزادہ دارا شکوہ کا استاد مقرر کیا۔ اور پندرہ سو روپیہ ماہانہ مقرر فرمائے۔ اور حکم دیا کہ خط نستعلیق کو ہندوستان میں عام رواج دینا چاہیئے۔

آقا کا مرتبہ کتابت میں بہت بلند ہے۔ ائمہ فن انکو خطاطی کا پیغمبر سمجھتے ہیں۔ خدمت اتالیقی کے علاوہ شاہجہاں نے خدمت بیوتات پر سرفراز کردیا تھا۔ امیرانہ شان سے رہتے تھے۔ آگرہ میں شاندار عمارتیں اور مسافر خانے تعمیر کئے۔ بڑھاپے تک مشق جاری رہی۔ ۱۰۸۱ھ یا ۱۰۹۵ھ میں بمقام آگرہ عہد عالمگیری[1] میں انتقال کیا۔ اور وہیں دفن ہوئے۔ اس صاحب کمال کا جانشین آجتک پیدا نہیں ہوا۔ میر علی تبریزی کا سلسلہ آقا رشید پر ختم ہوجاتا ہے۔

آقا کے شاگردوں میں شاہزادہ دارا شکوہ۔ محمد اشرف خواجہ سرا۔ سید علی [illegible] میر عبدالرحمٰن ہروی، میر حاجی بہت مشہور ہیں۔

آغا عبدالرشید کا طبقہ متاخرین پر سب سے بڑا احسان ہے جس نے [illegible] کئے اور ہندوستان کے چاروں دار الخلافہ یعنی آگرہ۔ لاہور۔ دہلی اور لکھنؤ میں [illegible] ذات گرامی سے فن خطاطی عروج پر پہنچا۔ انکی وصلیاں انکی زندگی میں جواہر کے مول فروخت ہوتی تھیں۔

لاہور۔ آگرہ۔ دہلی اور لکھنؤ کے جملہ اساتذہ میر علی تبریزی کو نستعلیق کا آدم اور میر عماد کو آدم ثانی تسلیم کرتے ہیں۔ آج ہندوستان میں جس قدر خطاط ہیں ان [illegible] کا سلسلہ میر عماد اور آقا عبدالرشید پر جا کر ختم ہوجاتا ہے[2]۔

[1] اسی زمانہ میں عالمگیر کے استاد ابوالبقا [illegible] مشاہیر میں ہوتا ہے [2] [illegible]

ممالک اسلام اور ان ممالک میں جہاں خط عربی و فارسی کا رواج ہے

دنیائے اسلام کا مشترکہ مقدس خط عربی ہے جس کی مفصل تاریخ لکھی جا چکی ہے۔ اور یہ خط نسخ کہلاتا ہے۔ اور اکثریت اسی خط کی ہے۔ اس کے بعد نستعلیق کا درجہ ہے۔ ملک کے ہندوستان جن ممالک میں یہ دونوں خط جاری ہیں انکی مختصر کیفیت حسب ذیل ہے

۱- دولت عثمانیہ

خلافت بغداد اور دولت مغلیہ کے زوال پر حکومت اسلام کے علمبردار سلاطین عثمانیہ تھے۔ جن کی ایشیا اور یورپ دونوں پر حکومت تھی۔ اور حرمین ثلاثہ وغیرہ کی حفاظت کی بنا پر سلاطین دولت عثمانیہ، مذہبی خلافت سے بھی حامل تھے۔ اور ان کو

(صفحہ ۱۰۸ کا نوٹ) انکے علاوہ نستعلیق کے اور بھی مشہور خطاط گزرے ہیں جنکے اسمائے گرامی مفصلہ ذیل ہیں۔

۱- محمد تبریزی - شاہ طہماسپ (۱۵۲۴ء تا ۱۵۷۶ء) کے عہد کے خوشنویس ہیں انکی قلمی مثنوی فرہاد و شیریں ہے اور یہ مصور نسخہ ہے

۲- یار محمد ہروی - یہ مشہور خوشنویس تھے۔ ملاحظہ ہو عالم آرائے عباسی سنہ کتابت ۹۲۸ھ ہے۔

۳- شاہ قاسم - (اس نام کے کئی خوشنویس اور مصور مختلف ادوار میں گزرے ہیں) ہلالی (متوفی ۹۳۹ھ) کی مشہور مثنوی صفات العاشقین بخط شاہ قاسم ہے عمدہ نستعلیق اور مصور ہے۔ (اس نام کے چار قاسم مصور اور خوشنویس تھے [illegible] ذیل ہیں)

۱- شاہ قاسم تبریزی جنکو شاہ سلیمان اپنے ہمراہ قسطنطنیہ لے گئے تھے۔

۲- استاد ملک محمد قاسم - جو قاسم [illegible] کے نام سے مشہور ہیں ۹۴۸ھ / ۱۵۴۱ء میں فوت ہوئے

۳- [illegible] شاہ [illegible] تھے

۴- [illegible] مشہور [illegible] تھے

Marfat.com

"امیر المومنین" کا منصب حاصل تھا۔ لہٰذا یہی گورنمنٹ اسلامی تمدن [illegible] کی بھی حامی تھی۔ اور اس نے جس قدر مذہبی اور علمی خدمات انجام دی ہیں [illegible] لیے ایک مستقل تاریخ کی ضرورت ہے۔ بغداد، اصفہان و شیراز اور دہلی مرحوم کی طرح قسطنطنیہ بھی علمی مرکز تھا۔ اور دور جمہوریت سے پہلے لسانیات اور علم خط کی جس قدر ترقی دولت عثمانیہ میں ہوئی ہے، اس کا اندازہ کتاب انتشار الخط العربی کے ملاحظہ سے ہو سکتا ہے خطاطان دولت عثمانیہ میں مولانا ضیاء الحق حسام الدین چلپی مرید خاص مولانا روم صاحب (متوفی ۶۸۳ھ) بھی شامل ہیں۔ یہ نستعلیق کے استاد تھے۔ مثنوی شریف کا بڑا حصہ مولانا نے صاف کیا تھا۔

باب عالی میں ترکی خطوط کے ساتھ عربی، فارسی کے مختلف خط جاری تھے اور ہنوز جاری ہیں۔ لیکن مصطفےٰ کمال پاشا کے دور سیادت میں حکومت کے [illegible] سے اب اٹالین خط میں عام مراسلت ہوتی ہے۔

۲۔ مملکت مصر

مصر میں خلافت فاروقی سے اسلامی حکومت ہے۔ اور [illegible] مصر [illegible] گہوارۂ اسلام ہے۔ جامع ازہر کی اسلامی یونیورسٹی ہنوز موجود ہے۔ مصر [illegible] سب سے بڑا مرکز ہے۔ عرب کے علوم وفنون کا منبع اور سرچشمہ ہے [illegible] حامی علوم وفنون ہے۔ اور تمام علاقہ مصر اور علاقہ نوبیہ (وادی نیل) [illegible] عربی ہے۔ اور عربی کی نادر و نایاب کتب مصر کے مطابع شائع [illegible] مصر سے عربی کے متعدد اخبار و رسائل جاری ہیں۔

۳۔ عراق، حجاز، نجد، [illegible]

یہ مقامات مجموعی حیثیت سے [illegible]

ممالک ان ممالک کی مستقل تاریخ موجود ہے۔ اور ہنوز یہاں اسلامی حکومت ہے
ان ممالک کا کتابی خط نسخ ہے۔ اور مراسلت کا قلم جداگانہ ہے۔ کسی زمانہ میں یہ ممالک
خط کوفی کے مرکز تھے۔

۴۔ ممالک مغرب

ممالک مغرب سے ہماری مراد الجزیرہ[1]، مراکش[2]، قیروان[3]، ٹونس[4] اور طرابلس الغرب[5] ہے
یہاں کی زبان عربی ہے اور کتابی خط بھی عربی ہے۔ لیکن شان کتابت بہت پیچیدہ ہے
یہ مغربی خط کہلاتے ہیں جس میں دنیائے اسلام کے عام خط نسخ کے مقابلہ میں حسن
کی کمی ہے۔ ان خطوط کا ماخذ بھی خط کوفی ہے۔ چونکہ فاس، حکومت مغرب کا دارالخلافہ
رہا ہے۔ لہٰذا خط مغربی کا ایک نام خط الفاسی بھی ہے، لیکن۔ یہ حقیقت میں
مراکشی خط تھا کوئی جداگانہ قسم نہ تھی۔ اور یہی علامہ ابن خلدون کی رائے ہے۔ خط
قیروانی (قیروان صدر تھا) یہی کہلاتا تھا۔

اہل مغرب نے ابجد قدیم کے رسم الخط میں یہ ترمیم کی ہے۔

۱۔ گ گ (تین نقطے اوپر تین نیچے) اس کا نام گاف بربری ہے۔

۲۔ جشر (تین نقطے ع کے اوپر)

۳۔ ڤ (تین نقطے اوپر)

بلاد مغرب میں تین قسم کی کتابت ہے۔

خط تونسی (ٹونس) مشرقی خط سے مشابہ ہے۔ ف۔ اور ق پر نقطے مغربی قسم کے ہیں
خط الجزائری۔ (الجیریہ) چھوٹے چھوٹے دائرے ہیں۔ پیچیدگی ہے۔ اس کا

ملک المغرب۔۔ مصنف سعید شاکر عبادہ مطبعہ مصر ۱۹۱۵ء

Marfat.com

پڑھنا مشکل ہے۔

۴۔ خط فاسی (فیز) یہ خط نمبر ایک اور نمبر دو سے ممتاز ہے

یہ ملک چونکہ فرانس کی سیادت میں ہیں لہٰذا اہل مغرب میں فرانسیسی خط بھی جاری

ہو گیا ہے۔

۵۔ سوڈان، زنجبار، حبش، حوسیہ، (Hausa) مڈگاسکر، ملجاشیہ

ان ممالک میں جو خط جاری ہے وہ مغربی خطوط سے ماخوذ ہے اور یہ عربی خط ہے

حبش کا ارتباط عربوں سے نہایت قدیم ہے۔ نجاشی فرمانروائے حبش نبی کریم اور

مسلمانوں کا صادق دوست تھا۔

ان ممالک میں عربی خط عہد اسلام سے پھیلا ہے۔ البتہ رسم الخط ثقیل ہے

باشندوں کی جسامت کی طرح خط بھی بھاری بھرکم ہے

حوسیہ کا علاقہ مغربی سوڈان کے ماتحت ہے اور ترقی کر رہا ہے

ادب اور شاعری کا مذاق پیدا ہو گیا ہے۔ رسم الخط عربی ہے اور مڈگاسکر

عام تجارتی خط عربی ہے۔

۶۔ اندلس (اسپین)

اندلس مرحوم کا یہاں تاریخی حیثیت سے [illegible]

ممالک مغرب کا دار الخلافہ اندلس [illegible]

یوں کر خط اندلسی یا خط قرطبی [illegible]

شامل ہو گیا۔ اندلس [illegible]

خط میں [illegible]

۷۔ مملکت روس

اس کے ماتحت قازان کے صوبہ میں جہاں اسلامی آبادی ہے۔ وہاں عربی رسم الخط جاری ہے۔ اور یہی حال دوسرے صوبوں کا بھی ہے جہاں مسلمان آباد ہیں

۸۔ فرانس

فرانس پر اسلامی قبضہ ایک دلچسپ تاریخی بحث ہے۔ لیکن افسوس ہے کہ آج تک کسی مسلمان پروفیسر تاریخ نے اس مضمون پر کچھ نہیں لکھا حالانکہ فرنچ لٹریچر میں اس کا کافی مواد موجود ہے۔

ہمارا موضوع علم خط ہے لہٰذا اس سلسلہ میں ضمناً "اسلامی حکومت فرانس" پر چند سطریں لکھی جاتی ہیں۔

شمس العلماء مولانا شبلی نعمانی مرحوم فرماتے ہیں۔

وہ نیزۂ خونفشاں جو چل کر
ٹھہرا تھا فرانس کے جگر پر

یہ اس تاریخی واقعہ کی طرف اشارہ ہے۔ خلفائے اندلس (بنی امیہ) نے جب جنوبی فرانس پر عہد شارل مارٹل میں اضلاع نربونہ (Narbonne) طولوز (طلوشہ Toulouse) قرقشون (قرقشونہ Carcassonne) نیم (نیمہ Nimes) اور [illegible] کی سکونت اختیار کی ہے تو اس صوبہ میں عربی تمدن کا نہایت سرعت [illegible] اور عربی خط جاری ہو گیا۔

[illegible] کے بعد فتوحات میں مزید وسعت ہوئی اور برغونیہ اینیون وغیرہ پر قبضہ ہوا

[illegible] مرحوم کا الاستبصار الخط العربی مصنفہ سید قناع عیادہ مطبوعہ مصر ۱۹۱۵ء

Marfat.com

اور نہر غارون (Garonne) عبور کر کے بر ڈو (Bordeaux) تک فتح کر لیا
پھر بحر الابیض متوسط میں نہر رون اور بحر محیط میں نہر غارون تک پہنچ گئے۔ اور اس حصہ ملک
میں قرآن کریم کی تعلیم جاری کی جس کا علم الخط پر خاص اثر پڑا۔

جب اس قدر ملک پر تسلط ہو گیا تو شہر انگولیم (Angoulême) کونیاک
(Cognac) پواتیہ (Poitiers) پر قبضہ کر کے مشہور تاریخی مقام تور (Tours) لے
لیا جو نہر لوار (Loire) پر واقع ہے۔ ان فتوحات سے دولت فرانس کا نصف
حصہ مسلمانوں کے قبضہ میں آگیا۔

جب تور سے مشرق میں دیجون (Dijon) اور بزانسون (Besançon)
تک قبضہ ہو گیا تو اب فرانس شمالی اور جنوبی دو حصوں پہ تقسیم ہو گیا۔ اور جنوبی حصہ کامل
طور پر اسلامی مقبوضات میں داخل ہو گیا۔ اس حصہ ملک میں مسلمان کہیں کم اور کہیں
جگہ زیادہ مدت تک آباد رہے۔ اور فرانس کا بڑا حصہ مسلمان ہو گیا۔ اور مسلمانوں نے
اپنی رعایا کی لڑکیوں سے رشتہ ازدواج قائم کیا۔ اور کثیر تعداد میں اولاد چھوڑ گئے جو جنوبی
فرانس کی یہ نئی نسل خط و خال میں عربوں سے اس قدر مشابہ تھی کہ وہ بلا تکلف پہچانے
جاتے تھے۔ اور آج بھی شناخت ہو جاتی ہے۔

مسٹر گبن جو یورپ کا ایک نامور اور مستند مورخ ہے۔ اپنی [illegible]
روما میں (۷۴۲ء کے حالات) لکھتا ہے۔ کہ عرب جبل الطارق [illegible]
لوار تک تقریباً تین سو مرحلہ تک گئے۔ اور فتح یاب ہوئے۔ یہ عرب [illegible]
بڑھ جاتے تو حد ہو تو نیا (مشرقی یورپ) یا جبل [illegible] (انگلستان) [illegible]
جرمنی علاقہ میں انکو ہزار [illegible] عبور [illegible]
یہ عرب دریائے فرات اور نیل عبور کر گئے تھے۔ [illegible]
ٹک ہرٹاسں (لندن) [illegible]

Marfat.com

...تھا۔ اور انگلستان کی حکومت مصر، شام اور تونس کے عربی بیڑوں کا مقابلہ ...کر سکتی تھی

علمائے اسلام کرسیوں پر بیٹھ کر عیسائیوں میں قرآن کریم کا وعظ کہتے تھے۔ اور ...رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیان کرتے تھے۔

جب پیرس (دارالسلطنت فرانس) مسلمانوں سے دو سو چونتیس ۲۳۴ کیلومیٹر باقی رہ گیا ...شارل نے مسلمانوں پر ایک آخری حملہ کیا۔ اور میدان بواتیہ میں زبردست رن پڑا۔ یہ واقعہ ۱۱۴ھ / ۷۳۲ء کا ہے۔ اس معرکہ میں اول مسلمان کامیاب ہوئے لیکن دوسرے حملہ میں انکو شکست ہوئی۔ اور نربونہ (بہ راہ طولوز و قرقسون) واپس گئے کیونکہ نربونہ اس وقت ...مستحکم تھا۔ شارل اُن کو اس جگہ سے بیدخل نہیں کر سکتا تھا۔

اس عہد میں پورے جنوبی فرانس میں عربی کتابت جاری تھی خصوصاً اطراف مارسیلیہ (Marseilles) میں۔

عجائب خانہ نربونہ میں اس وقت تک عربوں کی یادگاریں (ظروف وغیرہ) ...موجود ہیں۔

جبال المور (مقبوضات عرب مراد ہے) اور قسطل سارازین (سراسین) یہ فتوحات ...عرب کے تاریخی لفظ ہیں جو تاریخوں میں محفوظ ہیں۔ قسطل بمعنی حصن (قلعہ) ہے۔ یہ ...نربونہ اور طولوز کے مابین واقع تھا۔

جنگ بواتیہ کے بعد عربوں نے پھر پلٹا کھایا۔ انہوں نے سواحل مرسیلیا ...کیا۔ ۸۸۹ء میں قراقسینیہ (مابین دنیس و طولون) ایک نوآبادی (کالونی) قائم ...دسویں صدی عیسوی تک قابض رہے۔ شادی بیاہ کا سلسلہ جاری ...میں زراعت بھی کی۔

...تارانتیزو (Tarantaise) اور والس (Valais) میں

Marfat.com

اس کے بعد سوئیس میں داخل ہوئے۔

۳۳۱ھ / ۹۴۲ء میں فریجوس (Frejus) اور طولون اور ساحل بحر ابیض متوسط فرانس پر چھا گئے اور حسب ذیل چار حکومتیں قائم کیں۔

۱۔ حکومت دوفینہ (Dauphine)
شمالی بر دو فانس (دریائے رائین کے بائیں جانب)

۲۔ حکومت برغونیہ یا (Bourgogne)
ارض برغونیہ — دوفینہ کے جانب شمال

۳۔ حکومت فرانس کونٹہ

۴۔ حکومت قینا۔ — وسط مغربی فرانس

عربوں کی یہ مہذب حکومتیں تھیں۔ اور اپنے پڑوسیوں میں سب سے زیادہ مہذب تھے۔ فرانسیسی، اسلامی مدارس میں پڑھتے تھے جس کی تصدیق پوپ سیلفسٹر ثانی کے حالات سے ہوتی ہے۔ اسی زمانہ سے فرانس میں عربی علوم [illegible] کا رواج ہوا اور عربی خط جاری ہوا۔ ورنہ اس کے قبل لاطینی حروف [illegible] جاری تھے۔ شعر و ادب میں عربوں کی تقلید تھی۔ اور عربی اشعار یاد کرتے تھے [illegible] صدی عیسوی تک مسلمان فقرا عربی اشعار میں مدائح کہتے تھے۔ اور [illegible] گایا کرتے تھے۔ اہل ملک ان اشعار کا مطلب تو نہ سمجھتے تھے مگر [illegible] عاشق تھے۔ اور ان کو خوب خیرات دیتے تھے چنانچہ عربی خط [illegible] تک [illegible] اطالیہ اور سسلی (صقلیہ) میں جاری رہا۔

فریڈرک ثانی کی قبر پر جو سسلی (بمقام رم) میں [illegible] آجتک یادگار ہے۔

پیرس میں آج بھی نایاب کتابیں عربی کی [illegible]

جاری ہیں۔ اور مستشرقین علمی تحقیقات میں مصروف ہیں۔ یہ سب عربوں کے تصرفات ہیں۔

۹۔ لندن

دولت برطانیہ کا مرکز حکومت لندن ہے صرف مستشرقین عربی زبان میں کیمبرج یونیورسٹی میں عربی کا پروفیسر موجود ہے۔ اور اکثر مطابع میں عربی کتابیں بھی چھپتی ہیں۔ لیکن لندن، فرانس سے دوسرے درجہ پر ہے۔ اور جرمنی فرانس کا مقابلہ کر رہا ہے۔

۱۰۔ جرمنی[1]

جرمن کے اکثر مدارس میں عربی زبان کی باقاعدہ تعلیم ہوتی ہے۔ اور یہاں عربی کے مشہور فاضل موجود ہیں۔ بلکہ ہندوستان کے اکثر کالجوں کیلئے عربی کے پروفیسر جرمنی سے بلائے جاتے ہیں۔ لیزک (جرمنی) کے مطابع عربی کی نادر و نایاب کتابیں طبع کرتے ہیں۔

۱۱۔ ہالینڈ[2]

ہالینڈ مشرقی زبانوں (عربی، فارسی، چینی، سنسکرت) کا مرکز ہے۔ شہر لیڈن کا نامور مطبع برل ہے۔ جس میں نایاب روزگار کتابیں زیادہ عربی کی چھپتی ہیں۔ اور یہاں عربی لکھنے والے بھی موجود ہیں۔

۱۲۔ امریکہ

امریکہ میں بھی عربی اخبارات جاری ہیں۔ اسی مناسبت سے تحریر بھی ہے

---

[1] ... کی ... اس کتاب کے حصہ چہارم کے صفحہ ۱۴ پر ملاحظہ فرمائیے۔
[2] ... (Dr. A. J. ...) ہالینڈ کے باشندے ہیں۔ آپ ۱۹۳۱ء ... اسلامی اسٹڈی کے سلسلہ میں۔

Marfat.com

امریکن سیاح آج بھی بڑے شوق سے عربی اور فارسی کی نادر و نایاب قلمی کتب بڑی بڑی قیمت دیکر خرید لیتے ہیں۔

۱۳۔ جزیرہ جاوا[1] اور ملایا[2]

ملایا والوں نے براہ راست عربوں سے کتابت سیکھی ہے۔ البتہ ابجد کے رسم الخط میں یہ ترمیم کی ہے۔

۱۔ چ = تشا = حرف جیم میں تین نقطے۔
۲۔ ڠ = نجا = حرف غین پر تین نقطے۔
۳۔ ڤ = پا = حرف فے پر تین نقطے۔
۴۔ ڬ = جا = حرف کاف کے اوپر ایک نقطہ۔
۵۔ ڽ = نیا = حرف نون میں تین نقطے۔

یعنی تشا[1]، نجا[2]، پا[3]، جا[4]، نیا[5] یہ پانچ آوازیں ہیں جن کا حروف ابجد میں اضافہ کیا ہے۔

جزیرہ جاوا کی ہجی میں حسب ذیل ترمیم کی گئی ہے۔

۱۔ ص = ح دہ
۲۔ صـ = خ مفتوحہ
۳۔ عـ = ع مفتوحہ
۴۔ غا = ر، غ، ن کی یکجائی آواز۔
۵۔ ڠ = ف کی آواز دیتا ہے۔

دونوں جزیروں میں بخارتی مراسلت عربی خط میں [illegible]

۱۴- ایران امیر تیمور اور آل تیمور کے عہد میں

یہ امر حیرت انگیز ہے کہ چنگیز خاں کے عہد سے امیر تیمور (۷۷۱ھ لغایت ۸۰۷ھ) تک فارسی علم ادب نے بڑی ترقی کی اور اسی زمانہ میں بہترین تاریخی تصنیفات ہوئیں اور نامور علما پیدا ہوئے۔

امیر تیمور اگرچہ بحیثیت سپاہی تھے۔ لیکن علم و فن کے مربی تھے۔

میر علی تبریزی کی شہرت امیری کے زمانہ میں ہوئی۔ اور امیر کے چاروں شاہزادے جہانگیر سلطان، عمر شیخ سلطان، میران شاہ گورگان اور میرزا شاہ رخ مشہور خطاط تھے۔ اور شاعری سے بھی ذوق تھا۔ اور یہ جوہر ان کی اولاد میں بھی باقی رہا۔ چنانچہ شاہزادہ بایسنقر بن شاہ رخ میرزا متوفی ۸۳۷ھ شش قلم تھے انکے کتب خانہ میں چالیس خطاط ملازم تھے جو کلام مجید اور قلمی کتابیں لکھا کرتے تھے۔ اور جعفر تبریزی (شاگرد رشید میر علی تبریزی) ان سب کے افسر تھے۔

ابراہیم سلطان بن شاہ رخ میرزا بھی خوشنویس تھے۔ یزدی نے ظفر نامہ، ان کے حکم سے لکھا ہے۔

بایزید بن میرزا بایسنقر بن شاہرخ کے مصاحبوں میں مولانا سیمی تھے جن کو مورخین نے اعجوبہ زماں و نادرہ دوراں لکھا ہے۔

سکندر میرزا بن عمر شیخ کے دربار میں مولانا معروف بغدادی ایک خطاط تھے اصفہان پہنچکر میرزا کے کتب خانہ میں داخل ہوگئے۔ ان کی روانی قلم کا یہ عالم تھا کہ صبح سے شام تک ڈیڑھ ہزار بیت لکھ لیتے تھے۔ ایک مرتبہ جب ان کا امتحان کیا گیا تو سارے دربار کو حیرت ہوگئی۔

امیر تیمور کی نسل میں ظہیر الدین بابر بادشاہ اور انکی اولاد کے عہد میں جو مشاہیر

خطاط ہوتے ہیں اُن کا تذکرہ دہلی اور آگرہ کے سلسلہ میں لکھا جائے گا۔

یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ عہد چنگیز خاں میں خط رقاع اور نستعلیق[1] نے بڑی ترقی کی تھی۔ عہد ہلاکو خاں میں علامہ خواجہ نصیر الدین طوسی[2] جمیع خطوط کے ماہر تھے

۱۵۔ ایران کے دوسرے خاندان

مشہد اور اصفہان کے بعد خطاطی کا تیسرا مرکز شیراز (صدر صوبہ فارس) تھا اور لطف یہ ہے کہ خود فرمانروایان شیراز اہل فن تھے۔ چنانچہ خاندان اتابکان میں ابوبکر بن سعد زنگی (ممدوح سعدی شیرازی ۶۲۳ھ تا ۶۵۸ھ) اور خاندان مظفری میں شاہ منصور بن سلطان مظفر (ممدوح خواجہ حافظ شیرازی ۷۱۳ھ تا ۷۹۵ھ) اور سلطان اویس (۷۵۷ھ تا ۷۷۶ھ) نستعلیق کے استاد تھے۔ اور خواجہ عبد الحی ہفت قلم سلطان اویس کے شاگرد تھے۔

دور سلاجقہ (شاخ کرمان، عراق، ایشیائے کوچک) میں بھی خطاطی کی ترقی ہوئی۔

خواجہ حسن نظام الملک طوسی، وزیر ملک شاہ سلجوقی (متوفی ۴۸۵ھ) نستعلیق اور رقاع کے استاد تھے۔

سلطان سنجر سلجوقی کے عہد میں سیف الدین اسفرنگی مشہور خطاط گزرے ہیں۔

---

[1] علامہ ابو الفضل کی رائے صحیح معلوم ہوتی ہے۔ ملاحظہ ہو ذکر میر علی تبریزی [illegible]

[2] علامہ خواجہ نصیر الدین طوسی ۵۹۷ھ میں طوس میں پیدا ہوئے [illegible] میں وفات [illegible] روضات الجنات فی احوال العلماء والسادات صفحہ ۶۰۵۔

Marfat.com

۱۶۔ کردستان

کردوں کی زبان بالکل جداگانہ ہے۔ لیکن ان کا خط زمانہ دراز سے عربی ہے
کردی ابجد میں عربی سے پندرہ اور فارسی سے چار حروف (پ، چ، ژ، گ) لئے گئے ہیں۔ اس خط میں (ف) پر تین نقطے لگائے جاتے ہیں۔ اور حرف (ی) کی آواز انگریزی حرف V (وی) سے مشابہ ہے۔ عربی کے حروف ث، ذ، ض، کردی ابجد میں نہیں ہیں۔

۱۷۔ افغانستان

ایران کے بعد افغانستان بھی گہوارۂ اسلام ہے۔ اور افغانی فطرتاً مجاہد ہیں موجودہ افغانستان برسوں کے بعد بیدار ہوا ہے۔ البتہ ہز مجسٹی **نادر خاں** فرمانروائے افغانستان کا واقعہ شہادت، افغانیوں کے دامن پر ایک بدنما دھبہ ہے لیکن حضرت **ظاہر خاں** غازی (المتوکل علی اللہ) کے عہد حکومت میں اگر انہوں نے امن و سکون سے کام لیا تو یہ عہد بھی اُن کے حق میں خیر و برکت کا باعث ہوگا۔ تمدن و معاشرت، صنعت و حرفت اور علوم و فنون میں افغانستان ترقی کر رہا ہے۔ دفاتر کی زبان فارسی ہے۔ لیکن بول چال پشتو ہے۔ جس کا لہجہ نہایت سخت ہے۔

افغانستان میں جو ابجد جاری ہے اس میں چوالیس حروف ہیں جو نسخی کہلاتے ہیں اور بعض حروف کی صورتیں اور آوازیں مختلف ہیں۔

مثلاً

ٹ ۔ تائے مضعفہ ۔ tt (دوہری آواز)

څ ۔ تس یا تز ۔ ts ۔ tz

۳- خ = ح- دس یا دز dz
۴- ڈ = د- دوہری آواز dd
۵- ڑ = ر- دوہری آواز RR
۶- ز = ستہ ز (ایک نقطہ اوپر ایک نیچے) zz
۷- ن = ش یا خ- رائے مضعفہ RR

سلاطین غوری میں ملک معزالدین محمد بن سام، نہایت زود نویس اور خوشنویس تھے۔

سلطان محمد خنداں سلطان علی مشہدی کے شاگرد رشید تھے۔ نستعلیق کے استاد مانے جاتے تھے۔

میر عبدالرحمٰن ہروی نستعلیق کے استاد تھے۔ ان کا شمار آقا عبدالرشید دیلمی کے ان خاص شاگردوں میں ہے جن پر آقا کی خاص توجہ تھی۔

آقا سید محمد داؤد الحسینی، عہد حاضرہ کے مشہور خطاط گزرے ہیں خط نسخ میں کمال حاصل تھا۔ چنانچہ گلستان کا دیباچہ جس میں پانچسو پچپن کلمات اور ۲۲۷۰ ہزار دوسو ستر حروف ہیں اس باکمال نے ایک انچ کاغذ پر تحریر کئے ہیں

افغانستان میں باکمال خوشنویسوں کے علاوہ اور بھی صاحب کمال خوشنویس گزرے ہیں جنکے حالات باوجود تلاش کے دستیاب نہ ہوسکے۔ متذکرہ بالا خوشنویسوں کی قلمی وصلیاں یا اُن کے فوٹو حاصل کرنے کیلئے جناب ... افغانستان کی خدمت میں کئی عریضے روانہ کئے مگر ناکامیابی ہوئی جس کا ... اگر کسی ذریعہ سے یہ دستیاب ہوگئے تو اگلے ایڈیشن میں شائع ہوسکیں گے

پامیر

پامیر کے باشندے اپنی زبان کو ...

…یر کا قومی خط پہلوی تھا۔

۱۹۔ بلوچستان اور مکران

بلوچی ابجد عربی ہے۔ لیکن اس میں فارسی سے چار حرف (پ، چ، ژ، گ) اور ہندی سے تین حرف (ٹ، ڈ، ڑ) کا اضافہ کیا گیا ہے۔

۲۰۔ ہندوستان[1]

ہندوستان کا مشترکہ خط اردو[2] (اردو رسم الخط، عربی، (شاخ تعلیق) فارسی سے ماخوذ ہے) اور ہندی[3] (ہندی کا ماخذ سنسکرت) ہے۔ ایک زمانہ میں عربی اور فارسی بھی ہندوستان میں مروج تھی جسکا اثر اب بھی کچھ کچھ باقی ہے۔ جغرافی تقسیم کے مطابق ہندوستان میں متعدد زبانیں اور اُن کی مختلف ابجدیں اور رسم الخط مروج ہیں جن میں سے اکثر زبانوں کی ابجدیں اور رسم الخط میں نے اس کتاب کے حصہ چہارم میں لکھی ہیں۔ ان پر مختصر اور مفید نوٹ بھی لکھے ہیں۔

اُردو تمام ہندوستان کی مقبول عام زبان ہے، اور ہندوستان کے ہر گوشہ میں اس کے جاننے والے ہیں۔ اور یہ جس سرعت سے لکھی جاتی ہے اس کی نظیر دوسری زبانوں میں نہیں ہے۔ اور یہ فی نفسہٖ شارٹ ہینڈ کا درجہ رکھتی ہے۔

---

[1] ہندوستان کی مردم شماری کی اخیر رپورٹ سے واضح ہے کہ ہندوستان میں دو سو پچیس (۲۲۵) زبانیں بولی جاتی ہیں جس ملک میں اس قدر زبانیں بولی جاتی ہوں اُنکی کتابت کی صحیح تاریخ لکھنا ناممکن اور محال ہے۔ … ہندوستان کی تاریخوں سے پتہ چلتا ہے کہ ہندوستان کے مشہور راجہ … سے قبل ہندوستان میں اردو کی بنیاد پڑ چکی تھی۔ چنانچہ پرتھوی راج کے

(… ۱۲/۱۱/۱۹۰۰ …)

Marfat.com

خاص درباری شاعر چند بردائی کے کلام سے ظاہر ہوتا ہے۔

اس کے علاوہ بعض محققین کا خیال ہے کہ محمود غزنوی کے حملوں کے بعد ہندوستان کے بڑے بڑے شہروں میں اردو مروج ہوئی۔ اردو آجکل ہندوستان کی خاص زبان سمجھی جاتی ہے اسی لئے جرمنی، جاپانی، افغانی اور کئی حکومتوں نے اُردو کورس اپنے مدارس میں جاری کر دئے ہیں کہ ہندوستان کی تجارت میں اس کے ذریعہ مدد مل سکے۔

ہندوستان میں مہاراجہ بکرماجیت (۵۶ برس قبل مسیح) کے عہد میں درباری زبان سنسکرت (دیو بانی یا زبان الٰہی) اور بازاری زبان پراکرت (طبعی، غیر مہذب) تھی جس کا ثبوت ملک الشعرا کالیداس کا ناٹک شکنتلا ہے۔ اس کے بعد بدھ مذہب کی ترقی سے مگدھ دیس کی پراکرت کا ہندوستان میں عروج ہوا اور یہ حالت دسویں صدی عیسوی تک قایم رہی۔ شہاب الدین غوری کے عہد ۱۱۹۱ء میں ملک کی تقریری زبان پراکرت درجہ سے گر کر ہندی بھاشا ہو چکی تھی۔ (جس کا دوسرا نام برج بھاشا ہے) مگر جب ترکی، افغانی اور ایرانی نسلوں سے ہندوؤں کا میل جول ہوا تو بھاشا میں فارسی، عربی الفاظ داخل ہو گئے جس کی نظیر چند کوی شاعر کی کتاب "پرتھی راج راسا" ہے۔ اس کے بعد خلجیوں کے عہد میں حضرت امیر خسروؒ (المتوفی ۱۳۲۵ء) نے اپنی تصانیف کے ذریعہ اس کو اور ترقی دی۔

۱۴۸۸ء بہلول لودھی کے عہد میں ہندوؤں خصوصاً کائستوں نے فارسی میں مہارت حاصل کی۔ اور شاہی دفاتر میں بڑے بڑے عہدوں پر فائز ہوئے۔ گویا اس دور میں تمام ہندوستان کی [illegible] زبان پر عربی اور فارسی کے الفاظ کی حکومت تھی۔ اور ہندی نظم کا رنگ بھی غالب تھا۔ چنانچہ کبیر داس [illegible] گورونانک صاحب کی تصانیف اور بابا تلسی داس کی رامائن وغیرہ۔

بابر خصوصاً اکبر اعظم کے عہد میں مسلمانوں نے سنسکرت اور بھاشا میں [illegible] کی رامائن۔ شاہزادہ دانیال اور عبدالرحیم خانخاناں کی بھاشا [illegible] کی اعلیٰ نظموں پر انعامات دیکر شاعروں کی حوصلہ افزائی کرتے تھے۔ [illegible] دور کے بھاشا زبان کے مشہور شاعر گزرے ہیں [illegible]

Marfat.com

ہندوستان کی کئی ابجدیں مثلاً پالی، ماگدھی وغیرہ باوجود بسیار تلاش اور جستجو کے دستیاب نہو سکیں۔ اس لئے مجبوراً بعض زبانوں کے رسم الخط ہی لکھنے پر اکتفا کی گئی۔

۳۸۔ لکھنؤ اور خطاطی

دولت مغلیہ کی وزارت کا شرف اول ناظمان (صوبہ داران) اودہ کو حاصل ہوا جو ترقی کے مدارج طے کر کے پہلے وزیر اودہ کہلائے۔ اور نواب غازی الدین حیدر خاں کے عہد (سنہ ۱۸۱۹ء) میں شاہ اودہ ہو گئے۔

اگرچہ یہ مسلمہ اصول ہے کہ خود وزرار، اپنی گورنمنٹ میں باعث ترقی ملک دولت ہوتے ہیں۔ اور علوم و فنون کی اشاعت وزرار کی ذات سے ہوا کرتی ہے لیکن شاہان اودہ، قدم قدم پر دولت مغلیہ کے مقلد تھے۔ اور وہ اپنے دارالسلطنت فیض آباد و لکھنؤ کو دہلی کا نمونہ بنانا چاہتے تھے۔ چنانچہ اسی ضرورت سے دہلی کے اہل کمال، لکھنؤ

(بقیہ صفحہ ۱۲۴) شاہجہاں کے عہد سنہ ۱۶۴۸ء میں یہی زبان ترقی کر کے اردوئے معلّٰی کے خطاب سے ممتاز ہوئی جو آج تک گورنمنٹ برطانیہ کے عہد میں بھی مروج ہے اور ملک کی عام زبان سمجھی جاتی ہے۔ بلکہ گورنمنٹ برطانیہ کے حکومت کے ابتدائی دور میں مسٹر فرگسن اور جنرل ولیم پاٹرک کی لغات اردو کا خاص تصانیف میں شمار ہوتا ہے جو سنہ ۱۷۷۳ء اور سنہ ۱۷۸۵ء میں بمقام لندن شایع ہوئی تھیں۔ اس کے بعد انیسویں صدی میں بمقام کلکتہ (دارالسلطنت ہند) فورٹ ولیم میں اردو کا بیت الحکمت قایم ہوا۔ اور ڈاکٹر جان گلکرسٹ اس کے سکریٹری مقرر ہوئے۔ انہوں نے ہندوستان کے ادیب جمع کر کے اردو کی بہترین تصانیف جیاد اور طبع کرائیں۔ گورنمنٹ برطانیہ کے عہد (سنہ ۱۸۳۵ء) میں شاہی دفتر فارسی سے اردو ہو گیا اور ... رواج عام پایا۔ اقتباس از نظام الملک طوسی مصنفہ جناب مولانا محمد عبد الرزاق صاحب مورخ کانپوری ... قاضی نصیر محمد۔ مطبوعہ کلکتہ

Marfat.com

میں جمع کیے گئے۔ اور شاہانہ قدردانیوں سے وہ لکھنؤ کے ہو رہے۔ اور یہ واقعہ ہے کہ لکھنؤ نے انتہائی ترقی کی اور مشرقی تہذیب و تمدن کا وہ بہترین اور آخری نمونہ تھا جو تمدن کے بعض شعبوں میں دہلی پر فوق لیگیا۔ یہ ایک دلچسپ تاریخی بحث ہے لیکن اس موقع پر مجھے صرف یہ دکھانا ہے کہ فی الحقیقت لکھنؤ خطاطی کا (لاہور۔ آگرہ۔ دہلی کے بعد) چوتھا مدرسہ تھا۔

مغل فرمانرواؤں کا یہ نصب العین تھا کہ وہ ولی عہد اور سلاطین کی تعلیم میں انتہائی سعی کرتے تھے۔ عام تعلیم اور فنون سپہ گری کے بعد انکو خطاطی خاص طور پر سکھائی جاتی تھی۔ اور جو اتالیق مقرر کیا جاتا تھا اس کے لئے خوشنویس ہونا لازم تھا۔ اور اگر اتفاق سے معلم اس صنعت سے خالی ہوتا تو تعلیم خط کے لئے کوئی نامور خطاط مقرر کیا جاتا تھا۔

علاوہ بریں اُس زمانہ میں چھاپہ خانے نہ تھے۔ قدیم و جدید تصنیفات کی کتابت کے لئے نامور خطاط تلاش کئے جاتے تھے۔ اور شاہی کتب خانہ میں کافی تعداد میں خوشنویسوں کا مجمع رہتا تھا۔ جن پر ایک نامور خوش نویس افسر ہوتا تھا۔ جسکی تقلید ارکان سلطنت بھی کرتے تھے۔ تیسری اشد ضرورت یہ تھی کہ دفتر انشار (سکرٹریٹ) میں کوئی صیغہ دار (یا کلرک) اس وقت تک مقرر نہ ہوتا تھا۔ جب تک کہ وہ خوشنویس ہو۔ اور [illegible] ایک فرمان نویس یا سند نگار بھی ہوتا تھا جو اپنے زمانہ کا استاد ہوتا تھا۔ اور اُسی کے قریب قریب وہ خطاط ہوتا تھا۔ جو ہم عصر سلاطین کے معالات یا [illegible] لکھا کرتا تھا۔ چوتھی ضرورت قصر و ایوان کی آرائش تھی۔ بیش قیمت سامان [illegible] کے علاوہ دیوان عام وغیرہ کی آرائش قلمی تصاویر مرقعوں اور وصلیوں [illegible] جن شاہوں میں مذہبی جذبہ غالب ہوتا تھا۔ ان کے محلات [illegible] نبوی اور اقوال ائمہ و حکما کی وصلیاں [illegible]

بہترین اشعار اور نثر کی وصلیاں بھی باعث زینت قرار پائیں۔ اور اس ضرورت سے وصلی سازی کے بکثرت کارخانے تھے۔ جن میں سادہ، منقش اور طلائی، روپہلی وصلیاں تیار ہوتی تھیں۔ اور زمانہ دراز تک ان کے نقش و نگار میں فرق نہ آتا تھا۔

رفاہِ عام اور دوسری سرکاری ضرورتوں سے تمام ممالک محروسہ میں ہر روز جدید عمارتیں (مساجد، خانقاہیں، پل وغیرہ) بنا کرتی تھیں۔ ان عمارات پر عربی، فارسی کے کتبات مختلف خطوط میں لکھے جاتے تھے۔ (اور اسی سلسلہ میں مہر کنی بھی داخل ہے جس کے لئے خوشنویسی ضروری ہے۔) بہرحال یہ اسباب تھے جن کی بناء پر خطاطی جزو تمدن بنگئی تھی اور فرمانروا فن کتابت کو ترقی دینے پر مجبور تھے۔ اس عہد میں خط ثلث، نسخ، نستعلیق اور شفیعہ جاری تھا۔ اور کہیں کہیں عمارات پر خط کوفی بھی نظر آتا تھا۔ اس مختصر تمہید کے بعد اب ہم اساتذہ لکھنؤ کے مختصر حالات قلمبند کرتے ہیں۔

لکھنؤ میں خطاطی کی تاریخ نواب شجاع الدولہ (جلال الدین حیدر) سے شروع ہوتی ہے۔ جن کا عہد حکومت ۱۱۶۶ھ سے ۱۱۸۸ھ تک رہا۔ یہ اودھ کے تیسرے ناظم اور پہلے وزیر تھے۔

اس زمانہ میں خطاطی کے استاد منشی چندر بھان اور منشی سبح بھان تھے یہ دونوں نستعلیق میں آقا عبدالرشید دیلمی کے شاگرد تھے۔ اور خط شکستہ میں کفایت خاں کے [illegible] ان میں منشی چندر بھان بہت مشہور ہیں۔ برہمن تخلص تھا۔ کتاب چہار چمن ان کی یادگار ہے۔ ۱۰۷۳ھ میں بمقام لکھنؤ فوت ہوئے۔ ان دونوں کی سینکڑوں وصلیاں آجتک موجود ہیں۔

اس عہد کے دوسرے استاد میر محمد عطا حسین خاں مرصع رقم ہیں۔ یہ

Marfat.com

چہار درویش کے مصنف ہیں۔ یہ کتاب نواب شجاع الدولہ بہادر کے حکم سے تصنیف کی تھی۔ جو اردو کی ایک مستند و مقبول کتاب ہے۔ تحسین تخلص تھا۔ یہ محمد باقر طغرا نویس کے صاحبزادے تھے۔ ان کا سلسلہ شاگردی کس استاد سے ملتا ہے تحقیق نہیں ہوا۔ نسخ، نستعلیق اور شفیعہ میں کامل تھے۔

شجاع الدولہ کے بعد نواب آصف الدولہ (محمد یحییٰ مرزا امانی) مسند نشین ہوئے۔ ان کا عہد ۱۱۸۸ھ سے ۱۲۱۳ھ تک رہا۔ اس زمانہ میں خوشنویسی کو لکھنؤ میں بڑا عروج ہوا۔ اور اس کا یہ سبب تھا کہ حافظ نور اللہ[1] اور قاضی نعمت اللہ لاہوری جو آقا عبد الرشید کے سلسلہ شاگردی[2] میں داخل تھے۔ اسی زمانہ میں وارد لکھنؤ ہوئے۔ اور نواب آصف الدولہ نے دونوں کی قدردانی کی۔ قاضی نعمت اللہ کو اتالیقی پر مقرر کیا۔ اور حافظ نور اللہ دفتر انشاء میں افسر ہوئے۔ اور ان دونوں نے فن خطاطی میں وہ ترقی کی کہ لوگ اساتذہ سلف کو بھول گئے۔ حافظ کی وصلیاں ان کی حیات میں ایک ایک اشرفی کو فروخت ہوتی تھیں۔ اور مشقی وصلیاں ایک روپیہ حرف کے حساب سے بکتی تھیں۔ نواب کے حکم سے گلستان لکھنی شروع کی تھی مگر وہ ناتمام رہ گئی۔ یہ گلستان بھی میر عماد کی گلستان کی طرح عدیم المثال ہے۔ البتہ ہفت بند کاشی مشہور ہے جس کو اکثر اہل علم نے دیکھا ہے۔

حافظ کے شاگردوں میں حافظ ابراہیم، یہ حافظ صاحب کے بھانجے تھے، منشی سرب سکھ دیوانہ، میاں وجہ اللہ اور محمد عباس مشہور ہیں۔

---

[1] حافظ نور اللہ نے آقا عبد الرشید کی قلمی ہفت بند کاشی کی نقل کی تھی۔

[2] براہ راست شاگردی نصیب نہیں ہوئی کیونکہ آقا کو فوت ... دہلوی کے تذکرہ سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ ... فائدہ اٹھایا ہو۔

Marfat.com

رو رشید کا درجہ حافظ ابراہیم ہی کو حاصل تھا۔ ابراہیم نے مجتہدانہ کمال پیدا کیا۔ اور جدت کی کہ دوائر حروف میں بجائے مدور کے خفیف سی بیضاویت ملکائی جسکو عام مقبولیت ہوئی۔

کایستوں اور کشمیریوں میں جو نامور خوشنویس ہوئے ہیں ان میں منشی سرب سکھ کے شاگردوں کی تعداد زیادہ ہے۔ اور منشی صاحب کی وصلیاں ہنوز بکثرت موجود ہیں۔

حافظ ابراہیم کے شاگردوں میں، حقیقی جانشین اُنکے صاحبزادے حافظ سعید الدین تھے۔ اور دوسرے نامور شاگرد منشی عبد المجید خریطہ نگار تھے۔

خریطہ نگاری دفتر انشا کی اصطلاح ہے۔ ایسٹ انڈیا کمپنی جو ہندوستان میں دولت برطانیہ کی جانب سے حکمران تھی۔ اس کے وکلا جو دربار اودھ اور قلعۂ معلی دہلی میں حاضر رہتے تھے وہ رزیڈنٹ یا صاحب کلاں بہادر کہلاتے تھے چنانچہ اُن سے جو سرکاری مراسلت فارسی میں ہوتی تھی وہ مراسلے یا شقے خریطہ کہلاتے تھے۔ زرافشاں کاغذ پر جو نہایت سفید چکنا، گھٹا ہوا، اور موٹا ہوتا تھا۔ خریطے لکھے جاتے تھے۔ اور طلائی ٹکیوں سے ان کی رونق دوچند ہو جاتی تھی۔

بعض ہندوستانی ریاستوں میں ہنوز صاحب کلاں موجود ہیں۔ لیکن اب بجائے فارسی کے انگریزی میں مراسلت ہوتی ہے۔ اور خرایط کا کاغذ بھی معمولی رہ گیا ہے۔ عہد قدیم کے خرایط انشا اور کتابت کا اعلیٰ نمونہ ہوتے تھے۔

خیر یہ ایک جملہ معترضہ تھا۔ پچھلے دور میں حافظ ابراہیم کے دو شاگرد بہت مشہور اور فضیلت میں باعث فخر لکھنؤ تھے۔

منشی ہادی علی (ان کے بزرگ دہلوی تھے)، دوسرے منشی پنڈت ضیارام ہادی علی علاوہ نستعلیق کے طغرا نگاری میں بھی فرد تھے۔ ان کے قلم کی کئی کتابیں مطبع میں چھپ کر شایع ہو چکی ہیں۔ منشی شمس الدین اعجاز رقم

Marfat.com

انہیں کے شاگرد رشید تھے۔ چند سال ہوئے کہ [illegible]

فن خوشنویسی پر کئی رسالے لکھے ہیں جو عام طور سے بازاروں میں ملتے ہیں [illegible]

وقت تک کوئی جانشین پیدا نہیں ہوا۔ اور لکھنؤ میں آج جس قدر خطاط ہیں [illegible]

اعجاز رقم ہی کے شاگرد ہیں۔

نسخ نگاروں میں منشی حامد علی تھے۔ یہ بھی حافظ ابراہیم کے شاگرد تھے [illegible]

قاضی نعمت اللہ کے شاگرد رشید انکے بیٹے مولوی محمد اشرف [illegible]

مولوی فضل احمد تھے۔ ان کے شاگردوں کا سلسلہ ابھی باقی ہے۔

ان اساتذہ کے بعد آقا عبدالرشید دیلمی کے مقلدین میں میرزا محمد علی [illegible]

میرزا خیر اللہ فرمان نویس کا درجہ ہے۔ یہ بھی عہد آصف الدولہ [illegible]

ان کی قلمی گلستاں اور کتاب پند نامہ مشہور ہے جو نواب وزیر علی خاں کے [illegible]

لکھی گئی تھی۔

میرزا کے شاگردوں میں نعمت اللہ، خلیفہ بخش اللہ [illegible]

مشہور ہیں۔

خط شکستہ میں میرزا احمد طباطبائی [illegible]

یہ بھی عہد آصف الدولہ میں تھے۔ ان کے علاوہ کتابت [illegible]

خاں، حاجی قاسم، حافظ محمد خورشید، محمد [illegible]

اور محمد بہار اللہ بھی لکھنؤ کے مشہور خطاط تھے۔

اور طبقہ علما میں علامہ تفضل حسین خاں [illegible]

اور شکستہ کے استاد تھے۔ یہ نواب سعادت علی خاں [illegible]

اور انشاء اللہ خاں [illegible]

[illegible]

...سے چھاپائی بھی شروع ہو گئی۔ اور ان کا ذریعہ معاش معلمی اور وصلیاں ... ہو گیا۔ یا شاہزادوں اور امرا کی فرمائش سے کوئی مستقل کتاب اجرت پر لکھا کرتے ... مذہبی کتابیں بھی تھیں مثلاً گلستان، بوستان، مثنوی معنوی، شاہ نامہ ... دیوان حافظ۔ اور اخیر زمانہ میں عاشقانہ مثنویاں بھی لکھائی گئیں جن میں تصاویر ... کا بھی اہتمام ہوتا تھا۔ معمولی معاوضہ کے ساتھ بعض امرا انعام و خلعت بھی عنایت کرتے تھے۔

لیکن جس قدر دولت برطانیہ کی ترقی ہوئی اسی تناسب سے مشرقی تمدن میں ضعف شروع ہوا۔ اور فوٹوگرافی کی ایجاد سے محلات میں وصلیوں کی جگہ فوٹو نصب ہونے لگے۔ بس زوال خط کا یہ دیباچہ تھا۔

اس کے بعد ایسٹ انڈیا کمپنی نے قلعہ فورٹ ولیم (کلکتہ) میں چھاپہ خانہ قائم کیا۔ یہ پہلا موقع تھا کہ نستعلیق ٹائپ بھی ایجاد ہوا۔ اس ٹائپ کے موجد جان ... گلکرسٹ (منیجر مطبع کمپنی) تھے۔ اور یورپین عہدہ داران اور فوجی سپاہیوں کے ... ہیئت ہندوستانی زبان میں تصنیف و تالیف کا سلسلہ بھی جاری ہوا۔ انگریزوں کا اردو زبان پر اگرچہ یہ عظیم الشان احسان تھا۔ لیکن پریس کی ترقی نے حقیقی خوشنویسی کو ... کر دیا۔

اودھ کی سلطنت ہنوز قائم تھی۔ نواب غازی الدین حیدر "۱۲۲۹-۱۲۴۳ھ / ۱۸۱۴-۱۸۲۷ء" نے لکھنؤ میں اعلیٰ پیمانہ پر مطبع جاری کیا جس کا منیجر ارسل نامی یورپین (شاگرد جان ... گلکرسٹ) تھا۔ اس مطبع میں بڑے اہتمام سے ہفت قلزم جیسی نادر کتابیں ٹائپ میں

... مطبع گلدستہ نشاط نے بھی اردو ٹائپ میں بہت کتابیں شائع کیں۔ ایک کتاب قصہ گل باصنوبر ... میں اسی مطبع نے چھاپی ہے جو ... کے کتب خانہ میں موجود ہے۔

Marfat.com

طبع ہوئیں۔ لیکن حسن پرستوں نے ٹائپ کو ناپسند کیا اور یہ حروف قلمی طرح خوش نما نہ ہوئے۔ اس بنا پر شاہی مطبع ترقی نہ کر سکا۔ لیکن شاہی مطبع کی تقلید میں متعدد مطابع قائم ہونا شروع ہوئے۔ حاجی حرمین شریفین اور حاجی مصطفی خان نے الگ الگ مطبع قائم کئے۔ مصطفائی مطبع نے طویل عمر پائی۔ اور نادر کتابیں چھاپیں۔ ان کتابوں کا کاغذ دیسی تھا جو کالپی وغیرہ میں تیار ہوتا تھا۔ جو خوشنویس خانہ نشین ہو گئے تھے، ان کو بہ منت رضامند کیا گیا۔ اور کاپی نویسی کا آغاز ہوا۔ اور اہل مطابع میں تجارتی مقابلے شروع ہو گئے۔ اس ترکیب سے مردہ خوشنویسی پھر زندہ ہو گئی۔ جس مطبع کے خطاط زیادہ ذی علم، مستند اور نامور تھے وہ مطبع زیادہ کامیاب ہوا۔ منشی ہادی علی بھی اسی عہد کے نامور استاد تھے۔ اجرائے مطابع سے خوشنویسوں کی معاش کی صورت تو نکل آئی۔ لیکن اب وہ خطاطی نہ تھی جو اس کے قبل تھی۔ کیونکہ جو استاد تمام دن میں صرف ایک وصلی لکھتے تھے اب انکو مجبوراً کم از کم آٹھ صفحے لکھنے پڑتے تھے۔ سب سے آخر میں منشی نولکشور کا مطبع قائم ہوا۔ لفٹنٹ گورنر الہ آباد نے ترجمہ تعزیرات ہند چھاپنے کیلئے پیشگی رقم دیکر یہ مطبع قائم کرایا تھا۔ اسی ایک کتاب سے منشی صاحب مالا مال ہو گئے اور ان کا مطبع تجارتی حیثیت سے ہندوستان میں سب سے بڑا مطبع سمجھا گیا۔ اور اس نے [illegible] علوم عربی اور فارسی کو زندہ کر دیا۔ البتہ صحت کا انتظام نہ ہو سکا۔ [illegible] میں منشی اشرف علی اشرف، منشی امیر اللہ تسلیم، منشی کالکا پرشاد [illegible] منشی گوبند پرشاد فضا اور منشی شمس الدین اعجاز رقم مشہور کاتب تھے [illegible] لکھی ہوئی کتابوں کے صدہا پتھر ہنوز مطبع میں موجود ہیں۔ جب ضرورت [illegible] تو دوبارہ انہیں پتھروں سے پھر کتاب چھپ جاتی ہے [illegible] اور اخلاق جلالی (نوشتہ کالکا پرشاد موجد) اسی قسم کی [illegible]

Marfat.com

لکھنؤ کے بعد کانپور میں مطبع مسیحائی قایم ہوا یہ بھی خوب چھاپتا تھا۔ اس مطبع کا مالک ایک عیسائی مسمی آرچر تھا۔ یہ کلکتہ کا تعلیم یافتہ تھا۔ جب اس مطبع کی شہرت ہوئی تو شاہ اودھ نصیر الدین حیدر نے اسکو لکھنؤ میں طلب کرکے شاہی مطبع کا منیجر مقرر کیا۔ ۱۸۴۳ء میں لکھنؤ میں بارہ غیر سرکاری مطابع تھے۔ دوسرا مطبع کانپور میں حاجی محمد حسین کا تھا۔ اس کے بعد حافظ حاجی عبدالرحمٰن نے کانپور میں مطبع نظامی قایم کیا۔ حافظ صاحب حاجی مصطفیٰ خاں کے چھوٹے بھائی اور تربیت کردہ تھے۔ اس مطبع نے بھی بڑا عروج پایا۔ صحت میں مطبوعات نظامی پریس ضرب المثل تھیں۔ اور منشی رحمت اللہ رعد کا نامی پریس اخیر میں سب پر فوق لیگیا۔ اس مطبع کا نامور خطاط منشی بالک رام گہر لکھنوی تھا۔ لکھنؤ اور کانپور کے بعد دہلی اور آگرہ کے مطابع ہیں۔ مطبع مفصلیٹ گزٹ آگرہ (سرسید احمد خاں مرحوم نے اپنا رسالہ "اسباب بغاوت ہند" غدر ۱۸۵۷ء اسی مطبع میں طبع کرایا تھا) مطبع مفید عام آگرہ۔ مطبع الٰہی آگرہ۔ اور مطبع مجتبائی دہلی کا نام لینا کافی ہے۔ علاوہ بریں غدر ۱۸۵۷ء کے قبل اور اس کے بعد دہلی میں جو مطبع تھے۔ ان کے کارنامے بھی یاد رکھنے کے قابل ہیں۔ لیکن وہ زمانہ قریب ہے جب قدیم خوشنویسی فنا ہو جائیگی کیونکہ ہندی کے مقابلہ میں اردو اسوقت تک کامیاب نہیں ہو سکتی ہے جبتک نستعلیق ٹائپ کا عام رواج نہ ہو۔

حتی الوسع زمانہ حال کے اساتذہ کی وصلیاں جمع کرنے کی ضرورت ہے تاکہ تمائز بھی یادگار رہیں۔ چنانچہ احقر کے پاس قدیم اور جدید اساتذہ کی وصلیاں کثیر تعداد میں موجود ہیں۔ بلکہ چند مشہور اساتذہ کی وصلیوں کے فوٹو بلاک اس کتاب کے حصہ چہارم میں موجود ہیں۔ ان کے علاوہ اگلے ایڈیشن میں اور وصلیوں کے بھی فوٹو شایع کئے جائینگے۔

Marfat.com

۳۹۔ دولت مغلیہ میں علم خط کی ترقی

دارالسلطنت دہلی اور دارالسلطنت اکبرآباد (آگرہ)

۱۔ ظہیر الدین محمد بابر

۹۳۲ھ لغایت ۹۳۷ھ

بابر کے قبضہ سے قبل، ہندوستان میں اسلامی تہذیب و تمدن کی تکمیل نہیں ہوئی تھی۔ اگرچہ سلاطین ماسبق نے بہت کچھ ترقی کی تھی۔ لیکن پھر بھی ہندوستان جنت نشان بابر کو یاد کر رہا تھا۔ اس عہد میں جو ظلمت تھی، اس کی تفصیل تزک بابری میں قابل ملاحظہ ہے۔ عہد بابر میں صنعت حرفت، زراعت، تجارت علوم و فنون، معاشرت اور خانگی زندگی میں کافی ترقی ہوئی۔ جس کی یہاں کے باشندوں نے تقلید کی۔ اور تہذیب دفاتر کے سلسلہ میں علم الخط کی بنیاد بھی (پڑی)۔

بابر خود بھی خوشنویس تھے۔ اور ان کا سلسلۂ شاگردی میر علی تبریزی سے (ملتا ہے)۔ ترکی خوب لکھتے تھے اور ایک خاص خط کے موجد بھی تھے جو ان کے نام سے (خط) بابری) مشہور ہے۔ عہد ہمایوں میں خط بابری کے مشہور استاد [illegible] عبدالحی مشہدی اکبرآبادی تھے۔

بابر[1] کے بعد انکی نسل میں اول سے اخیر تک شاہزادے [illegible]

---

[1] اس دور سے پہلے کے مشہور خوشنویس یہ تھے۔

۱۔ مولینا محمد کاتبی بمصنف کتابت سے کاتبی کہلائے شاعر بھی تھے [illegible]
استرآباد میں دفن ہوئے۔

۲۔ مولانا خواجہ عبداللہ [illegible] (ملاحظہ کیجئے)

ہیں۔ اور نہ صرف شاہزادے بلکہ شاہزادیاں بھی خوشنویس تھیں جن کی لکھی ہوئی سیکڑوں وصلیاں ہنوز موجود ہیں۔ اور ان کا جداگانہ تذکرہ لکھا جا سکتا ہے۔
۔ گلبدن بیگم۔ ۲۔ جہاں آرا۔ ۳۔ نورجہاں۔ ۴۔ زیب النساء وغیرہ اسی طبقہ میں داخل ہیں۔

۲۔ نصیر الدین محمد ہمایوں
۹۳۷ھ لغایت سنہ ۹۶۳ھ

بابر نے اپنے عہد حکومت میں ترقی کی جو داغ بیل ڈالی تھی۔ ہمایوں نے اسکی تکمیل میں سعی کی، اس عہد کے نامور خطاط خواجہ سلطان علی تھے جنکو شہنشاہ اکبر نے اپنے زمانہ میں افضل خاں کا خطاب دیا تھا۔

۳۔ جلال الدین محمد اکبر
۹۶۳ھ لغایت سنہ ۱۰۱۴ھ

شہنشاہ اکبر کا عہد حکومت دولت مغلیہ کا عہد زریں ہے۔ اس دور میں ہندوستان نے کس قدر ترقی کی اسکی تفصیل کیلئے تصانیف علامہ ابوالفضل خصوصاً آئین اکبری

بقیہ حاشیہ نمبر (۱۳) بیانی تخلص تھا۔ متقن وندارت کی خط تعلیق کے استاد تھے۔ سنہ ۹۲۲ھ میں وفات پائی۔
۳۔ مولانا ضیاء الدین یوسف بن مولانا عبدالرحمن جامی علی الکاتب کی روش پر لکھتے تھے نستعلیق کے استاد تھے۔ ان کا شمار حلقۂ علماء میں ہوتا ہے۔ شرح جامی انہیں کے واسطے مولانا نے لکھی تھی۔ ... سنہ ۹۰۰ھ میں انتقال کیا۔
آئین اکبری کا سب سے بہتر مطبوعہ نسخہ وہ ہے جس کو سرسید احمد خاں بہادر نے بعد تحشیہ دہلی میں طبع ... ہے۔ اب یہ نسخہ نایاب ہے۔

ملاحظہ طلب ہے۔

اکبر اعظم اگرچہ برائے نام لکھے پڑھے تھے۔ لیکن خدا نے انکو شاہانہ دماغ عطا کیا تھا۔ وہ نئی نئی تجویزیں سوچتے تھے۔ جس کی تکمیل وزرائے دولت کرتے تھے۔

شاہان اسلام میں خلیفہ ہارون الرشید عباسی کے بعد جن فرمانرواؤں کو قابل ترین عنداریہ میسر آئے تھے ان میں ایک اکبر بھی تھے۔

اس عہد میں بھی نامور خطاط پیدا ہوئے۔ جنکو اکبر نے جاگیر، منصب اور خطابات سے سرفراز کیا۔ اور دفتر انشا میں مختلف عہدوں پر مقرر کر کے ان کی حوصلہ افزائی کی اس عہد کے مشہور خطاط حسب ذیل ہیں۔

۱۔ محمد اصغر ہفت قلم | یہ کاتب اشرف خاں کے نام سے مشہور تھے عرب کے سید تھے۔ خاص خاص فرامین لکھتے تھے۔ اکبر کے میر منشی اور ہفت قلم تھے خط تعلیق کے خاص استاد اور طبقۂ امراء میں داخل تھے ۹۸۳ھ میں انتقال کیا۔

۲۔ خواجہ عبدالصمد شیریں قلم[1] | خواجہ نظام الملک وزیر شاہ شجاع شیرازی کے بیٹے تھے۔ نستعلیق کے استاد اور مصور بھی تھے یہ شاعر بھی تھے [illegible] میں پیش کرنے کے لئے بڑی محنت سے تیار کی تھی جس پر رباعی تھی [illegible]

میلم بہ شراب ناب باشد دایم ✤ گوشم بہ نے و رباب باشد دایم
گر خاک مرا کوزہ گراں کوزہ کنند ✤ آں کوزہ پر از شراب باشد [illegible]

۳۔ علامہ میر فتح اللہ شیرازی | اکبری نورتن میں میر فتح اللہ کا شمار [illegible] ہر علم و فن کی مجلس میں یہ صدر نشین تھے۔ خوشنویسی آپ کے کمالات کا ایک ادنیٰ [illegible] سنہ ۹۹۰ھ میں بمقام کشمیر انتقال کیا۔

[1] یہ ہمایوں کے دربار کے خوشنویس تھے اور اکبر کے عہد میں چہار صدی منصب [illegible] چاول کے خشخاش کے دانے پر سورۂ اخلاص لکھی تھی اکبر نامہ صفحہ ۹۹ [illegible]

Marfat.com

[illegible] رقم [illegible] کے استاد تھے۔ اکبر نے زرین رقم کا خطاب
دیا [illegible] ان کو جادو رقم لکھا ہے [illegible] اپنے استاد مولانا
[illegible] مظفر علی کے ہم پلہ سمجھے جاتے تھے۔ اکبر کے حکم سے آئین اکبری
[illegible] تصویریں بنائی تھیں۔ اس نسخہ پر تین لاکھ
[illegible] قریب ہی زمانہ میں دس ہزار روپیہ میں فروخت
[illegible] میں انتقال کیا۔

۵۔ مظفر علی: ان کا خطاب مظفر خان تھا۔ فن خطاطی کے ماہر تھے اور طبقۂ امرا میں
[illegible] میں انتقال کیا۔

۶۔ خنجر بیگ چغتائی: خطاطی کے علاوہ موسیقی اور علوم حکمت و نجوم میں کامل تھے
[illegible] ہمایوں کے ساتھ آئے تھے تردی بیگ خان کے داماد تھے
[illegible] خاص شہرت رکھتے تھے شاعر تھے خنجر تخلص کرتے تھے منتخب التواریخ
میں ایک مثنوی ہے جس میں انہوں نے بادشاہ کو نصیحت کی ہے

۷۔ [illegible] اکبر کے دیوان اعلیٰ تھے [illegible] خدمت دیوانی
[illegible] حساب [illegible] بعد ان کا [illegible] بندوبست اراضی کا
[illegible] تمام ہندوستان میں آج تک
[illegible] ۹۹۸ھ میں [illegible] ہو گئے۔

[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]

نستعلیق کے ساتھ ہندی خوشخطی میں بھی جو [illegible] تھا [illegible]
امیر تھے ۱۰۳۰ھ میں انتقال کیا۔

۹-۱۰ میرزا ایرج اور میرزا داراب: یہ دونوں میرزا [illegible]
ہیں میرزا ایرج نسخ و تعلیق کے استاد تھے اور میرزا داراب [illegible] نستعلیق [illegible]
دونوں بھائیوں کے زور قلم کا نمونہ ہفت بند کاشی ہے جس کو [illegible]
تھا اور اس کو مطلا اور مذہب بنایا تھا۔ ایرج نے ۱۰۲۸ھ میں اور داراب نے [illegible]
میں انتقال کیا۔

۱۱- میرزا عزیز کوکلتاش: یہ اکبر کے برادر رضاعی تھے خوشنویسی [illegible]
دونوں میں کامل تھے۔

۱۲- رائے منوہر: یہ رائے لون کے فرزند تھے ان کو اکبر نے [illegible]
شاہزادہ جہانگیر کے ساتھ تعلیم حاصل کرتے رہے خطاطی [illegible]
۱۱ جلوس جہانگیری میں فوت ہوئے۔

۱۳- ملا عبدالقادر اخوند: یہ اکبر کے استاد تھے اور [illegible]
میں ہندوستان سے ہجرت کر کے بیت المقدس [illegible]

۱۴- محمد یوسف کابلی: یہ اکبر کے خاص [illegible]

۱۵- خواجہ ابراہیم حسین [illegible] عہد اکبری [illegible]

۱۶- عبدالرحیم عنبریں رقم: نستعلیق [illegible]
عبدالرحیم خان خاناں [illegible]
[illegible] ان کو خوشنویس [illegible]
[illegible] تھا جواب [illegible]

[illegible]

۱۷۔ میر معصوم قندھاری اکبری دور کے مشہور خطاط ہیں ان کے والد کا نام
[illegible] آگرہ کی اکثر عمارات پر ان کے قلمی کتبے کندہ کئے گئے ہیں۔
[illegible] انہی کے لکھے ہوئے کتبے کندہ کئے گئے ہیں۔

۱۸۔ حسین بن احمد چشتی۔ یہ بھی اکبری دور کے باکمال عربی کے خطاط ہیں فتح پور سیکری
کے بلند دروازے کے پیش طاق کی محراب کے اوپر ابھرے ہوئے حروف میں جو عربی کتبہ ہے
ان کے کمال کا نمونہ ہے

۱۹۔ پنڈت جگن ناتھ۔ عہد اکبری میں پنڈت جگن ناتھ پہلے کاتب ہیں جنہوں نے
ہندی قلموں کو عروج دیا اور شان خوش نویسی پیدا کی

۲۰۔ [illegible] علی احمد مہر کن۔ ہر قسم کے خطوط نستعلیق اور تعلیق کی مہریں کندہ کرنے میں کامل
[illegible] خصوصاً فولاد پر مہر کندہ کرنے میں بے حد مشاق تھے۔

۴۔ نور الدین محمد جہانگیر سنہ ۱۰۱۴ لغایت سنہ ۱۰۳۶

۱۔ میر خلیل اللہ شاہ۔ سادات عراق عجم سے ہیں۔ ابراہیم عادل شاہ ثانی (بیجاپور دکنی)
کے دربار میں [illegible] شاہ کے حکم سے کتاب نورس ۱۰۲۷ھ میں لکھی تھی۔ اور اس صلہ میں بادشاہ قلم کا
خطاب [illegible] کتاب نورس مذکور نواب آصف الدولہ کے کتب خانہ میں محفوظ تھی۔

۲۔ [illegible] مشکین قلم عہد جہانگیری کے مشہور استاد میر عبداللہ جو شاہ
[illegible] تھے ان کو اکبر نے مشکین قلم کا خطاب دیا تھا۔ یہ ہفت قلم تھے
[illegible] ھ میں بمقام آگرہ انتقال کیا۔

[illegible] اکبر [illegible] سلاطین دکن کے [illegible] کا
[illegible] ہے۔ اس لئے بیجاپور دکن کے مشہور خوش نویس کا تذکرہ جو جہانگیر کے عہد کا

Marfat.com

۲- خواجہ محمد شریف ... خواجہ عبداللہ ... [illegible]

کے درجہ پر فائز تھے ... [illegible]

نے کچھ عرصہ بعد جہانگیر کی خدمت ... [illegible]

گرو میں تخت نشین ہوئے تو یہ خبر سن کر خواجہ صاحب نے ... [illegible]

جہانگیر کی سلامتی اور ترقی اقبال کے لئے ... [illegible]

جہانگیر نے امیر الامراء کا خطاب دیا اور اس کے ساتھ جاگیر بھی عطا کی ... [illegible]

کے زبردست عالم، اور نستعلیق کے استاد تھے

۳- میرزا محمد حسین میرزا شکر اللہ کے بیٹے ... [illegible]

... خط شکستہ کے ... نستعلیق ... [illegible]

کے شاگردوں نے خطوط شکستہ کو عروج پر پہنچایا ... [illegible]

۴- شاہزادہ ... جہانگیر کے فرزند تھے خوش نویس ... [illegible]

بھی کمال ... [illegible]

۵- شاہزادہ سلطان ... جہانگیر کے ... فرزند ... [illegible]

[illegible]

۶- محمود بن اسحاق شہابی الہروی ... [illegible]

[illegible]

[illegible] ابوالمظفر شہاب الدین محمد شاہ جہان [illegible]

[illegible] عرف امانت خان | عہد شاہجہانی کے نامور خطاط [illegible]
[illegible] اور نستعلیق کے کامل استاد تھے
[illegible] اور خطاطی کے کمالات ہیں وہ انہی کے حصے میں [illegible] امانت
[illegible] ان کے کمالات کی وجہ سے بادشاہ نے ان کو امانت خان کا خطاب دیا تھا
[illegible] کی خطاطی میں ان کے معاون کار ستار خان [illegible] محمد خان
[illegible] عبدالغفار خان ملتانی [illegible] خان کابلی
[illegible] طغرا نویسی کے کامل استاد امانت خان ہی تھے (امانت خان
[illegible] افضل خان وزیر شاہ جہان کے بھائی تھے۔ ان استادان فن کے کمال فن کا
[illegible] قرآن کریم کی [illegible] وہ خطاطی ہے جو صدر دیوان [illegible]
[illegible] نظر آتے ہیں علاوہ بریں استاد
[illegible] خان کے وہ طغرے جن سے شاہ جہان و ممتاز محل کے مزارات کی تزئین
[illegible] نظر آتے ہیں۔ سکندرہ و اکبر اعظم کے مقبرہ کے
[illegible] علاوہ بریں محلہ مدرسہ شاہی کی قدیم مسجد کا کتبہ
ان کے [illegible] لکھا ہوا ہے

[illegible] کے صاحبزادے [illegible] فقیر
[illegible] ممتاز تھے فارسی میں [illegible]
[illegible] انتقال کیا
[illegible] کے دوسرے [illegible] مشہور خطاط تھے
[illegible]

۱۶۱۴۲

۳۔ عبدالباقی حدّاد عبداللہ کے نام سے مشہور تھے۔ نسخ [illegible]
نے اُن کو عالمگیر کا استاد مقرر کیا تھا۔ ایک قرآن شریف نسخ [illegible]
اور دوسرا کلام مجید چوب قلم لکھ کر پیش کیا تھا۔ انہیں یاقوت رقم [illegible]
انہوں نے ہندوستان میں قیام نہیں کیا اور وطن واپس چلے گئے [illegible]
حدّاد نے کئی نامور شاگرد تیار کئے جو یاقوت رقمی اور یاقوت رقم خانی کے خطاب
سے سرفراز ہوئے بعض بعض مشہور شاگرد حسب ذیل ہیں

۴۔ محمد عارف یاقوت رقم خان حدّاد کے رفقاء گرد و رشید نسخ و ثلث [illegible]
اُن کے قلم کے لکھے ہوئے قرآن شریف یادگار ہیں۔ اُن کے قلمی قرآن مجید کا عکس
[illegible] ہندوستان ہوئے بھوپال سے طبع ہو کر شائع ہوا تھا۔ محمد شاہ بادشاہ
کے عہد میں آپ کا انتقال ہوا۔
[illegible] خوش نویس جو اپنے زور قلم پر فخر کرتے ہیں [illegible]
[illegible] جو یاقوت رقم خان ہوا یا یاقوت [illegible]
[illegible] میں عموماً خطاط انہی کے مقلد ہیں۔

محمد عارف کے ایک بھانجے عبادالسمیع یاقوت رقم [illegible]

۵۔ مولانا عصمت اللہ حدّاد کے بھتیجے اور [illegible]
[illegible] سے لکھتے تھے۔ شجاع الدولہ شاہ اودھ کے زمانہ [illegible]

[illegible] ۹۔ محمد افضل محمد عسکری [illegible]
[illegible] سے شاگرد تھے اور ان کا [illegible]
[illegible] خان یہ غلام حسین [illegible]
[illegible]

... علاوہ جب عبداول نستعلیق، تعلیق، نسخ اور خط شکستہ کے استاد تھے۔

۱۔ ملا باقر کشمیری ۲۔ مقصود علی ۳۔ میر محمد کاشی ۴۔ حافظ عبداللہ ۵۔ شکر اللہ ۶۔ محمد مقیم
مولانا غلام محمد ہفت قلمی نے اپنے تذکرہ میں ان اساتذہ کے علاوہ عہد شاہجہانی میں
محمد حسین کشمیری کا نام بھی لکھا ہے لیکن یہ قرین قیاس نہیں ہے کیونکہ محمد حسین سنہ ۱۰۱۰ھ
میں فوت ہو چکے تھے۔

۷۔ شہاب الدین محمد شاہ جہان بادشاہ | اپنا مور شاہنشاہ نستعلیق کے
استاد تھے بزم خطاطان میں شاہ کو بھی صف اول میں جگہ دینا چاہیئے۔ شاہ کے
پیارے بیٹے دارا شکوہ بھی خوشنویس تھے جنکو آقا عبدالرشید دیلمی نے بڑی محنت
سے تیار کیا تھا۔ اور یہ فخر استاد تھے۔
خط شکستہ بھی عہد شاہجہانی کی یادگار ہے شاہ جہان کے وزیر سعد اللہ خان نے
اس کی اشاعت میں خاص توجہ کی تھی جس کی زمانہ مابعد میں ترقی ہوئی۔

۶۔ محی الدین اورنگ زیب عالمگیر سنہ ۱۰۶۹ھ لغایت سنہ ۱۱۱۸ھ

عالمگیر چونکہ خود ایک ماہر فن خطاط تھے اس لئے ان کے عہد میں خطاطی کی ترقی
لازمی تھی۔ شاہنشاہ نسخ اور تعلیق دونوں کے استاد تھے اپنی حیات میں متعدد کلام مجید
لکھے جو یادگار ہیں یہ سید علی خان حسینی تبریزی جواہر رقم کے شاگرد تھے۔
۱۔ سید علی خان حسینی بن آقا مقیم تبریزی جواہر رقم | عہد شاہجہانی میں

ملا ... ان کا مفصل حال باوجود کوشش کے دستیاب نہ ہوا۔ دارا شکوہ کی قلمی وصلی دہلی
... میں ... کی نظر سے بھی گذری ہے جس پر منجملہ ذیل اشعار تحریر ہیں۔
... + ... تو ... کا ... ...
... کتاب کے حصہ چہارم کے صفحہ ... پر ملاحظہ فرمائیے۔

Marfat.com

... دہلی آئے اور عالمگیر ... [illegible]

تھے اور عبدالرشید کی وفات ... [illegible]

اور یہ بھی تھے جو عالمگیر کے ... [illegible]

کتب خانہ میں کام کرتے تھے اور آخر عمر میں ... [illegible]

میں فوت ہوئے اور دہلی میں دفن ہوئے۔

۴۔ شمس الدین علی خان جواہر رقم ... [illegible]

کے خطاب سے ممتاز تھے لیکن فن ... [illegible]

بھی پڑھتے تھے ... [illegible]

۵۔ ہدایت اللہ خان زریں رقم استاد ... [illegible]

پھر سید علی خان کے شاگرد ہوئے ... [illegible]

کام بخش اور محمد اعظم شاہ کے بیٹے بھی ہدایت اللہ کے شاگرد ... [illegible]

سید علی خان پر فوق لے گئے تھے ... حافظ ... عالمگیر کے ... [illegible]

کے علاوہ وصلیاں بھی یادگار ہیں ... میں فوت ہوئے ... [illegible]

۶۔ میر محمد باقر بھی عہد عالمگیری کے ... [illegible]

... ان کی تعریف ... [illegible]

شاگرد تھے ... [illegible]

۷۔ میرزا جعفر ... عالمگیری ... [illegible]

... محمد حسین ... کے شاگرد تھے ... [illegible]

... علی خان بھی خط شکستہ ... [illegible]

[illegible]

[illegible] خاندان میں ان کے بیٹے عبداللہ (ملقب بہ ہدایت خان) اور دوسرے بیٹے اکبر علی
[illegible] بھی خطاط تھے اور یہ سب خط شکستہ کے استاد مانے گئے ہیں اور اسی سلسلہ میں
[illegible] حسین کے دوسرے شاگرد جلال الدین یوسف بھی شکستہ نگاری میں مشہور تھے اور
[illegible] شکستہ کے چھٹے استاد محمد حسین کے نواسہ میرزا جعفر بن مقیم تھے
ہدایت خان کے مقلدین میں میرزا محمد قباد (مغل شاہی خاندان) بھی خط شکستہ کے
مشہور استاد تھے۔

۷۔ محمد زاہد۔ یہ عالمگیر کے آخیر زمانہ میں تھے خطاطی کے علاوہ مصوری میں بھی کامل تھے

۸۔ میر محمد کاظم (فرزند جواہر رقم) جواہر رقم متعدد ہیں لہذا فیصلہ طلب ہے کہ یہ
کس کے فرزند ہیں مگر ان کی وصلیوں کے دیکھنے سے پتہ چلتا ہے کہ یہ سید علی خان
کی طرز پر لکھتے ہیں مگر محمد کاظم طہرانی عہد شاہ جہان کے مشہور خطاط تھے ان کی خطاطی
کے کمالات مشہور ہیں۔

۹-۱۲ ہنود میں کشمیری پنڈت اور کایستھوں نے بھی خطاطی میں کمال پیدا کیا
تھا۔ دہلی لکھنو اور آگرہ میں مشاہیر خطاط موجود تھے۔ حسب ذیل ہنود خطاط
عہد عالمگیری میں تھے۔
۹۔ منشی [illegible] لام۔ ۱۰ لالہ سکھہ رام۔ ۱۱ منشی محبوب رائے۔ ۱۲ منشی کسل سنگھ

۱۳۔ محمد صادق اس نام کے مختلف زمانے میں تین[۳] خوش نویس گذرے ہیں
۱۔ محمد صادق ———— عہد اورنگ زیب عالمگیر
۲۔ نواب مرید خان محمد صادق عہد محمد شاہ (۱۱۳۱ھ سے ۱۱۶۱ھ)
۳۔ محمد صادق (۱۲۰۰ھ) دہلی کے باشندے (؟)
[illegible] کی قلمی وصلیاں اور کتابیں موجود ہیں مگر انکے مفصل حالات دستیاب نہ ہو سکے

[illegible] تذکرۃ السلاطین چغتائیہ میں ہیں۔

Marfat.com

۷۔ محمد فرخ سیر ۱۱۲۴ھ لغایت ۱۱۳۱ھ

عالمگیر کے بعد محمد معظم بہادر شاہ دم ۱۱۱۹ھ تا ۱۱۲۴ھ اور معزالدین جہاندار شاہ نے چھ سال حکومت کی اور اُن کے بعد فرخ سیر تخت نشین ہوئے اس عہد میں بھی وہی خطاط تھے جو عہد عالمگیر میں تھے۔

۱۔ حاجی نامدار یہ عہد فرخ سیر کے مشہور خوش نویس تھے شاہزادوں کے استاد رہے آقا عبدالرشید کے مقلد تھے۔

۲۔ میرزا خاتم بیگ معظم شاہ کے میر منشی تھے اور اس عہد میں یہ اُستاد مانے جاتے تھے۔ میرزا صاحب کی فن انشاء میں ایک کتاب یادگار ہے۔

۸۔ ابوالفتح ناصر الدین محمد شاہ ۱۱۳۱ھ لغایت ۱۱۶۱ھ

فرخ سیر کے بعد محمد شاہ کو تین ۳۰ سال تک حکومت کا موقع ملا لیکن نادر شاہ کے حملے نے ایوان حکومت کو متزلزل کر دیا۔ تاہم یہ عہد علمی حیثیت سے غنیمت تھا اس زمانہ کے مشہور خطاط یہ ہیں۔

۱۔ محمد افضل لاہوری قادری محمد شاہی زمانہ میں فن خطاطی کے پیرِ کامل مانے جاتے تھے اور ان کو عبدالرشید دیلمی ثانی کے لقب سے نامزد کرتے تھے۔

۲۔ محمد مقیم امیر عماد کے مقلد تھے کالی مسجد دہلی میں سکونت پذیر تھے وہاں ان کے بکثرت شاگرد تھے۔

۳۔ میر محمد موسیٰ سید صاحب سرہندی تھے اور ملازمان شاہی [illegible]
[illegible] دیوان خالصہ کی [illegible]

[illegible]

۴۔ نواب مرید خان محمد صادق طباطبائی | خط ریحان، ثلث اور نسخ کے ماہر تھے، لیکن شکستہ نگاری میں فرد تھے اور اس میں مختلف طرزیں ایجاد کی تھیں قرآن شریف مطلا اور گلستان کے دو نسخے لکھے ایک تعلیق میں اور دوسرا شکستہ میں۔ درایت خان اور اکبر علی سے استفادہ کیا تھا۔

۵۔ رائے پریم ناتھ کھتری | رائے صاحب، نواب مرید خان کے شاگرد تھے خط شکستہ کے استاد مانے جاتے تھے۔ ان کے بکثرت شاگرد تھے شاعری کا ذوق تھا آخر عمر میں بندرابن (متھرا) میں قیام کیا اور وہیں انتقال کیا۔

۶۔ مولوی حیات علی | رائے پریم ناتھ کے شاگرد تھے انہوں نے طویل عمر پائی اور تقریباً ستر سال تک مشق کتابت جاری رکھی خط شکستہ کے استاد تھے عالم فاضل تھے۔ عربی فارسی اور ترکی میں ید طولیٰ تھا۔

۷۔ نواب مظہر خان | نواب روشن الدولہ کے صاحبزادے ہیں۔ ظفر خان خطاب تھا اور زمرۂ امرا میں داخل تھے۔ خط شکستہ کے استاد تھے ۱۱۳۷ھ میں سنہری مسجد (دہلی) کے گنبد پر سونا چڑھوایا۔ اور ۱۱۴۸ھ میں ایک مسجد تعمیر کرائی جو روشن الدولہ کے نام سے مشہور ہے۔

۸۔ محمد حفیظ خان | شکستہ نگاری کے استاد نستعلیق، تعلیق، شکستہ اور ثلث نسخ ہیں ان کے بہت شاگرد تھے اور اپنے وقت کے کامل استادوں میں شمار ہوتے تھے کئی جلدیں قرآن شریف کی مطلا اور مذہب تیار کر کے بادشاہ کی خدمت میں پیش کی تھیں۔

۹۔ ابو المظفر جلال الدین محمد علی گوہر ملقب شاہ عالم

مفصل حال کتاب تذکرۂ خوشنویسان جاوید میں ملاحظہ فرمائیے۔ مفصل حال کتاب آثار الصنادید مصنفہ سرسید احمد خان ص ۲۰ پر ملاحظہ

۱- قاضی عصمت اللہ خان: قاضی صاحب ...

اور خط نسخ میں استاد مانے جاتے تھے تمام عمر کلام مجید لکھنے ... میں صرف کردی ۱۲۰۶ھ میں انتقال کیا۔ قاضی صاحب کے شاگردوں میں ... حافظ ابوالحسنؒ (استاد اکبر ثانی) میر کرم علی، حافظ ... مشہور تھے ان کے علاوہ قاضی صاحب کے مقلدین میں ایک مشہور خطاط میر محمدی تھے جو ہنگامہ غلام قادر خان کے بعد لکھنؤ چلے گئے تھے۔

۲- فیض اللہ خان: یہ قاضی عصمت اللہ خان کے برادر حقیقی تھے اور خط نسخ کے استاد تھے قلمی کلام مجید یادگار ہیں جو مرکب روشنائی سے لکھے گئے ہیں۔

۳- عباد اللہ خان: یہ فیض اللہ خان کے بیٹے تھے باپ نے جو قرآن مجید نا تمام چھوڑے تھے۔ ان کو پورا کیا۔ ان کا خط باپ سے بالکل ملتا جلتا تھا۔

۴- محمد میرؒ: یہ دہلی کے نامور شاعر ہیں جو میر سوز کی عرفیت سے مشہور ہیں ان کا شمار اساتذہ میں ہوتا ہے شعر خوانی میں خاص شہرت رکھتے تھے ... بسر کرتے تھے۔ خط شفیعہ اور نستعلیق کے استاد تھے نواب آصف الدولہ کے زمانہ میں لکھنؤ چلے گئے تھے۔ اور نواب نے اپنا استاد بنا لیا تھا۔

۵- میر غلام علی: یہ بھی خط شکستہ کے استاد تھے۔ اور ... حیات تھے۔

۱۰- ابوالنصر معین الدین محمد اکبر شاہ ثانی بن ...

۱۲۲۱ھ تا ۱۲۵۳ھ لغایت

...

Marfat.com

[illegible] تھے اتالیق [illegible] شاہ نے اُن کو آقا سے ثانی کا خطاب

[illegible]

[illegible] کے بیٹے اور میرزا سلیمان شکوہ کے میر منشی تھے نستعلیق کے استاد تھے۔ دہلی میں ان کے اکثر شاگرد تھے

۳۔ غلام علی خان یخوش نویس کے لقب سے مشہور تھے۔

۴۔ حافظ ابراہیم۔ نسخ و نستعلیق کے استاد تھے اور شاہزادوں کے معلّم تھے

۵۔ حافظ بقاء اللہ۔ یہ حافظ ابراہیم کے صاحبزادے اور اپنے والد کے شاگرد تھے نسخ اور نستعلیق کے استاد کامل تھے اور قلعہ معلّٰی دہلی کے اپنے والد کی جگہ معلم تھے

۶۔ میر ابوالحسن۔ میر کلن کے نام سے مشہور تھے اور محمد حفیظ خان کے شاگرد تھے خط نسخ اور نستعلیق کے استاد کامل تھے پہلے نواب عبدالاحد خان کے اور بعد میں اکبر شاہ ثانی کے درباری خوش نویس مقرر ہوئے۔

۷۔ میر زین العابدین۔ میر صاحب طغرا نویس تھے اور شاہ اعز الدین (عالمگیر ثانی) کے شاگرد تھے [illegible] میں انتقال کیا۔

۸۔ شاہ وارث علی۔ صوفیانہ زندگی بسر کرتے تھے ہر مہینہ کی چوتھی تاریخ کو رقص و سرود کی محفل گرم ہوتی تھی۔ مریدا و بے تکلف احباب جمع ہوتے اور حال و قال کی مجلس گرم ہوتی۔ محلہ کھاری باؤلی دہلی میں سکونت تھی۔ متقدمین کے اصول [illegible] کے گھنٹے اسی شغل میں گذارتے تھے ۱۲۲۲ھ میں رحلت فرمائی

۹۔ میر [illegible] ابن میر مقصود۔ طغرا نویسی میں کامل تھے اس فن پر انہوں نے [illegible] کیا ہے اور نواب حسام الدین حیدر خان کی سرکار میں ملازم تھے

۱۰۔ غلام [illegible] قلم [illegible] کے عہد میں مولانا غلام محمد

[illegible]

بھی اساتذہ فن میں سے تھے۔ اور طبقۂ خوشنویسان پر فن کا ایک رسالہ [illegible]
خطاطوں کا ایک تذکرہ لکھا جس میں تقریباً تمام ہندوستان کے ماہرین فن [illegible]
ذکر ہے۔ اس موضوع پر یہ بہترین کتاب ہے جس کو سر ولیم جونس [illegible]
نے ایشیاٹک سوسائٹی کلکتہ کی طرف سے [illegible] میں شائع کیا ہے۔

مولوی غلام محمد فارسی کے ادیب تھے۔ اور راقم تخلص تھا عربی سے بھی فی الجملہ واقف تھے۔ فارسی نثر و نظم بے تکلف لکھتے تھے جس کا اندازہ تذکرۂ خوشنویسان سے ہوتا ہے۔

مولانا دہلی کے باشندے تھے اور حکیم قدرت اللہ خان کے شاگرد تھے۔ نسخ، نستعلیق، تعلیق، ثلث، شکستہ، شفیعہ اور ریحان بے مثل لکھتے تھے۔ علم طب کے ذوق میں دہلی سے لکھنو آئے اور حکیم میرزا محمد عشق کے شاگرد ہوئے اور لکھنو میں ۱۲۳۹ھ میں انتقال کیا۔

۱۱۔ خواجہ غلام نقش بند خان: ابن خواجہ یوسف [illegible] غلام محمد کے ہم عصر تھے نستعلیق، شکستہ اور شفیعہ خوب لکھتے تھے اور آخیر عمر [illegible] ہوگئے تھے۔

۱۱۔ اعز الدین عالمگیر ثانی [illegible]

۱۔ عماد الملک غازی الدین خان فیروز جنگ امیر الامراء آصف جاہی: عماد الملک [illegible]
خطاطی میں ہفت قلم تھے اور ہفت زبان بھی [illegible]
کی وفات پر گوشہ گیر ہو گئے [illegible]

[illegible]

...لی کی طرز پر اور نسخ با قوت رقم کے انداز پر لکھتے تھے عام مراسلت میں ...لکھتے تھے۔

۳۱۔ میرزا ابو الحسن...۔ یہ نواب عماد الملک کے میر منشی تھے شاعری، خوش نویسی، اور ...صوری میں کامل تھے شفیعہ مختلف انداز میں لکھتے تھے۔

۲۔ ابو ظفر بہادر شاہ ثانی

ابو ظفر دولت مغلیہ کے اخیر تاجدار تھے۔ اگرچہ انگریزوں نے "بیکے از رعایائے سرکار" لکھا ہے۔ لیکن مؤرخین کے نزدیک یہ خاتمہ کے شاہ تھے حقیقت میں دولت مغلیہ تو شاہ عالم پر ختم ہو چکی تھی جن کی نسبت یہ مقولہ زبان زد عام و خاص ہے حکومت شاہ عالم از دہلی تا پالم" (یہ مضافات دہلی کا ایک موضع) لیکن قلعہ شاہجہانی کی عظمت ابو ظفر کے دم سے قائم تھی۔ ظفر اگرچہ بساط شطرنج کے بادشاہ تھے لیکن جن آنکھوں نے اس بزم آخر کا تماشہ اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے وہ آج کہاں ہیں۔

یہ واقعہ نظر عبرت سے دیکھنے اور یاد رکھنے کے لائق ہے کہ جب شاہ غدر ۱۸۵۷ء کے بعد دہلی سے رنگون بھیجے گئے اور شاہی جہاز کلکتہ میں مٹیا برج کے ساحل پر لگا تو معزول شاہ اودھ (واجد علی شاہ) نے بحیثیت وزیر السلطنۃ ابو ظفر کی خدمت میں پہونچ کر مغلیہ آداب سلطنت کے مطابق جھک کر سلام عرض کیا اور حسب دستور جھک کر ...خلعت و ...منتظر تھا لیکن شاہ ظفر نے اس کے قبول کرنے سے انکار کیا کہ بھائی اب میں شاہ نہیں ہوں بلکہ انگریزوں کا ایک قیدی

...شاہ سوم امجد علی شاہ کے فرزند تھے ۱۸۴۷ء کے آغاز میں تخت نشین ۳ سال بعد معزول ہو کر

Marfat.com

ہوں۔ بند قبول کردن تو کرم او [illegible]

فقیر کا تبرک سمجھ کر قبول کرو واجد علیشاہ نے تسلیم کیا کہ جب [illegible]

ملاقات ختم ہوگئی اس واقعہ کے بعد کس کی جرات تھی [illegible]

قلعہ کی چار دیواری کے اندر تمام سامان [illegible]

بھی ہوتے تھے۔ بہرحال خانگی زندگی پر لطف تھی آہ ظفر مرحوم [illegible]

ایک جملہ معترضہ تھا جو قلم سے بیساختہ نکل گیا۔

طبقہ خطاطان میں ہم ابوظفر کو شامل کرتے ہیں۔ دہلی میں [illegible]

اور وصلیاں شاہ کی موجود ہیں۔ زینت محل (متصل محلہ [illegible]

مرحوم (محلہ سرکی والان) پر جو کتبات آج تک لگے ہوئے ہیں وہ شاہ ظفر کے [illegible]

لکھے ہوئے ہیں جن کو پتھر پر کندہ کرا کر ان عمارات پر نصب کیا گیا [illegible]

شاہزادوں اور شاہزادیوں کی وصلیوں پر بھی خود اصلاح [illegible]

اب ہم چند مشہور خطاطوں کا حال لکھتے ہیں [illegible]

کرتے ہیں۔

۱۔ محمد جان | میاں محمد عاشور علی کے صاحبزادے اور [illegible]

تھے نستعلیق اپنے استاد کے طرز پر لکھتے تھے [illegible]

[illegible] خوشنویسان ملازم تھے۔

۲۔ میر امام علی بن امام الدین [illegible]

عزت اللہ خان کے شاگرد تھے [illegible]

۳۔ میر جلال الدین بن امام علی [illegible]

[illegible]

حسب ذیل [illegible] ان کے سنین فوت اور تمام حالات تذکروں میں نہیں ہیں مزید حالات معلوم ہوئے تو انشاء اللہ تعالیٰ دوسری اشاعت میں اضافہ کر دیا جائیگا۔ یہ خط شکستہ کے استاد تھے۔

۱۔ ۲۔ راجہ امید سنگھ اور راجہ شیر سنگھ (از خاندان راجہ ناگرمل) یہ دونوں رائے پریم ناتھ کے شاگرد ہیں۔

۳۔ کنور پریم کنور

۴۔ راجہ نند رام

۵۔ منشی لچھمن سنگھ (شاگرد محمد حفیظ خان)

۶۔ پنڈت لچھی رام (شاگرد محمد حفیظ خان۔

۷۔ منشی خوشوقت رائے دانگی

۸۔ لالہ درگا پرشاد

۹۔ منشی [illegible] سارری

۱۰۔ شنکر ناتھ کشمیری (متوفی ۱۲۶۱ھ) یہ خط شکستہ کے استاد تھے اور بہادر شاہ کے میر منشی تھے۔

۱۱۔ سید محمد امیر رضوی (میر پنجہ کش) بن صاحب میر خطاطاں دہلوی میں یہ آخیر استاد تھے جو میر پنجہ کش کے لقب سے مشہور تھے۔ صحیح النسب سادات تھے۔ نیک چلن، نیک طبیعت، مہذب اور خلیق تھے۔ یہ عجیب بات ہے کہ خوشنویسی کے ذوق کے ساتھ پنجہ کشی اور [illegible] کا بھی شوق تھا اور خطاطی کے ساتھ مصوری، نقاشی، لوح، جدول، طلاکاری، وصالی، قطعہ بندی اور سنگ تراشی میں بھی استاد کامل تھے۔ [illegible] میں یہ جامعیت انتہائی کمال کی دلیل ہے میر صاحب ابتدا میں

[illegible] آپ کی کتاب [illegible] صفحہ ۱۵ ملاحظہ فرمائیے میرے پاس ان کی متعدد وصلیاں ہیں [illegible]

فلاطون نامی ایک ارمنی احمد کے معلم تھے [illegible]

مولانا غلام محمد دہلوی صاحب تذکرہ خوشنویسان [illegible]

سید زادہ کو ہونہار دیکھا تو ہدایت کی کہ میاں! تم عبدالرشید کے [illegible]

زمانہ میں آقا کی وصلیاں نایاب تھیں۔ کوئی شخص ان کو [illegible]

تھا۔ (کیونکہ تلف ہو جانیکا خطرہ تھا) لیکن میں نے سید کو آقا کی وصلیاں [illegible]

جن کو سامنے رکھکر سید نے مشق شروع کی جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ میر صاحب [illegible]

اسکے بعد انہوں نے بطور خود کافی ذخیرہ وصلیوں کا جمع کر لیا یہ سید کی [illegible]

کہ آقا کی وصلیاں ان کو کم داموں مل گئیں جن کو انہوں نے [illegible]

اس کے بعد وصلیوں کی نقل شروع کی [illegible]

آقا کے نام سے فروخت ہوئیں اور کوئی اصل و نقل [illegible]

میر صاحب نے آقا کو زندہ جاوید کر دیا اور خود مالی نفع اٹھایا [illegible]

ماہِ محرم میں آقا عبدالرشید کا عرس کیا کرتے تھے۔ جس میں تمام [illegible]

اور فاتحہ کے بعد علی تذکرے شروع ہوتے [illegible]

۱۸۵۷ء میں کسی باغی نے گولی مار دی۔ میر صاحب کے نامور شاگرد تیار [illegible]

ہنوز جاری ہے ہمارا [illegible] میر صاحب [illegible]

کے کتب خانہ میں موجود ہے جس میں ناگی [illegible]

تصویریں بنائی ہیں۔ [illegible]

میں تیار ہوا تھا۔ [illegible]

ہے اپنے مکان کے [illegible] میر صاحب کے [illegible]

۲۔ آقا میرزا دہلوی [illegible]

[illegible]

شاگرد ہیں انہوں نے بھی گلستان لکھی تھی اور خود ہی تصویریں بنائی تھیں۔ آغا مرگیا
۱۲۳۰ھ میں ان کی تاریخ وفات ہے ان کے شاگردوں میں رحیم اللہ اور میر حامد علی
نہایت مشہور ہیں۔

۴۳۔ میرزا عباد اللہ بیگ: میرزا عبداللہ بیگ کے فرزند اور میر پنجہ کش کے خاص شاگرد تھے۔ بچپن سے ہی شاگردی اختیار کی تھی یہی وجہ ہے کہ آغا میرزا پر سبقت لے گئے تھے اور نادر رقم خطاب تھا۔ غدر ۱۸۵۷ء کے بعد دہلی سے ریاست پٹیالہ چلے گئے تھے بعدہ پٹیالہ میں کسی معزز خدمت پر سرفراز تھے۔

۴۴۔ سید علاء الدین علی خان مرصع رقم: علاء الدین علی خان کی شہرت مہرکنی میں سب سے زیادہ ہے ان سے بڑھ کر کوئی حکاک نہ تھا۔ یہ محض مہرکن نہ تھے بلکہ نستعلیق اور نسخ کے استاد تھے ہندی اور انگریزی حروف کی بھی مشق کر لی تھی۔ متاخرین میں یہ بڑے ماہرفن تھے اور لوگ ان پر حسد کرتے تھے۔ یہ اپنے نانا شیخ محمد یار کے شاگرد تھے۔ اور آغا عبدالرشید کی وصلیوں سے مستفید ہوئے تھے مہرکنی میں تمام ہندوستان میں انکا جواب نہ تھا

اس آخری دور کے اکثر خوش نویسوں کی وصلیاں احقر کے پاس موجود ہیں ان کے پس ماندگان کا پتہ لگا کر ایک دو سے ملا اور ان سے خواہش کی کہ وہ اپنے بزرگوں کے حالات قلم بند کرا دیں تو میں اس تذکرے میں ان کے حالات بھی لکھوں اور ان کی وصلیوں کے فوٹو بلاک بھی شائع کر دوں مگر افسوس کیساتھ لکھنا پڑا کہ ان کی اولاد بھی اپنے آباؤ اجداد کے حالات سے واقف نہیں۔ نہایت مایوسی کے ساتھ اس سلسلہ کو سردست ختم کرنا پڑا۔

---

۱ [illegible] صاحب کی لکھی وصلی احقر کے پاس موجود ہے جس پر یہ عبارت تحریر ہے "دنیا ہیچ است و کار دنیا ہمہ ہیچ"
۲ [illegible] میرزا محمود نے فن خوشنویسی پر ایک کتاب بھی لکھی ہے جو میری نظر سے گذری ہے اور [illegible] خوشنویس ہیں۔ ان کے ہاتھ کی لکھی ہوئی وصلیاں بھی میرے پاس موجود ہیں۔ ۳ شرف الدین [illegible] سے پہلے گزرے ہیں۔ یہ بھی صاحب کمال اور خوشنویس تھے۔

Marfat.com

۱۲- عہد دولت برطانیہ

دولت مغلیہ کی جانشینی جب گورنمنٹ برطانیہ کو حاصل ہوئی تو گورنمنٹ برطانیہ نے بھی علوم مشرقیہ کی سرپرستی کی۔ چنانچہ ۱۷۹۲ء میں جب دہلی میں اورینٹل کالج قائم ہوا تو مولوی مملوک علی پروفیسر عربی اور شیخ امام بخش صہبائی پروفیسر فارسی مقرر ہوئے۔ اور سید محمود کا تقرر خوشنویسی کی معلمی پر ہوا۔ یہ اس عہد کے نامور خطاط تھے۔ اس کالج کے اکثر طلبہ خوش نویس ہوتے تھے اور آج بھی تمام مدارس میں خوشخطی کی تعلیم جاری ہے اور نامور خطاطوں کی لکھی ہوئی کاپیوں پر مشق کرائی جاتی ہے لیکن عموماً طلبہ انگریزی نب سے لکھتے ہیں بدیں وجہ طلبائے کالج سے خوشخطی تنزل ہو رہی ہے

Marfat.com

علم الحروف

یا

تحقیقاتِ ماہر

حصّہ سوم

حکیم محمود علی خان ماہر
اکبر آبادی ثم دہلوی

Marfat.com

حصہ سوم

کاغذ۔ قلم۔ سیاہی

۱۔ علوم اور علم الخط کی ترقی کا باعث کاغذ (قرطاس) کی ایجاد ہے

علم الحروف یا ابجد کی تاریخ جسکا تعلق ممالک ایشیا افریقہ اور گئی تعداد یورپ سے ہے اس کا اجمالی تاریخی بیان بقدر ضرورت لکھ دیا گیا ہے۔ اب ہم کاغذ کے ایجاد کی مختصر تاریخ لکھتے ہیں جس کا تعلق کتابت سے ہے اور یہ اس کتاب کا آخری باب ہے

نظر غور سے دیکھنے پر واضح ہوتا ہے کہ دنیا کی تمام ترقیاں جو آج عروج و کمال پر ہیں وہ موجودہ حالت میں تدریجی چال سے ترقی کر کے بتراسعد ... یہاں تک پہونچی ہیں۔ اور اسی کا نام مسئلہ ارتقا ہے

تکوین عالم کے بعد انسان کی ترقی کا ذریعہ اس کی زبان تھی جس نے خیالات میں وسعت پیدا کر دی۔ اور قوموں میں صرف زبان تبادلہ خیالات کا وسیلہ قرار پائی لیکن یہ ناپائیدار اثر تھا کیونکہ ایک طرف علوم کی ترقی ہو رہی تھی۔ اور دوسری جانب انسان کے سینے سے وہ علوم فنا ہو رہے تھے جو اس نے اپنے بزرگوں سے روایت و سماعت کے ذریعہ سے حاصل کئے تھے جب قوت حافظہ نے ... کو جواب دیدیا تو وہ کتابت پر مجبور ہوا یہی وہ شریف فن تھا جس ... ہر انسان اپنے بزرگوں کی علمی جائداد کا وارث بن گیا ... علم و فن عالم وجود میں آگئے ... ہر نئی ایجاد ...

Marfat.com

[illegible] چنانچہ قلم کتابت کے بعد لوازم کتابت کی ضرورت پیش آئی۔ یہ متعدد چیزیں تھیں جن میں سب سے اہم کاغذ کا وجود تھا۔

کاغذ کی ایجاد سے پہلے مکان کی دیواروں اور پتھر کی سلوں پر کتابت کی گئی لیکن جب ایک زبردست قوم نے دوسری قوم کو زبردستی اُن کے مسکن سے بیدخل کیا تو انہوں نے حسرت سے در و دیوار کے نوشتوں کو دیکھا۔ اور وہ جہاں تھے وہ اسی جگہ رہ گئے۔ البتہ سل و پتھر کے ذخائر ساتھ لے گئے اس تحریری منقوش دیوار کو ترک کرایا اور مٹی کی خام سلوں اور چوکوں اور ظروف پر لکھنا شروع کیا اور ان کو آگ میں پکا لیا یہ وہی قدیم ترکیب تھی جس کے موجد حضرت آدم علیہ السلام تھے۔ اس قسم کا گلی ذخیرہ پہلے محکمہ آثار قدیمہ نے مصر سے اور اسکے بعد بابل سے بالکثرت برآمد کیا۔ جس میں بڑا حصہ اینٹوں کا ہے گلی دور کے ختم ہونے پر جب زمین کے صفحات کا خزانہ نکل آیا۔ تو لوہے تانبے سیسے اور پیتل کے پتروں پر کتابت شروع ہوئی جس کے ہزاروں نمونے موجود ہیں۔

لیکن حضرت قلم نے جب فلزات کی تختیوں پر چلنے سے انکار کر دیا تب بجائے سنگلاخ زمین کے نرم زمین کی ضرورت ہوئی تاکہ یہ منزل آسانی سے طے ہو جائے نیز قلمی فتنہ بسہولت ممالک غیر میں منتقل ہوسکیں اس لئے حکماء مصر نے تقریباً پانچ ہزار سال قبل مسیح فلزات کو ترک کر کے کاغذ ایجاد کیا اور اس ضرورت کیلئے انکو

[illegible] سب سے پہلا موجد ایک ننھا سا کیڑا ہے۔ جو اپنا گھر لکڑی کے اجزا کی مدد سے مثل کاغذ کے تیار کرتا ہے [illegible] اپنا چھتہ اسی قسم کے اجزا سے تیار کرتی ہے۔ اور اس کے چھتہ میں بھی کاغذ کی مانند پرت [illegible] اسی خیال کے تحت [illegible] میں ملی سیکر نے جو روئس بورڈ کا صاحب تھا اس نے لکڑی کے برادہ سے کاغذ [illegible] آپ [illegible] نے اس کو ترقی دی۔

[illegible] کاغذ تیار کیا [illegible] آف نالج جلد ۹ صفحہ ۶۳۳۸

Marfat.com

مصر میں پیپارس نام ایک درخت مل گیا جسکو دلدلی پانی میں لگاتے تھے اس [illegible]
کی بلندی سطح زمین سے دس ہاتھ تھی۔ اور تنہ کی جسامت انسان کی کلائی کے برابر تھی
جس میں متعدد شاخیں تھیں تاریخ مصر الحدیث میں اس درخت کی تصویر دی گئی ہے
اس کی چوٹی پر نازک پتے مورچھل کی طرح لٹکتے تھے۔ اول اس کے پتوں کے ہار بتوں
کے گلے میں ڈالے گئے اور دوا میں بھی استعمال کئے گئے اور کافی تجربے کے بعد اس درخت کے ریشوں
سے کاغذ بنایا گیا عہد اسلام میں عربوں نے بھی اس کاغذ پر کتابت کی ہے جسکا نام تاریخ عرب میں بردی ہے
اور جسکو انگریزی میں پے پرس کہتے ہیں۔ مطلق یعنی کاغذ مصری اس کاغذ کو آپو کہتے تھے یہی لفظ بعد میں
جا کر پیپرس ہو گیا عبرانی میں اسے گومی ربنے کتاب کی جلد کہتے تھے عربی جدید میں بردی کہتے ہیں
جملہ ممالک میں یہ مصری کاغذ جاری تھا جب یومینوس دوم شاہ مصر نے اس کاغذ کا ممالک غیر میں جانا بند کیا
تو ایشیا کو چک شہر پرگوس میں بجائے کاغذ کے چمڑے پر کتابت شروع ہوئی۔ انگریزی میں پارچمنٹ
اسی پرگوس کی بگڑی ہوئی صورت ہے سنہ عیسوی سے ایک صدی قبل اس کا استعمال
ہو چکا تھا۔ اور مورخ ہیروڈوٹس پانچویں صدی قبل مسیح نے چمڑے پر لکھی ہوئی کتابوں
کا ذکر کیا ہے۔ قرآن شریف بھی چمڑے پر لکھا گیا جس کی تصدیق لفظ رق سے ہوتی ہے
تاکہ زیادہ حفاظت ہو سکے۔

کاغذ بنانے کا یہ قاعدہ تھا کہ اول درخت سے ایک موٹی شاخ کاٹ کر [illegible]
تیز چاقو سے اسکے پرت (ورق) اتارتے تھے اور ان پرتوں کو تختے پر [illegible]
جماتے تھے۔ رطوبت جذب ہونے کے بعد ان ورقوں کا ایک بنڈل بنایا جاتا
تھا۔ اور اس بنڈل کو دریائے نیل میں بار بار غوطہ دیتے تھے جب [illegible]
کے ریشے اور نرم ہو جاتے تھے تو کتاب کی طرح پر کاغذ کا [illegible]
خشک ہو جانے کے بعد ایک ایک ورق علیحدہ کر کے [illegible]
اور جب کافی طور پر اوراق سوکھ جاتے تو [illegible]

Marfat.com

... (جس طرح دیسی کاغذ کشمیر کالپی، متھرا وغیرہ میں بنتا ہے) اور
اور پوری کشائی کے بعد ہاتھی دانت کی تختی اور بڑی بڑی کوڑیوں سے مہرہ کرتے تھے۔
جب اس طرح کاغذ خوب چکنا ہو جاتا تو دس[1] دس یا بیس[2] بیس ورقوں کو جوڑ کر ایک
مکتوب بناتے تھے۔ (جسطرح قدیم مکاتب میں بچوں کی تعلیم کے لئے خطوط جوڑ کر مکتوب
بنائے جاتے تھے) اور بڑی کتاب یا طویل مضامین اس مکتوب پر لکھتے تھے۔ عربی تاریخوں
میں اس طویل تختہ کاغذ کا نام قرطاس تھا جس کا بعد میں ہر قسم کے کاغذ پر اطلاق
کیا گیا۔ حقیقت میں قرطاس کسی یونانی لفظ کا معرب ہے اور قدیم مصری قرطاس
کے نمونے عجائب خانۂ مصر میں موجود ہیں۔
مسیح علیہ السلام سے پانچسو برس قبل تک قرطاس کا مصر، یونان اور روم میں
رواج تھا۔
پیپائرس کا درخت اب مصر میں نہیں ہوتا نوبہ (علاقہ سوڈان) میں البتہ پایا جاتا ہے
یونانیوں نے علاوہ قرطاس کے دباغت شدہ چمڑے پر لکھنا شروع کیا تھا۔ اس
چمڑے کا رنگ خوشنما ہوتا تھا یہ نمونے بھی موجود ہیں۔
جب مصر میں رومیوں کی حکومت ہوئی تو انہوں نے مصری کاغذ کے کارخانوں
کو زیادہ وسعت دی۔
قدیم ہندوستان میں کتابوں کے لئے تاڑ کے پتے مستعمل تھے جو ایک گز طویل
اور ایک بالشت عریض ہوتے تھے پہلے اس پر روغن چڑھاتے تھے۔ پھر مہرہ کرکے چکنا
کرتے تھے اسکے بعد لکھتے تھے۔

... قدیم کی غیر تحریریں جو پانچ ہزار سال کی بتائی جاتی ہیں۔ یہ بادشاہ آسا، پرہوتو، ہو پلیشو اور
... کے زمانے میں ہیں جو پیپائرس کے بنے ہوئے کاغذ پر پائی گئی ہیں خیال ہے کہ یہ سب سے قدیم تحریریں ہیں
... ۲۳

Marfat.com

یہ طویل تختہ خطوط۔ اور عام مراسلت کے لئے موزوں نہ تھا اس لئے [illegible]
رتوز سے کام لیا گیا دونوں قسم کے نمونے موجود ہیں [illegible]
بنارس میں ہم نے ایسی کتابیں دتاڑ کے پتوں پر لکھی ہوئی دیکھی ہیں جن میں بجائے
دفتی کے لکڑی کا پٹہا لگا کر جلد بندی کی گئی ہے
ہندو راجاؤں کے قدیم فرامین بھی بھوج پتر پر ہنوز موجود ہیں
ہندوستان میں کاغذ بنانے کے دو بڑے مرکز تھے ایک کشمیر دوسرا کالپی یہاں
بہترین قسم کا دیسی کاغذ بنتا تھا اور یہی کہاتے آج تک بھی اسی قسم کے کاغذ پر
لکھے جاتے ہیں۔
مصر و ہند کے علاوہ چین کے شہر خان بالیغ (کنٹن) ہیں حضرت مسیح ع سے دو صدی
قبل روئی کا کاغذ تیار ہوتا تھا چنانچہ اہل سمرقند نے چینیوں سے یہ فن حاصل کیا
اور یہ بہترین کاغذ تھا بعض قرآن مجید اس کاغذ پر لکھے ہوئے موجود ہیں
قبائل حمیر (یمن) میں بھی اول مٹی کی تختیاں اور پتھر کی سلیں [illegible]
رومیوں کی تقلید میں چمڑے پر کتابت شروع ہوئی۔ پھر ہڈیوں پر لکھا [illegible]

لہ قدیم زمانہ میں بھی بانس، سن، چیتھڑوں، وغیرہ سے کاغذ تیار کیا جاتا تھا آج بھی اسی قسم کی چیزوں [illegible] کی گھانس، گودڑ وغیرہ سے تیار کیا جاتا ہے اور ان اشیاء سے کاغذ کی صدہا قسمیں تیار کی جاتی ہیں [illegible] لئے مختلف رنگوں کی آمیزش کی جاتی ہے ۲ہ چین میں پہلے بانسوں کی تختیوں اور [illegible] رواج تھا پہلی صدی عیسوی میں پہلی سن چیتھڑوں اور مچھلی پکڑنے کے پھٹے جالوں سے کاغذ [illegible] سال کی پرانی دستاویز چین کی دیوار اعظم کے کھنڈرات سے دستیاب ہوئی جو کاغذ [illegible] لکھی ہوئی تھی۔ بک آف نالج جلد ۹ صفحہ ۳۲۳ ہ ۱۳ ھ میں سمرقند کے عربی گورنر نے [illegible] کو جو چینی افواج کے ہمراہ تھے گرفتار کیا اور عربوں نے فن کاغذ سازی ان سے سیکھا [illegible] عیسوی فن کاغذ سازی یورپ پہنچا تیرھویں صدی میں اٹلی [illegible] پندرھویں صدی میں انگلستان والوں نے حاصل کیا۔ یہ کاغذ [illegible] اور ایک خاص قسم کی گھانس سے کاغذ تیار کیا جاتا ہے [illegible]

[illegible]

Marfat.com

...میں جاری ہوا اور خلافت فاروقی میں مصر سے تمام عرب کے لئے کاغذ آتا تھا اور تمام کتابت کاغذ پر ہوتی تھی لیکن اس عہد تک کاغذ نہایت گراں تھا۔ فضل برمکی نے عہد عباسیہ میں جب کاغذ سازی کے کارخانے بغداد شریف میں جاری کئے اسوقت سے کاغذ کی افراط ہوئی۔ دور حاضرہ میں کاغذ کی جس قدر ترقی ہوئی ہے وہ ظاہر ہے اور علوم وفنون کی اشاعت کا راز بھی یہی ہے۔

۲۔ قلم کتابت کی ایجاد سے قبل، قلم، عالم وجود میں آچکا تھا اور جب تک کتابت پتھروں اور سخت چیزوں (دھاتوں) پر ہوتی رہی فنشیوں نے آہنی قلم استعمال کئے لیکن جب کتابت کے لئے کاغذ تیار ہو گیا۔ تو قلم کے لئے مختلف ممالک میں سخت لکڑیوں (مثلاً بانس)، پروں اور جانوروں کے باریک و نرم بالوں اور سرمہ کے قلم بنائے گئے مشرقی ممالک میں پانی کی کاہی خشک کر کے قلم تیار کئے جاتے تھے ان قلموں کا رواج مغربی ممالک میں تیرہویں صدی عیسوی تک رہا۔ اس کے بعد پروں کے قلم کا رواج اٹھارہ سو سال تک رہا۔ جانوروں کے سینگ اور کچھوے کے پشت کی ہڈی کے قلم بھی تیار کرنے کی کوشش کی گئی۔ نب دار لوہے کے قلم ۱۸۲۰ء میں جیمس پیری مانچسٹر کے باشندے نے ایجاد کیا اور اس کے بعد سر جوشیا میسن نامی نے نب تیار کرنے کی مشین بنائی۔

ہندوستان میں نرسل (نرکل)، (نے) سینٹھا۔ (ٹھٹیرہ) (سرکنڈہ) وغیرہ سے کام لیا گیا۔ اہل ایران نے بید مشک اور واسطی (واسطہ عراق کا مشہور شہر ہے) قلم سے لکھا اور انصاف یہ ہے کہ واسطی قلم سے بہتر اس وقت خطاطی کے لئے دوسرا قلم نہیں ہے مشہور ہے بعض واسطی آج بھی ایک ایک اشرفی کے فروخت ہوتے ہیں ان کی سختی کا یہ ہے عالم ہے کہ ایک مرتبہ کا تراشہ برسوں چلتا ہے اور ایک قلم

... ملاحظہ ہو ص ۲۰۲۔

دریاو جود روزانہ کتنا بھی لکھے ہوں خوشنویس [illegible] لکھے ہیں [illegible] کافی ہے۔ ایرانی قلم آہنی سے بھی لکھتے تھے مگر اب [illegible] ماہرین فن نے لکھا ہے کہ بہتر قلم وہ ہے جس کا رنگ بدرجہ غایت [illegible] ہو نہ بالکل سفید سفیدی کیساتھ زردی بھی نہ ہو اور سرخی میں بھی سیاہی کی آمیزش نہ ہو نہ خام ہو اور نہ جلا ہوا۔ اور تراشنے کے لئے اندر سے بالکل سفید ہو اور رگیں قلم کی سیدھی ہوں ورنہ اس میں روانی نہ ہوگی۔ بہر حال پختگی بھی [illegible] کی لازمی شرط ہے۔

قلم کا طول زیادہ سے زیادہ بارہ[12] یا سولہ[16] انگل ہونا چاہئے اور موٹائی [illegible] سیاہ اور ہلکا قلم قابل استعمال نہیں ہوتا ہے قلم کا حسن یہ ہے کہ سرخ [illegible] اور سنگی ہو قلم اگر سبک سست اور سیاہ ہو تو عیب میں داخل ہے۔

خطاطوں نے قلم کے حسن و قبح اور قلم تراشی پر حسب ذیل اشعار [illegible]

۱ قلم سرخ رنگ مے باید	نہ سختی چو سنگ مے باید
نہ سیاہ نہ کوتہ و نہ دراز	یادگیر [illegible]
۲ معتدل نہ سطبر نہ باریک	اندرونش سفید [illegible]
نہ درو پیچ نہ درو تابے	ملک خط [illegible]
۳ قط اول نکو نہ مے آید	دو [illegible] اگر نکو [illegible]
قط اوسط کنی خطا باشد	گر [illegible]

سلاطین مغلیہ فرامین وغیرہ پر سرمہ کے قلم سے دستخط [illegible]

---

[1] خط تعلیق [illegible] قلم سے لکھا جاتا ہے کیونکہ تعلیق کا [illegible]

[2] دہلی کے آخری بادشاہ بہادر شاہ کی اکثر تحریریں پنسل کی لکھی ہوئی [illegible] ہوبی بک آف نالج جلد ۳ صفحہ ۲۰۳۔

Marfat.com

[illegible] کی صورت میں پورا پنجہ دست راست کا زعفران میں ڈبو کر فرامین پر ثبت کرتے تھے ایسے فرامین کی تعداد نہایت قلیل ہے

یورپ میں کتابت ہنوز قلم آہنی (نب آہنی یا پیتل یا کسی اور دھات کا یا فونٹین پین) سیاہی بھرنے والے قلم وغیرہ سے ہوتی ہے۔ اور یورپ کی تقلید میں ہندوستان کے خوشنویس بھی نب ہی استعمال کرتے ہیں۔

روشنائی

مداد مرکب

روشنائی کے لئے شرط ہے کہ نہایت مجلی اور مصفّٰی ہو ورنہ بغیر چمک دمک کے حروف کی شان دوبالا نہ ہوگی روشنائی کے بنانے میں ایرانی بہت مشہور ہیں اور ان کے پاس بہترین نسخے ہیں عمدہ روشنائی ایک سال کی محنت میں تیار ہوتی ہے۔ نادر شاہ نے جب افغانستان فتح کیا ہے اس وقت وہاں ایک روشنائی ساز تھا۔ اس کو یہ خطرہ ہوا کہ نادر شاہی لوٹ میں کہیں میری روشنائی بھی غارت نہ ہو جائے۔ اس خیال سے پورا پیالہ روشنائی کا وہ پی گیا۔ وہ پیتے ہی حبشی نژاد (سیاہ فام) ہو گیا۔ اگر یہ روایت صحیح ہے تو روشنائی کے مفہوم کو بدرجہ اولیٰ ادا کرتی ہے بہر حال روشنائی کیلئے انتہائی سیاہی روانی اور پختگی شرط ہے۔ کئی ایسی قلمی کتابیں نظر سے گذری ہیں کہ جو پانی میں ڈوب گئی ہیں لیکن خشک ہونے کے بعد جب اوراق جدا کئے گئے ہیں تو حروف بدستور باقی تھے عموماً نامور خطاط خود روشنائی بناتے تھے اور وہ بازاری روشنائی استعمال نہ کرتے تھے۔

لے مسٹر [illegible] کی آگرہ گائیڈ (آگرہ اینڈ دی تاج) کے صفحہ ۵ پر ایک فرمان شاہ جہان کا ہے جس پر پنجہ کی مہر ثبت ہے دوسرا ایک فرمان اورنگ زیب عالمگیر کا جو راجہ شوراپور ضلع گلبرگہ (دکن) بنام [illegible] ۱۶۶۹ء کا ہے اس پر بھی زعفرانی پنجہ ہے۔ [illegible] اس کا فوٹو کتاب فرامین سلاطین میں موجود

میرے کتب خانہ میں بھی ایک قلمی نسخہ ملفوظات حضرت شیخ کلیم اللہ جہاں آبادی کا موجود ہے۔ یہ پانی میں کافی دیر تک ڈوبا رہا مگر نکال کر خشک کرنے کے بعد اپنی اصلی حالت پر ہے نہ کاغذ خراب ہوا۔ اور نہ سیاہی میں کسی قسم کی خرابی پیدا ہوئی۔ پانی میں ڈوبنے کا اسکے متعلق ایک دلچسپ واقعہ ہے۔ میرے ایک عزیز اس کو پڑھنے کے لئے مجھ سے لے گئے اتفاقیہ اُن کے مکان میں آگ لگ گئی جو پانی کی مدد سے بجھائی گئی اسی سلسلہ میں یہ کتاب کم از کم ایک شبانہ روز پانی میں ڈوبی اور ملبے کے نیچے دبی ہوئی پڑی رہی۔ جب جلا بھنا سامان ملبے اور پانی میں سے نکالا گیا تو میری خوش قسمتی سے یہ کتاب بھی نکل آئی اس کے دو تین اوراق اور حاشیہ آگ نے جلا کر تباہ کر دیا مگر بقیہ تمام کتاب بالکل اپنی اصلی حالت میں موجود ہے میں نے بطور یادگار اس کو اسی حالت میں رکھا ہے۔

مولانا غلام محمد دہلوی نے اپنے تذکرہ میں جو نسخہ روشنائی بنانے کا لکھا ہے درج کیا جاتا ہے یقین ہے کہ تجربہ سے اچھا ثابت ہوگا۔

نسخہ روشنائی درجۂ اعلیٰ

اگر خواہی شناسی سیاہی	بگویم با تو تحقیقش کماہی
سیاہی نزد ما نیکوتر آں ست	کہ اندر دیدہ براق و رواں است
بداند ہر کہ اہل تمیز است	ز اجزائے سیاہی چار چیز است
نخستیں زاک (پھٹکری) دویم دودہ پاک	ولے ہم سنگ باید دودہ و زاک
سوم جزو سیاہی ہست مازو (ہم وزن)	ولے مازو بود ہم سنگ ہر دو (زاک اصلی)
بود جزو چہارم صمغ خوشرنگ (گوند کیکر)	ولے ہر جزو او باید ہم سنگ
سیاہی چوں بہ پالودہ رسانی (پالش)	ز کرباس لطیفش گر [illegible]

اس نسخے میں اعلیٰ قسم کی پھٹکری کی شرط ہے لیکن وہ مفقود ہے پھٹکڑی چار قسم کی ہوتی ہے۔ اور بلحاظ اوصاف اطباء نے اس کے چار نام رکھے ہیں۔

۱۔ پھٹکڑی سرخ ———— زاک شوری

۲۔ پھٹکری سفید ———— زاک قلق دیس

۳۔ پھٹکری سبز ———— زاک قلقند

۴۔ پھٹکری زرد ———— زاک قلقطار

ان چاروں میں زرد پھٹکری سب سے بہتر ہے۔ ایک شاعر کہتا ہے۔

زاک سوری، سُرخ باشد قلقدلیس، اسفید دان
سبز قلقند است و باشد زرد زاک قلقطار

روشنائی تیار کرنیکی ترکیب

اول مازو کو جو کوب کر کے دو چند پانی میں ایک رات بھگونا چاہئے پھر مازو کو پسی ہوئی پھٹکری میں ملا کر ایک لوہے کے برتن میں گرم کرنا چاہئے جب پانی آدھا جل جائے تو اس کو مقطر کر لیا جائے اور پھر اس پانی کو مزج یا سنگ سماق یا لوہے اور پیتل کے ہاون میں خوب گھوٹے۔ پھر یہ پانی کاجل اور گوند میں ملا دیا جائے اور کامل ایک سو گھنٹے تک سب کو ملا کر پوری قوت سے گھوٹنا چاہئے۔ جیسا کہ شاعر کہتا ہے۔

ہم سنگ دودہ زاک است
ہم سنگ دودہ۔ مازو
ہم سنگ ہر سہ صمغ است
وانگاہ زور بازو۔

(۵) رنگ کی روشنائیاں تیار کرنے کے بہت سے نسخے ہیں جن کو

اساتذہ تیار کرکے کام میں لاتے تھے

قدیم زمانہ[1] میں اخروٹ اور ... کے اجزا کی آمیزش سے [illegible] جاتی تھی۔

آج کل یورپ اور دیگر ممالک کی بنی ہوئی مختلف رنگ کی روشنائیاں بکثرت استعمال ہوتی ہیں۔ اور یہ ہر ضرورت کیلئے جداگانہ تیار کی جاتی ہیں مثلاً کتابت مصوری اور طباعت کی سیاہی ایک دوسرے سے بالکل مختلف ہوتی ہے اس کے علاوہ اور ضرورتوں مثلاً کپڑوں پر نشان لگانے انگوٹھے کے نشان حاصل کرنے، مہریں لگانے وغیرہ وغیرہ کے لئے اقسام اقسام کی سیاہیاں تیار کی جاتی ہیں۔ اور آیندہ زمانہ کی ترقی کے ساتھ ساتھ روشنائیوں کی ایجاد میں اضافہ ہوتا رہیگا۔

[1] بک آف نالج جلد ۳ صفحہ ۲۰۳۴

علم الحروف

یا

تحقیقاتِ ماہر

حصۂ چہارم

از حکیم محمود علی خان۔ ماہر
اکبر آبادی۔ ثم دہلوی

فراشخانہ دہلی

Marfat.com

قدیم خطاطی کا وہ نمونہ جسمیں تصاویر کے ذریعہ اپنا مقصد ظاہر کیا جاتا تھا

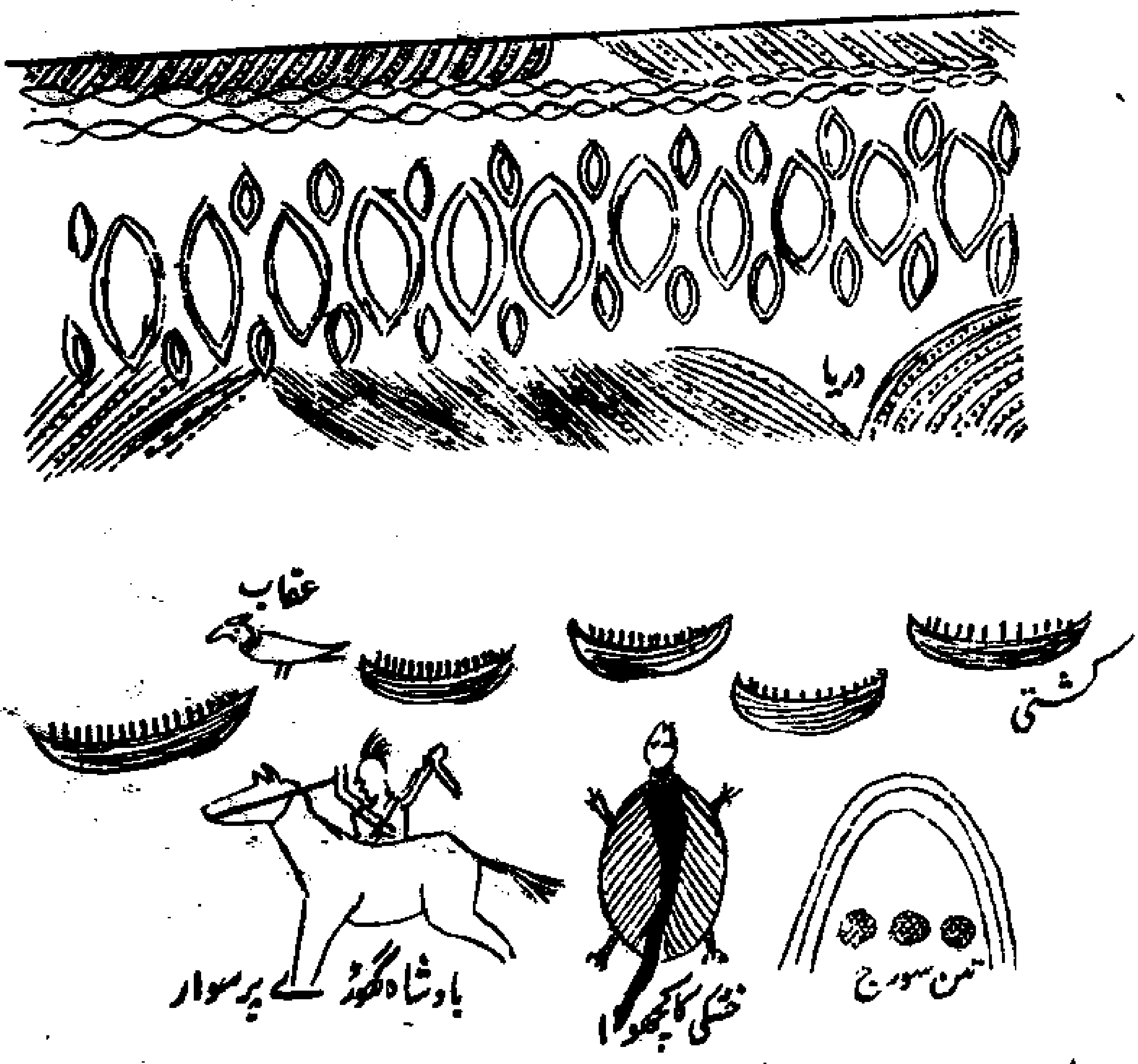

مندرجہ بالا تصویر سے شمالی امریکہ کے کسی بادشاہ کے سفر کے متعلق تصادیر کے ذریعہ یہ ثابت کیا گیا ہے کہ وہ کشتیوں پر گئے تھے۔

تین سورج کی تصویر کا مقصد تین یوم سفر کیا تھا۔ کشتیوں کی تصویر سے دریا کا سفر ظاہر کیا ہے کچھوے کی تصویر سے شمالی امریکہ کے علاقہ میں خشکی پر پہونچے۔ گھوڑے پر سوار ہوئے عقاب کی تصویر قدیم زمانہ میں اکثر حدود ظاہر کرنے کے لئے بناتے تھے اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ اس دور میں گھوڑے کی سواری کا رواج تھا۔ یہ سفر بارش کے موسم میں کیا گیا۔

(نوٹ) اس قسم کی خطاطی کے اور بھی بہت سے نمونے موجود ہیں طوالت کی وجہ سے ایک ہی پر اکتفا کیجاتی ہے اس کتاب کی طبع ہونے کے بعد انشاء اللہ تعالیٰ دوسری کتاب بشرط زندگی و صحت نکلے گا جسمیں عمارات کے نقوش تصاویر اور خطوط وغیرہ سے یہ ثابت کرونگا کہ یہ کس زبان کے رسم الخط ہیں اور اس سے کیا عبارت بنتی ہے۔

Marfat.com

قدیم ابجدیں

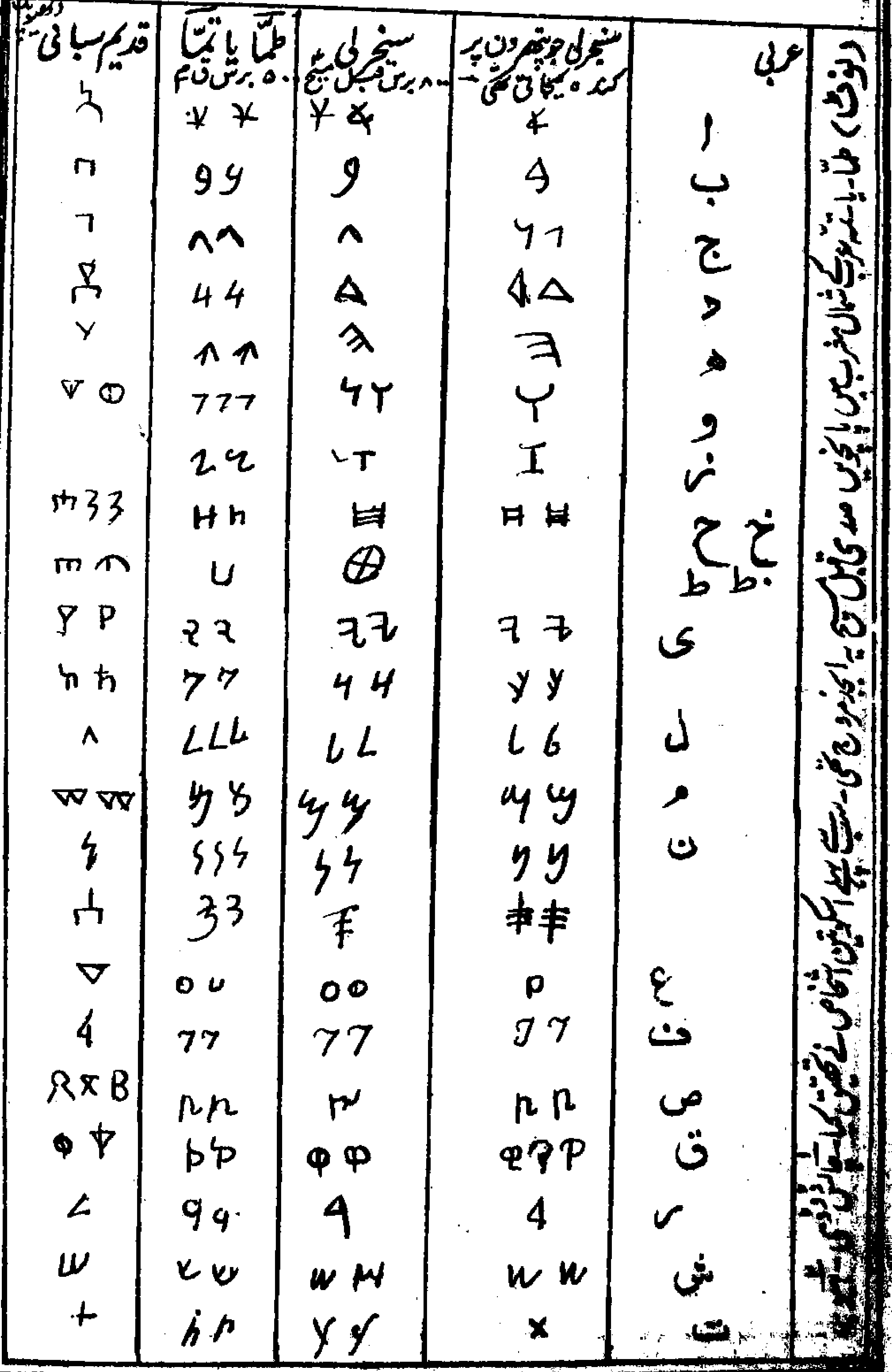

Marfat.com

قدیم ابجدیں

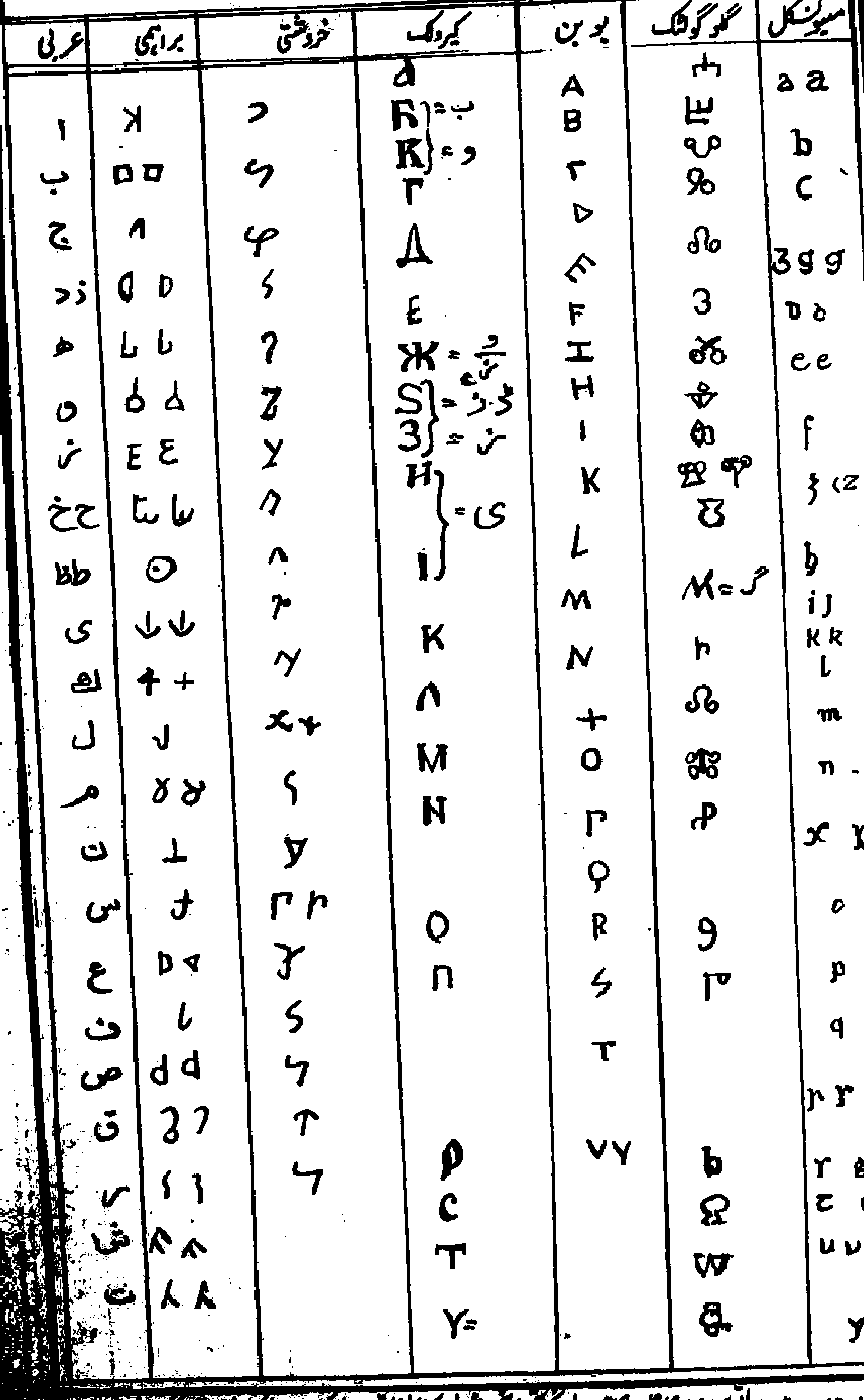

[1] میرونسکل جو یورپ میں ساتویں صدی عیسوی میں رائج تھی یونیشل کا طرز تحریر معلوم ہوتا ہے جو چوتھی صدی سے آٹھویں صدی عیسوی تک مروج تھی۔ ۱۲

ارکیڈیا کی زبان کے مختلف ادوار کے نمونے جو میخی رسم الخط سے مشابہ ہیں

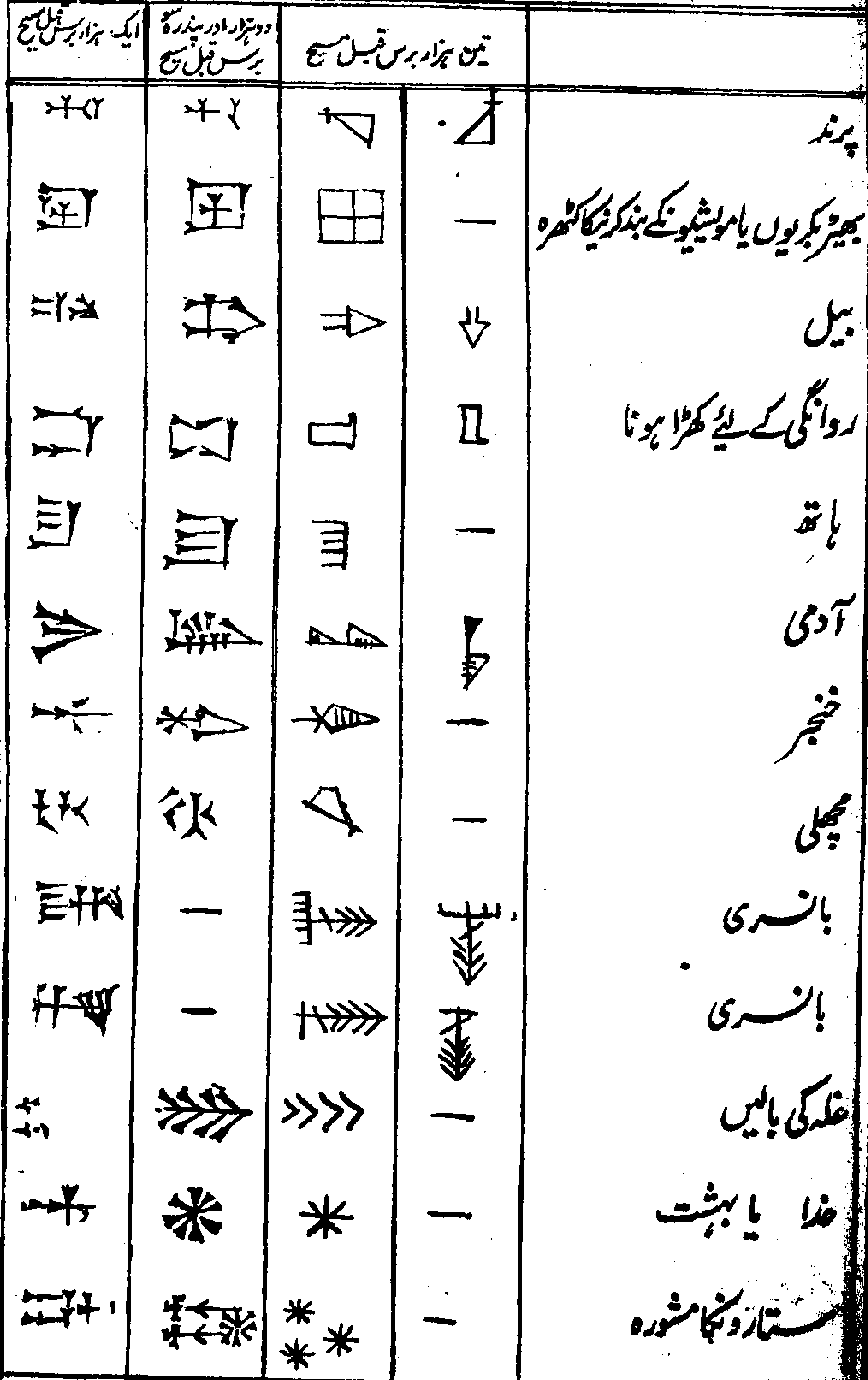

چینی زبان کی ابجد اور اُسکا رسم الخط

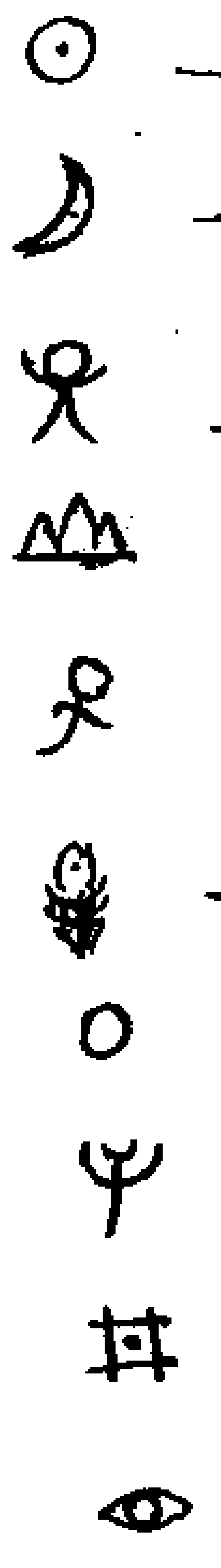

جدید		قدیم	
日	———		سورج
月	———		چاند
天	———		خدا
山	———		پہاڑ
子	———		بچہ
魚	———		مچھلی
口	———		مُنہ
手	———		ہاتھ
井	———		کنواں
目			آنکھ

(۱) ان ہی اوپر کے دو لفظوں کو ملا دینے سے نیا لفظ پیدا ہو جاتا ہے۔
جس کے معنی ملانے والے دو لفظوں سے ملتے جلتے ہوتے ہیں۔
چنانچہ 日月 (سورج چاند) سورج اور چاند کی شکل کے ملنے سے ایک لفظ بنا جسکے
معنی چمکنا (روشنی) ہوتے ہیں
اسی طرح عورت اور بچہ 女子 (عورت بچہ) کے ملنے سے ایک لفظ بنا جس کے معنے اچھے
کے ہوتے ہیں۔

زبان اور منھ [illegible] کے ملانے سے ایک لفظ بنا جس کے معنے تقریر کے ہوتے ہیں۔
دو ہاتھوں [illegible] کے ملنے سے ایک لفظ بنا جس کے معنی دوستی کے ہوتے ہیں۔
دو درختوں کی شکل 木 木 ایک جگہ بنا دینے سے ایک لفظ بنا جس کے معنی درختوں کی دورویہ قطار کے ہوتے ہیں۔

(۲) چینی زبان سیکھنے کے واسطے کم از کم چار ہزار الفاظ یاد کرنے کی ضرورت ہے کیونکہ اس زبان میں ایک تلفظ کے تقریباً دس یا اس سے بھی کچھ زیادہ معنی ہوتے ہیں۔ مثال کے طور پر نیچے لکھے ہوئے تمام الفاظ کا تلفظ "شیح" (SHIH) ہے = مگران کے معنے علیٰحدہ علیٰحدہ ہیں۔

ٹھیراؤ	舍	قصہ یا تاریخ	史
نقصان کرنا	失	بازار	市
اعلان کرنا ظاہر کرنا	示	پتھر	石
خاندان۔ قوم۔ فرقہ	氏	قوم۔ زمانہ۔ اولاد	世
		افسر	士
		خواہش (درخواست)	使
چھوٹا بھائی (تلفظ کو)	[illegible]	فوج (یا فوجی معاملات)	師

(نوٹ) قدیم چینی الفاظ کو چینی زبان میں کئو ن (Ku-wen) کہتے ہیں اور عبارت میں اسکی شکل اس طرح لکھی جاتی ہے۔ 古 文
یہ خیال کیا جاتا ہے کہ چینی زبان تصاویر سے تعلق رکھتی ہے۔ پرانے کتبوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس قسم کی زبان ۲۷۰۸ ق م سے شروع ہوتی ہے۔ اور اٹھارہویں صدی تک پائی جاتی ہے۔

Marfat.com

چینی زبان کی ابجد

甲 الف	丙 خ	戊 س	庚 غ	壬 ن
子 ب	寅 ح	辰 ش	午 ف	申 و
乙 ت	丁 د	己 ص	辛 ق	癸 ہ
丑 ٹ	卯 ذ	巳 ض	未 ک	酉 ی
酉 ث	戌 ر	大 ط	踏 گ	銀 ی
中 ج	中 ز	林 ظ	傍 ل	鋒 ے
金 چ	火 ژ	水 ع	土 م	

ابجد ہذا یوسف چینی دندان ساز دہلی سے حاصل ہوئی ہے (محمود ...)

Marfat.com

جاپانی ابجدیں

جاپانی زبان میں دو قسم کی ابجدیں استعمال ہوتی ہیں ایک کا نام "کٹ کنا"۔ دوسری کا نام "ہیراگانا" ہے۔ یہ دونوں ملا کر نہیں لکھے جاتے بلکہ علیحدہ علیحدہ فقروں میں استعمال ہوتے ہیں۔ جاپانی زبان کی رسم تحریر بھی چینی زبان کی طرح ہوتی ہے۔ جاپانی ابجد کے حروف الفاظ بنانے کے لیے مِلائے جاتے ہیں۔ یا ملا کر لکھے جاتے ہیں۔

ア	カ	サ	タ	ナ	ハ	マ	ヤ		ラ	ワ
ا	کا	سا	تا	نا	ہا	ما	یا		ذا	وا
イ	キ	シ	チ	ニ	ヒ	ミ	ヰ		リ	ヲ
ای	کی	شی	چی	نی	ہی	می	آئی		ری	وو
ウ	ク	ス	ツ	ヌ	フ	ム	ユ		ル	ン
یو	کوٗ	سوٗ	تسا	نا	فا	ما	یا		را	نا
.	エ	ケ	セ	テ	ネ	ヘ	メ	ヱ		レ
	ی	کی	سی	ٹی	نی	ہی	می	یلی		ری
オ	コ	ソ	ト	ノ	ホ	モ	ヨ	ー		ロ
و	کو	سو	ٹو	نو	ہو	مو	یو			رو

کٹکنا (جاپانی ابجد)

ガ	ザ	ダ	バ	パ
گا	زا	ڈا	با	پا
ギ	ジ	ヂ	ビ	ピ
گی	زی	جی	بی	پی
グ	ズ	ヅ	ブ	プ
گو	زو	زو	بو	پو
ゲ	ゼ	デ	ベ	ペ
گی	زی	ڈی	بی	پی
ゴ	ゾ	ド	ボ	ポ
گو	زو	ڈو	بو	پو

ہیراگانا (ابجد) جاپانی

い ای	ろ رو	は ها	に نی	ほ ہو	へ ہی	と تو	ち چی	り ری
ぬ نو	る را	を وا	わ وا	か کا	よ یو	た تا	れ ری	そ سو
つ تسو	ね نی	な نا	ら را	む مو	う و	ゐ آی	の نو	お او
く کو	や یا	ま ما	け کی	ふ فو	こ کو	え ے	て تی	あ ا
さ سا	き کی	ゆ یو	め می	み می	し شی	ゑ ی	ひ ہی	も مو
せ سی	す سو	ん ن						

Marfat.com

ہیراگانا (ابجد) جاپانی

が	ざ	だ	ば	ぱ
گا	زا	ڈا	با	پا
ぎ	じ	ぢ	び	ぴ
گی	زی	جی	بی	پی
ぐ	ず	づ	ぶ	ぷ
گوَ	رو	زوَ	بوَ	پوَ
げ	ぜ	で	べ	ぺ
گی	زی	ڈی	بی	پی
ご	ぞ	ど	ぼ	ぽ
گو	زو	ڈو	بو	پو

Marfat.com

تبتی چینی علاقہ کی ابجد

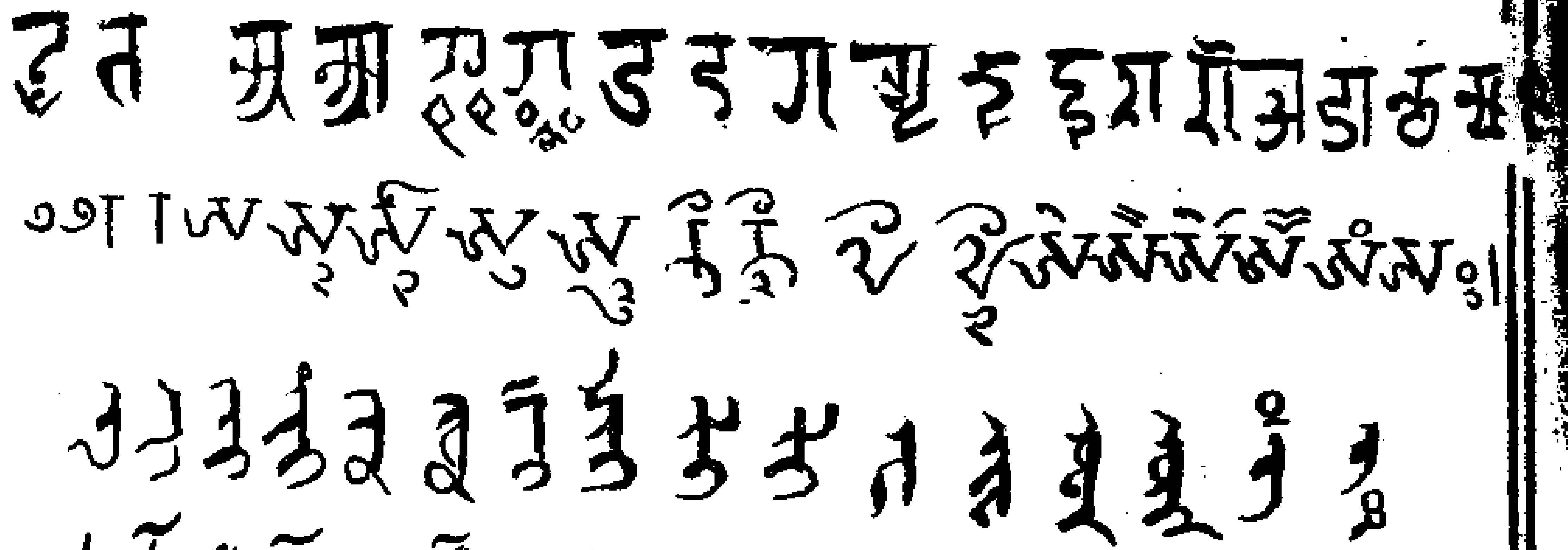

آ انگ اَو او اَی ای لی لی ری ری یوٗ یو آی ای آ ا

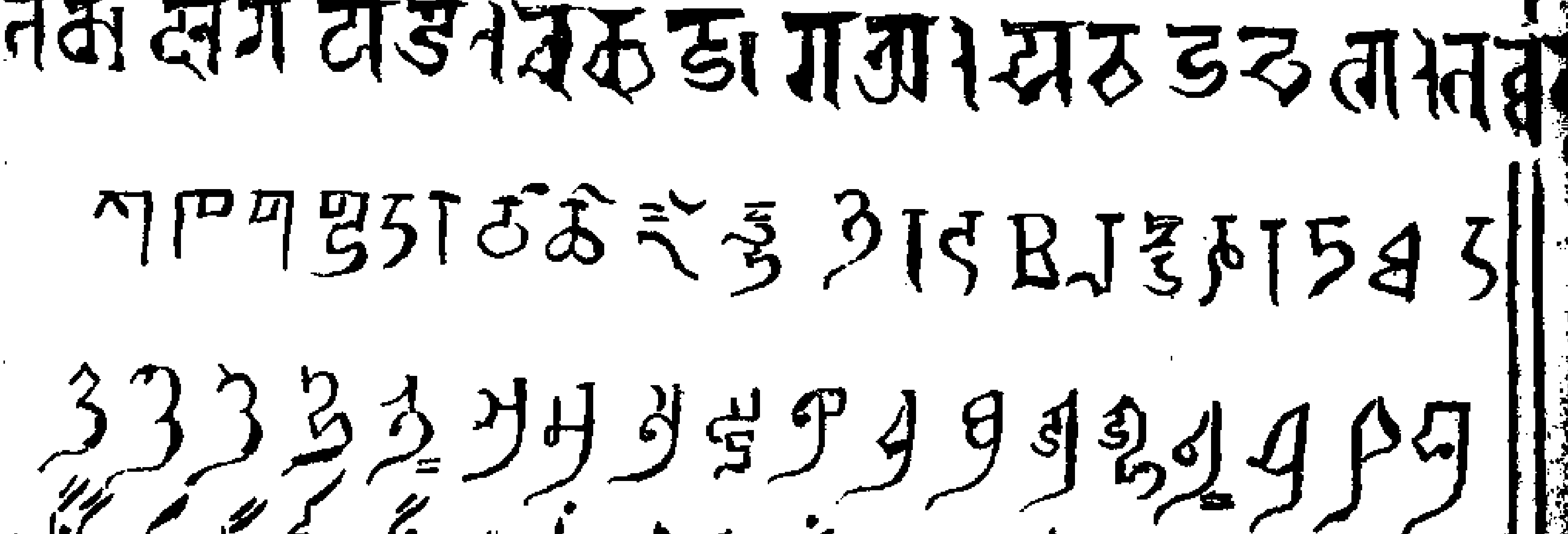

ڈ ٹ ڈہ تس تزہ ڈز ڈ دز نخ دیچ ڈس نیچ س نگ چ گھ ک گنگ

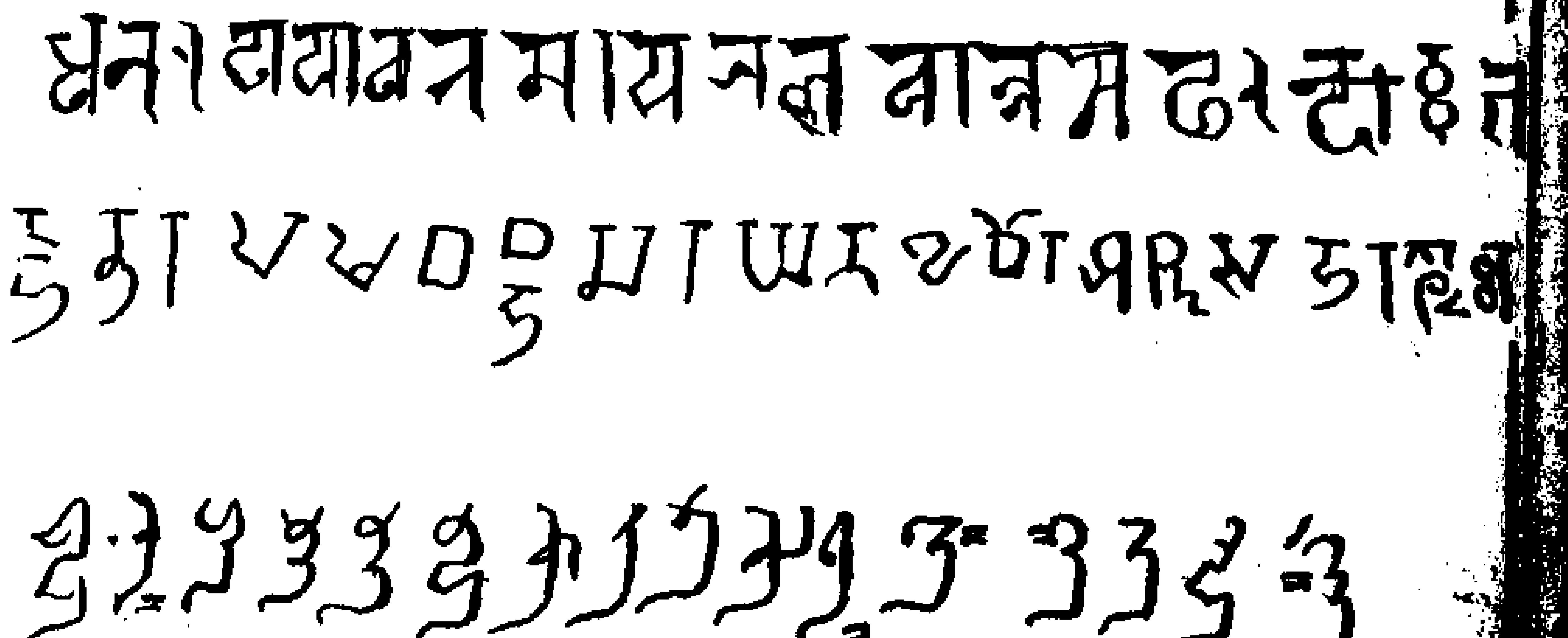

انگ چ سس نہ سہ وو ل ر ج م وچ و پہ ب ن ڈچھ

Marfat.com

رونی ابجد (سویڈن اور ناروے میں جو رائج تھی

ث ب ی م ل پ ڈ و — س ا پ ی ی ی ن ہ — ،، س س ر و ہ و ف

جرمنی زبان کی ابجد

A a, B b b C c, c D d d E e, e F f f G g, g

اے بی سی ڈی ای ایف جی

H h, h I i, i K k, k L l, l M m, m N n, n

ایچ آئی یوٹا کے ایل ایم این

O o o P p, p Q q, q R r, r S ſ s, s

او پی کیو آر ایس

T t, t U u, u V v, v X x, x Y y, Y Z z, z

ٹی یو وی ایکس وای زیڈ

ابجد مکی و مدنی

سحری القلم

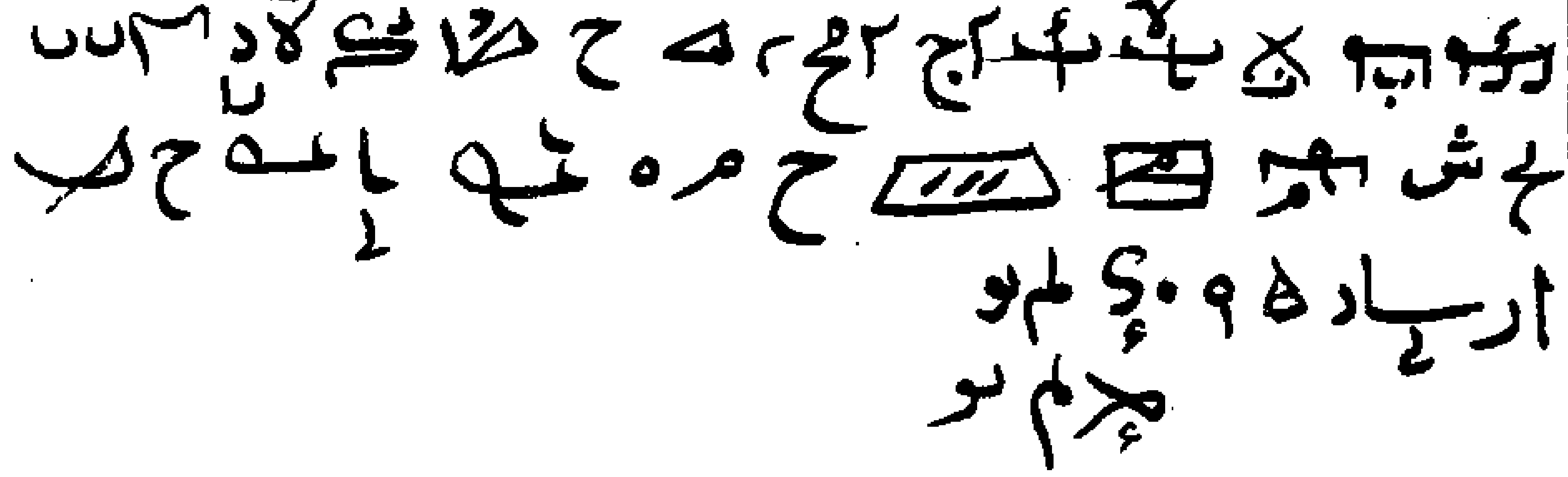

ابجد قدیم سوڈانی

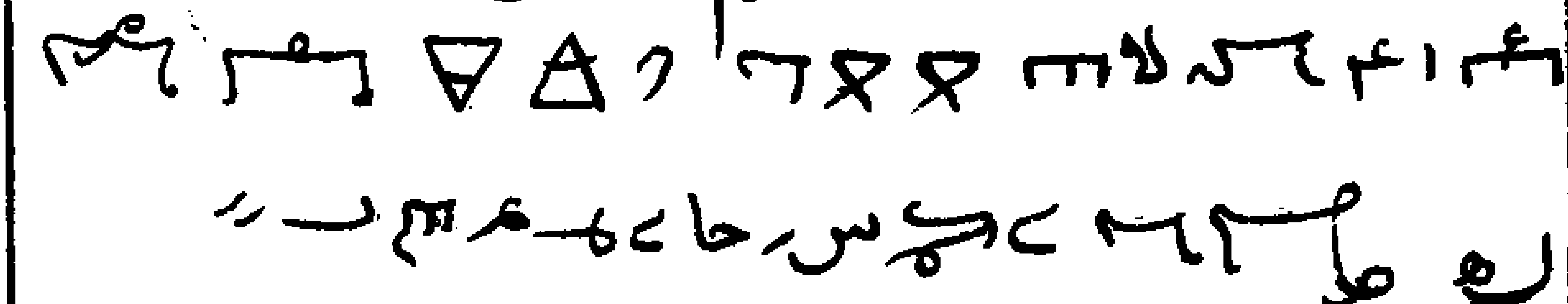

عبرانی ابجد جو یہودیوں میں مروج ہے

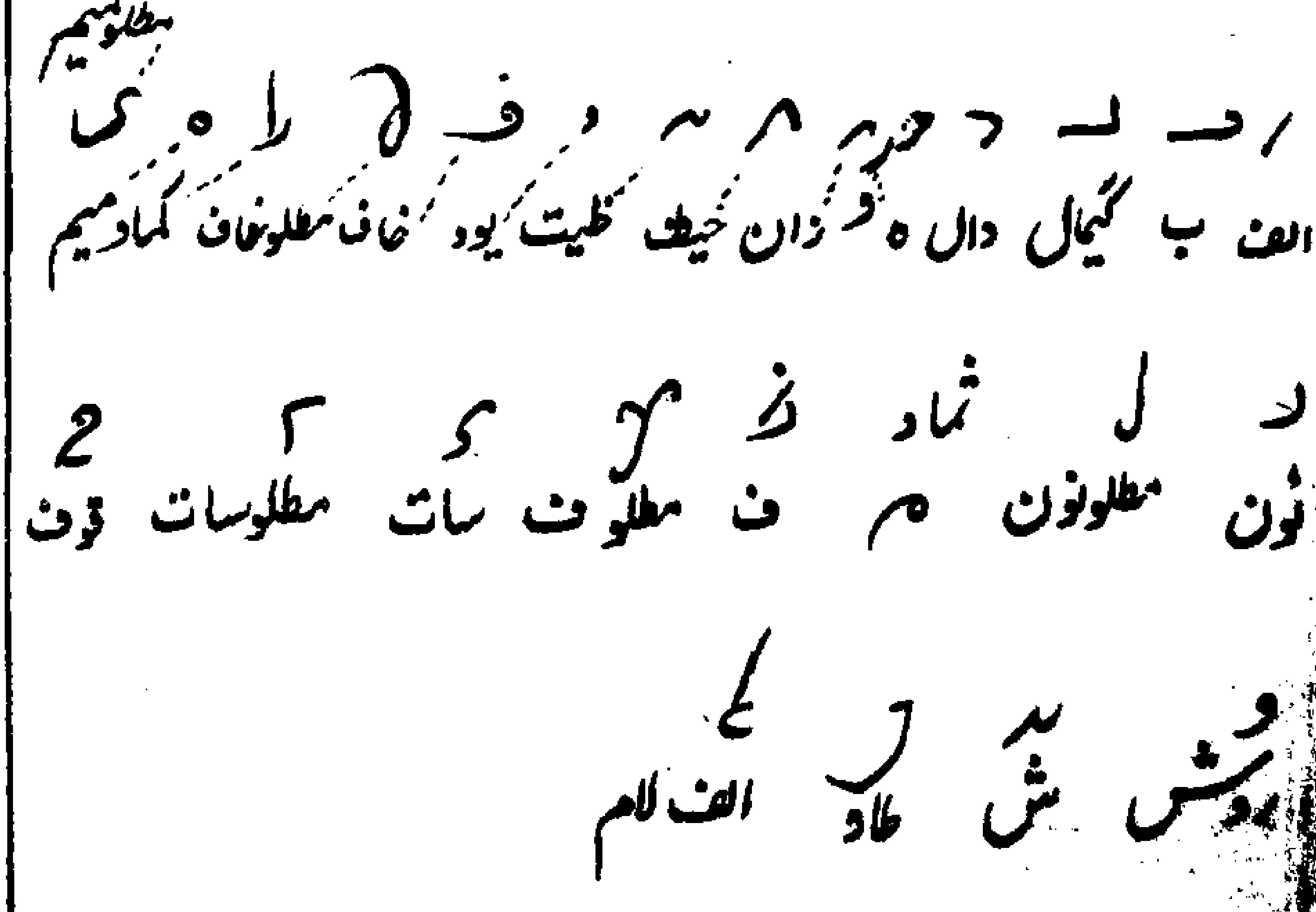

Marfat.com

نمونہ خطاطی کستج ونیم کستج

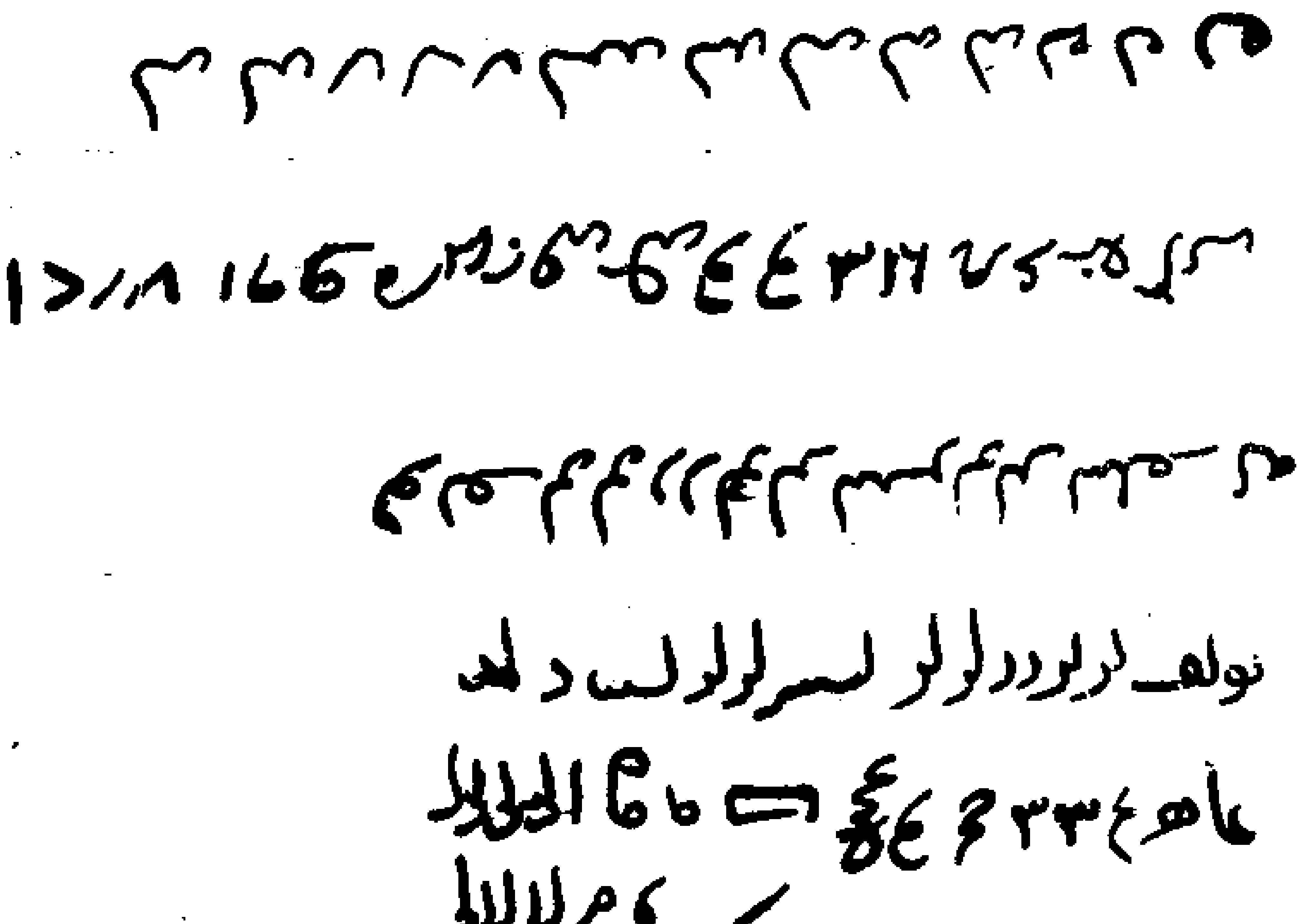

نیم کستج

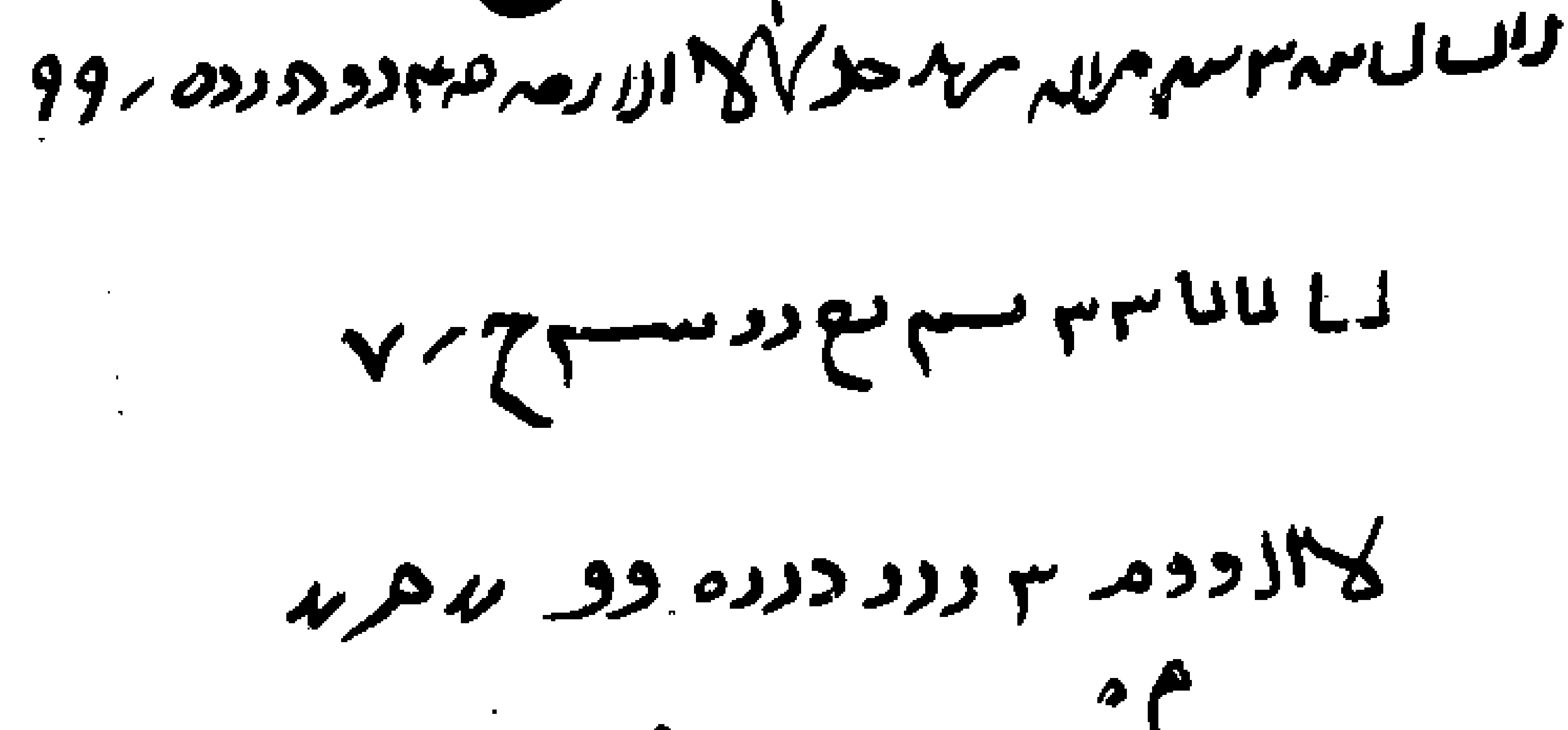

ابجد منانی

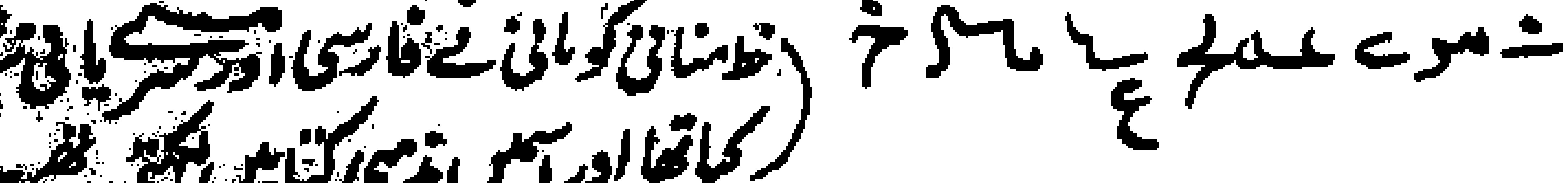

(خط منانی کو مانی نے فارسی اور سریانی سے مرتب کیا تھا اور اسمیں مذہبی کتابیں لکھی تھے)

ابجد سنسکرت (ہندوستان)

अ	आ	इ	ई	उ	ऊ	ऐ	ए
ا	آ	ای	ای	اُو	اُوٗ	اے	ائی

ओ	औ	अं	अः
اُو	اَوو	انگ	اہ

क	ख	ग	घ	ङ	च	छ	ज	झ
کا	کھا	گا	گھا	ڹ	چا	چھا	جا	جھا
ञ	ट	ठ	ड	ढ	ण	त	थ	द
یکناں	ٹا	ٹھا	ڈا	ڈھا	رڑاں	تا	تھا	دا
ध	न	प	फ	ब	भ	म	य	
دھا	نا	پا	پھا	با	بھا	ما	یا	
र	ल	व	श	ष	स	ह	क्ष	
را	لا	وا	شا	شا	سا	ہا		
त्र	ज्ञ							
ترا								

پالی رسم الخط کا نمونہ

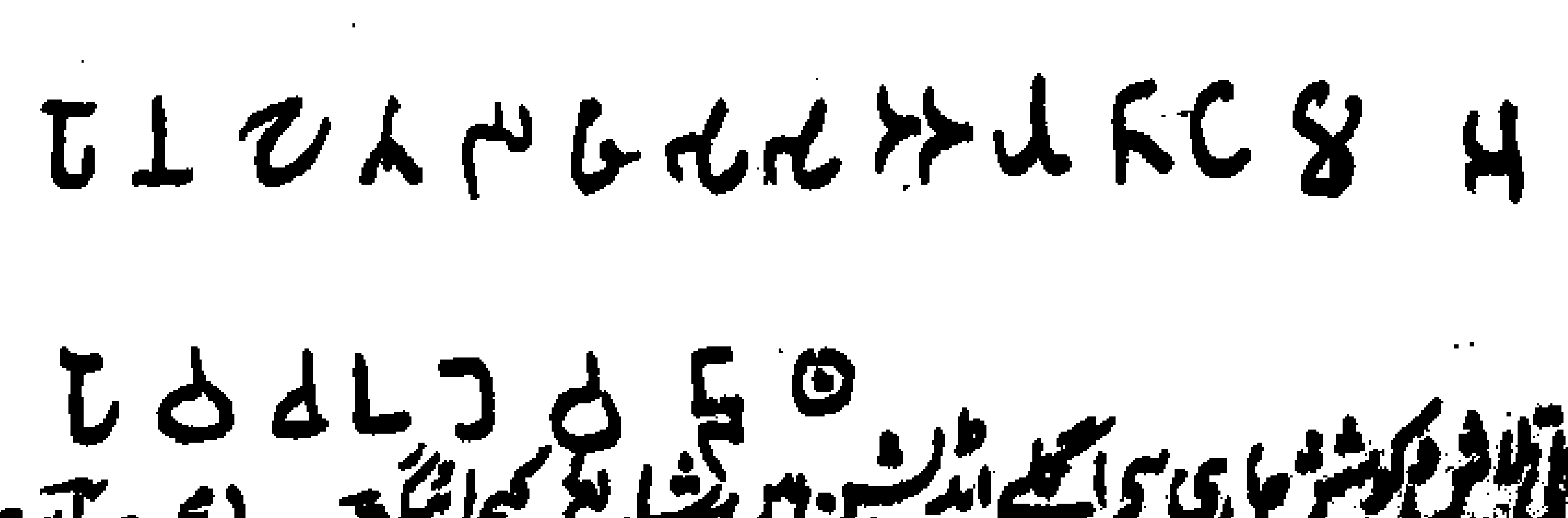

نوٹ افسوس ہے کہ پالی زبان کی [illegible] ابھی دستیاب نہ ہوئی تلاش و کوشش جاری ہے اگلے ایڈیشن میں شائع کیجائیگی (محمود طاہر)

Marfat.com

گجراتی زبان کی ابجد (ہندوستانی)

અ	આ	ઇ	ઈ	ઉ	ઊ	ઋ
ا	آ	ای	ایٓ	او	اوٗ	

એ	ઐ	ઓ	ઔ	અં	અઃ
اے	آئی	اَو	اوو	انگ	اہ

ક	ખ	ગ	ઘ	ઙ	ચ	છ	જ
کا	کھا	گا	گھا	ں	چا	چھا	جا

ઝ	ઞ	ટ	ઠ	ડ	ઢ	ણ	ત
جھا	ئینّاں	ٹا	ٹھا	ڈا	ڈھا	رڑاں	تا

થ	દ	ધ	ન	પ	ફ	બ
تھا	دا	دھا	نا	پا	پھا	با

ભ	મ	ય	ર	લ	વ	શ	ષ	સ
بھا	ما	یا	را	لا	وا	شا	شا	سا

હ	ળ
ہا	

چمبیالی ابجد (ہندوستان)

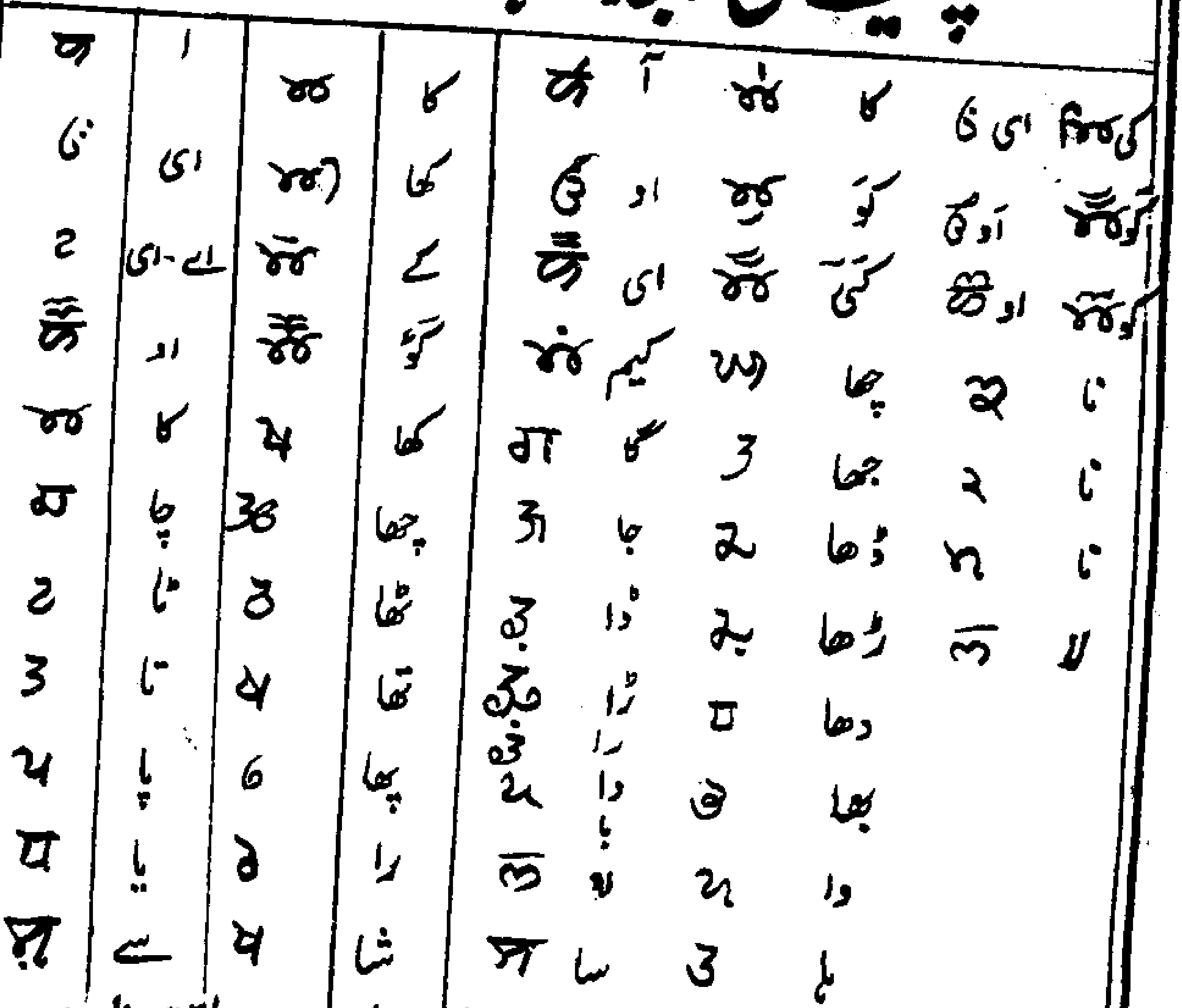

(نوٹ) ابجد ہذا ریاست چمبا علاقہ پنجاب میں مستعمل ہے جو ٹکری سے ملتی ہوئی ہے۔

نمونہ خط بالٹی یا بھوٹانی

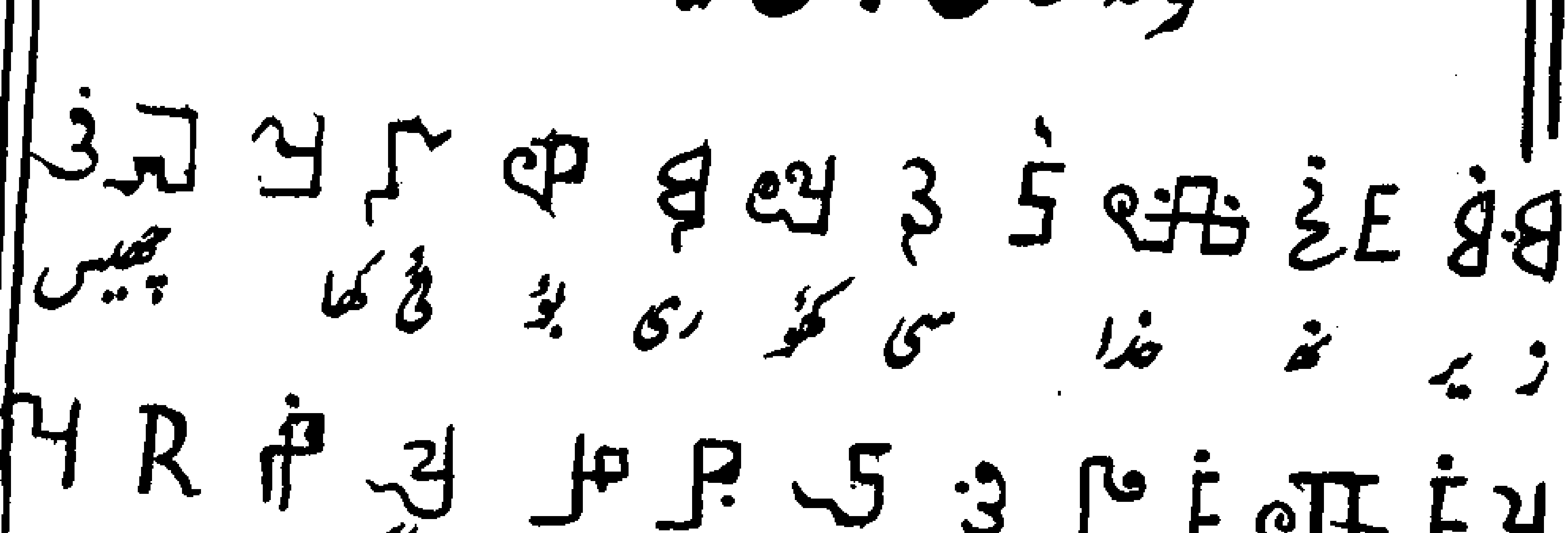

(نوٹ) باوجود کافی تلاش کے بالٹی ابجد دستیاب نہیں ہوئی (محمود ماہر)

ابجد لیچا (رونگ علاقہ ہمالیہ (ہندوستان)

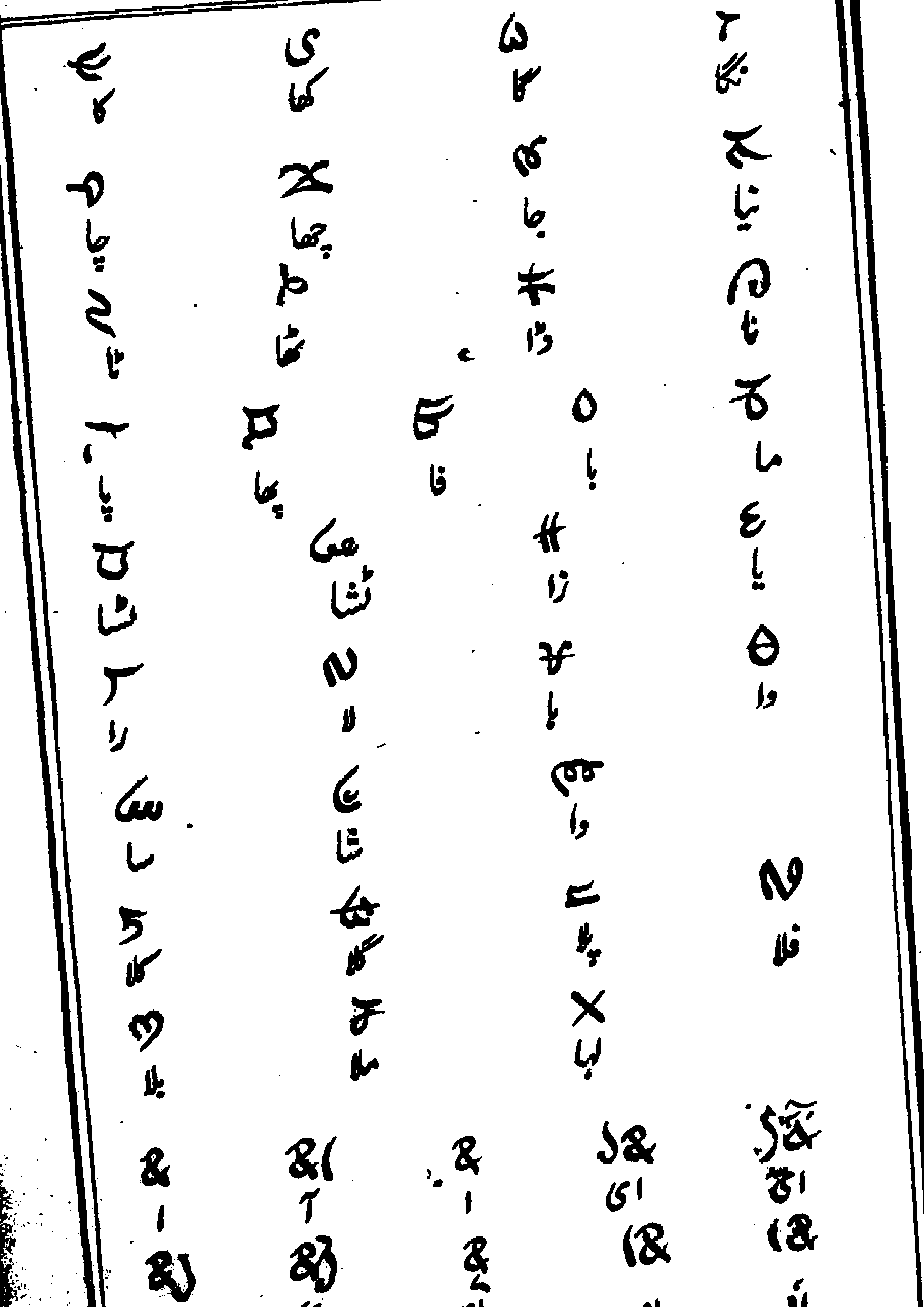

سندھی ابجد (ہندوستان)

ا ب ٻ ڀ ت ٿ ٽ ث پ ڦ ج جھ ڄ ڃ ح
خ د ڌ ڏ ڊ ڍ ذ ر ڙ ز س ش ص ض ط ظ ع غ
ف ق ڪ ک گ ڳ گھ ڱ ل م ن ڻ و ھ ء ی

مخارجِ حروف کی تشریح

ٻ	بکری کی آواز	ڃ	چھ
ڀ	بھ	ڌ	دھ
ٿ	تھ	ڏ	ڈ
ٽ	ٹ	ڊ	ڈھ
ڦ	پھ	ڍ	ڈھ
ڄ	بکری کی آواز جیم سے	ڙ	ڑ
جھ	جھ	کہ گھ	کھ گھ کا۔ زبان اندرون کیطرف کھینچکر
ڃ	ہیں		

ڳ۔ گیں۔ اندر کیطرف نون سے منہ ملتی ہوئی

ڻ ۔ اون ذرا دبا کر زور دیکر

ہندوستان (پنجاب)

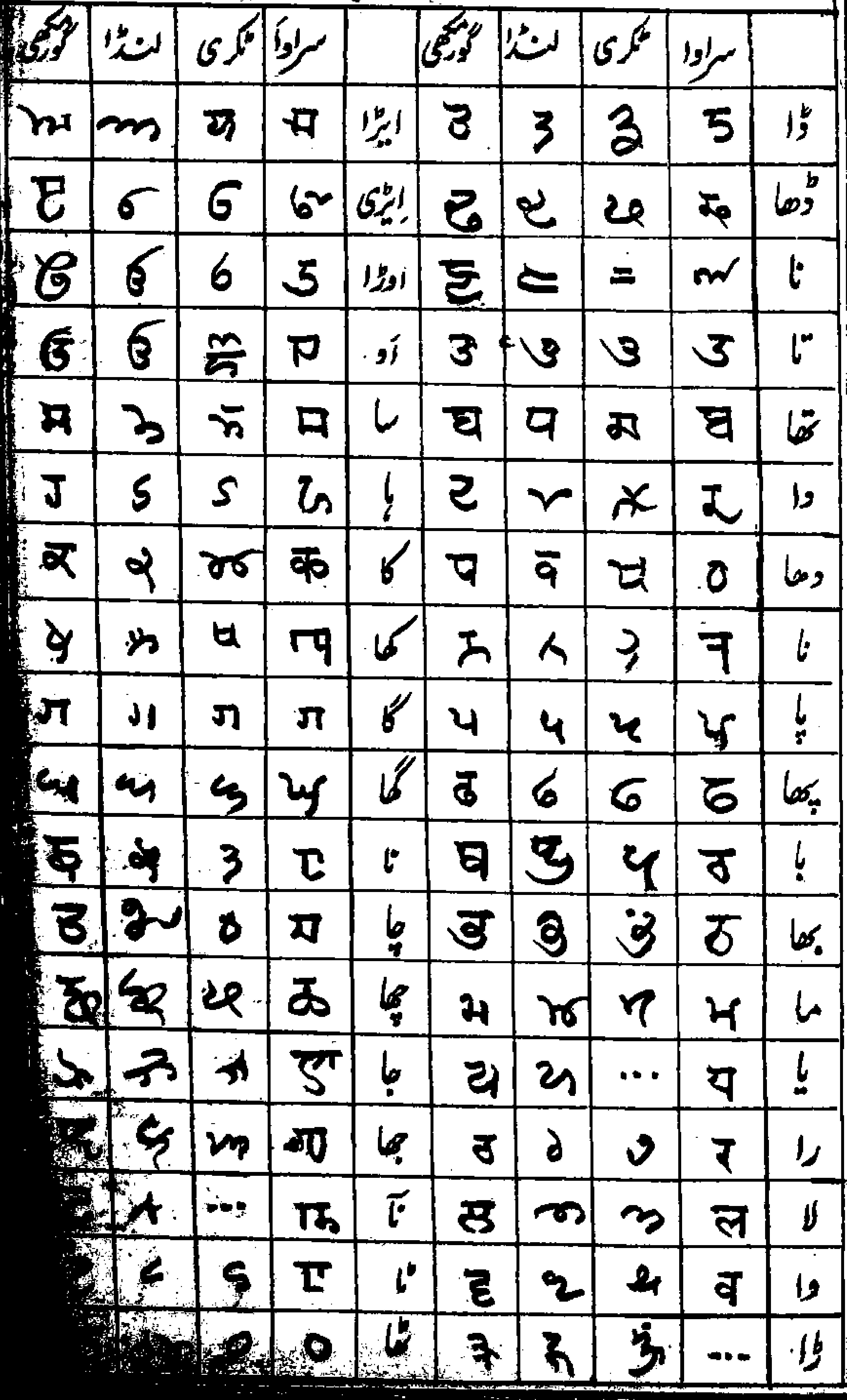

گورمکھی۔ کانگڑی۔ ڈوگری ابجدیں

(ہندوستان ۲ پنجاب)

اردو	ڈوگری	کانگڑی	اردو	ڈوگری	کانگڑی
ڈا	[illegible]	[illegible]	اِیڑا	[illegible]	[illegible]
ڈھا	[illegible]	[illegible]	اِیڑی	[illegible]	[illegible]
تا	[illegible]	=	اوڑا	[illegible]	[illegible]
تا	[illegible]	[illegible]	اُو	[illegible]	[illegible]
تھا	[illegible]	[illegible]	سا	[illegible]	[illegible]
دا	[illegible]	[illegible]	ہا	[illegible]	[illegible]
دھا	[illegible]	[illegible]	کا	[illegible]	[illegible]
نا	[illegible]	[illegible]	کھا	[illegible]	[illegible]
پا	[illegible]	[illegible]	گا	[illegible]	[illegible]
پھا	[illegible]	[illegible]	گھا	[illegible]	[illegible]
با	[illegible]	[illegible]	نا	[illegible]	[illegible]
بھا	[illegible]	[illegible]	چا	[illegible]	[illegible]
ما	[illegible]	[illegible]	چھا	[illegible]	[illegible]
یا	[illegible]	…	جا	[illegible]	[illegible]
را	[illegible]	[illegible]	جھا	[illegible]	[illegible]
لا	[illegible]	[illegible]	آ	[illegible]	…
وا	[illegible]	[illegible]	ٹا	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	ٹھا	o	o

Marfat.com

چیسپوری (سرموری) اَبجد (ہندوستان)

[illegible]	را	[illegible]	ٹا	[illegible]	آ
[illegible]	لا	[illegible]	ٹھا	[illegible]	آ
[illegible]	وا	[illegible]	ڈا	[illegible] یا [illegible]	آج اے اوٗ آئی
[illegible]	سا	[illegible]	ڈھا	[illegible]	او - اوٗ آوٗ
[illegible]	شا	[illegible]	تا	[illegible] یا [illegible]	اِی
[illegible]	سا	[illegible]	تا	[illegible]	آئی
[illegible]	ہا	[illegible]	تھا	[illegible]	او - آوٗ
[illegible]	کے	[illegible]	دا	[illegible]	آو
[illegible]	کی - کیٔ	[illegible]	دھا	[illegible]	کا
[illegible]	کو - کوٗ	[illegible]	نا	[illegible]	کھا
[illegible]	کی - کیٓ	[illegible]	پا	[illegible]	گا
[illegible]	کئی	[illegible]	پھا	[illegible]	گھا
[illegible]	کو - کوٗ	[illegible]	با	[illegible]	چا
[illegible]	کوٓ	[illegible]	بھا	[illegible]	چھا
		[illegible]	ما	[illegible]	جا
		[illegible]	یا	[illegible]	جھا

یہ ابجد مکمل نہیں ہے ایک قیدی سے اس ابجد کے کچھ حروف [illegible]
ملتے جلتے ہیں [illegible]

ابجد کلوئی (ہندوستان)

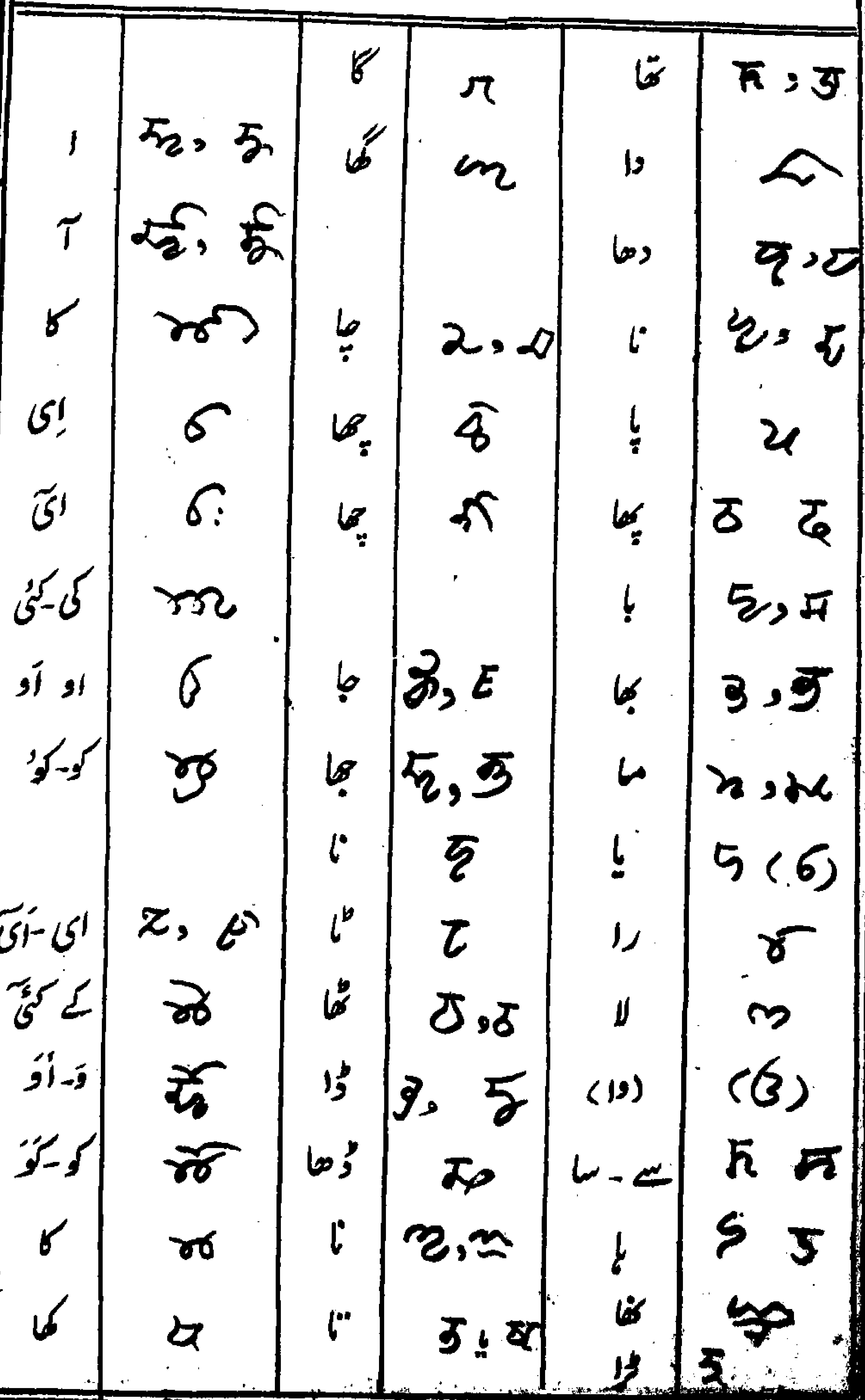

... کے بالا ... حصہ میں مروج ہے

Marfat.com

کوچی ابجد۔(ہندوستان)

[illegible]	مھا	[illegible]	جھا	[illegible]	ا
[illegible]	یا	[illegible]	ٹا	[illegible]	آ
[illegible]	را	[illegible]	ڈا	[illegible]	اِی اِیٖ
[illegible]	لا	[illegible]	ڈھا	[illegible]	او آوٗ
[illegible]	وا	[illegible]	نا	[illegible]	اے
[illegible]	سے۔شا۔سا	[illegible]	تا	[illegible]	او
[illegible]	ہا	[illegible]	تھا	[illegible]	آو
[illegible]	کے	[illegible]	دا	[illegible]	آوٗ
[illegible]	کِی کے	[illegible]	دھا	[illegible]	کا
[illegible]	کو۔کوٗ	[illegible]	نا	[illegible]	کھا
[illegible]	کر	[illegible]	پا	[illegible]	گا
[illegible]	کئی	[illegible]	پھا	[illegible]	گھا
[illegible]	کو	[illegible]	با	[illegible]	چا
[illegible]	کوٗو	[illegible]	بھا	[illegible]	چھا
		[illegible]	ما	[illegible]	جا

نوٹ) یہ ابجد شملہ کے پہاڑی علاقہ میں مستعمل ہے

ابجد منڈولی (ہندوستان)

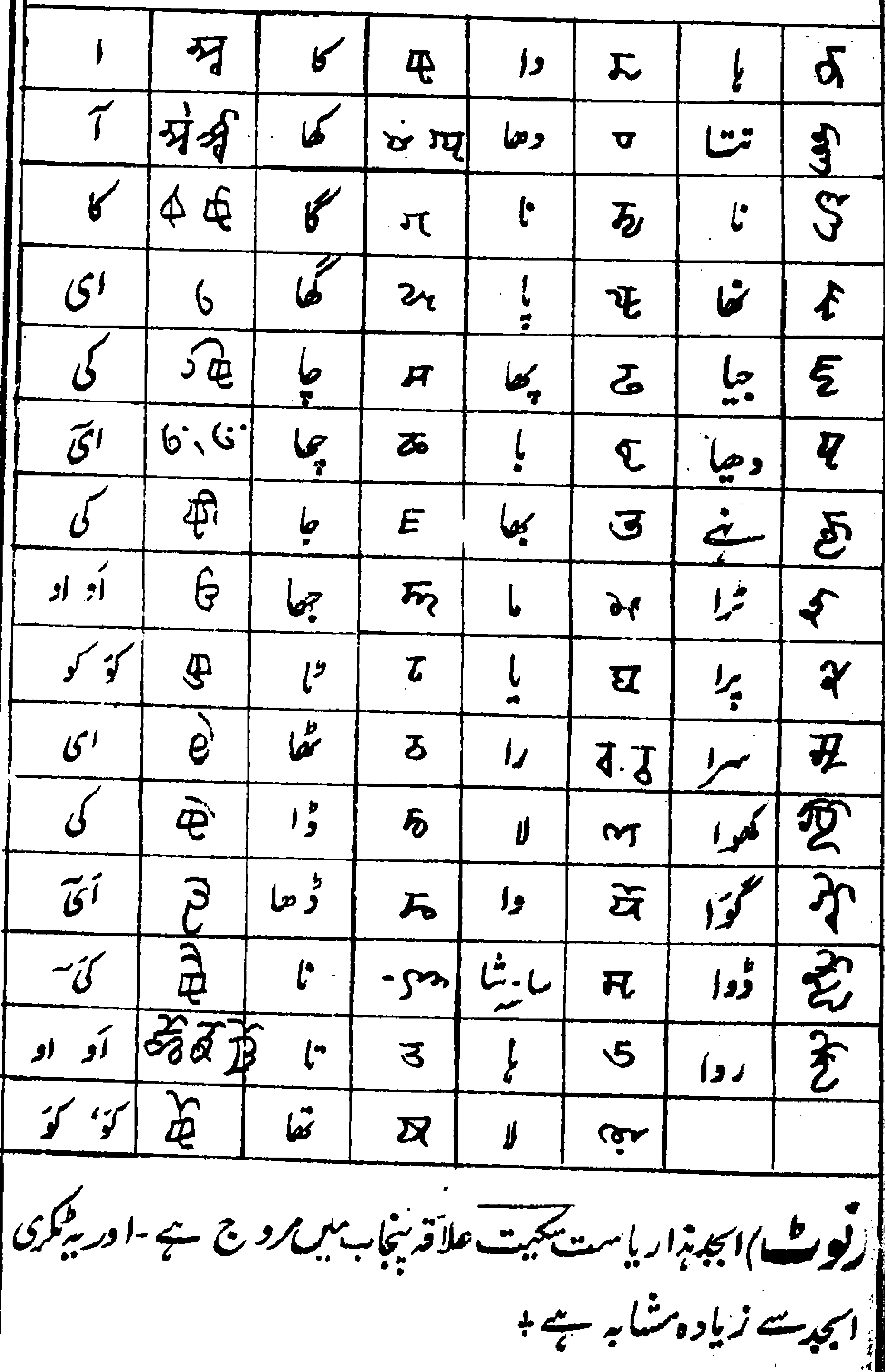

ہا	دا	کا	ا
تتا	دھا	کھا	آ
نا	نا	گا	کا
تھا	پا	گھا	ای
جیا	پھا	چا	کی
دھیا	با	چھا	اَی
سنہے	بھا	جا	کی
ٹرا	ما	جھا	اَو او
پرا	یا	ٹا	کوَ کو
سرا	را	ٹھا	ای
کھوا	لا	ڈا	کی
گوَا	وا	ڈھا	اَی
ڈوا	ساشا	نا	کیَ
روا	ہا	تا	اَو او
	لا	تھا	کوَ کوَ

(نوٹ) ابجد ہذا ریاست سکیت علاقہ پنجاب میں مروج ہے۔ اور یہ ٹکری ابجد سے زیادہ مشابہ ہے۔

برمی ابجد (جو رنگون اور علاقہ برما میں مروج ہے)

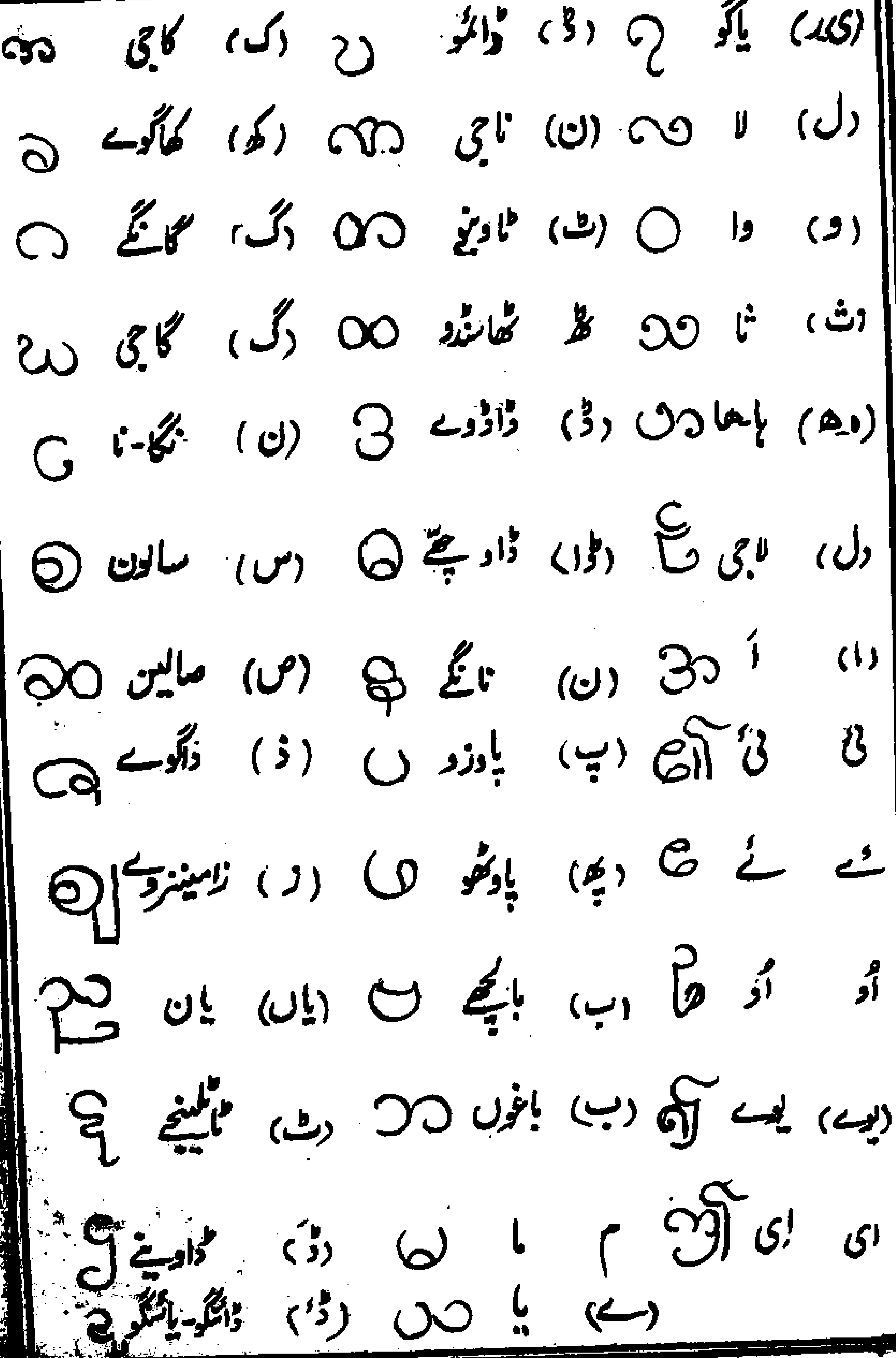

Marfat.com

شجرہ زبان ہائے یورپ و ایشیا

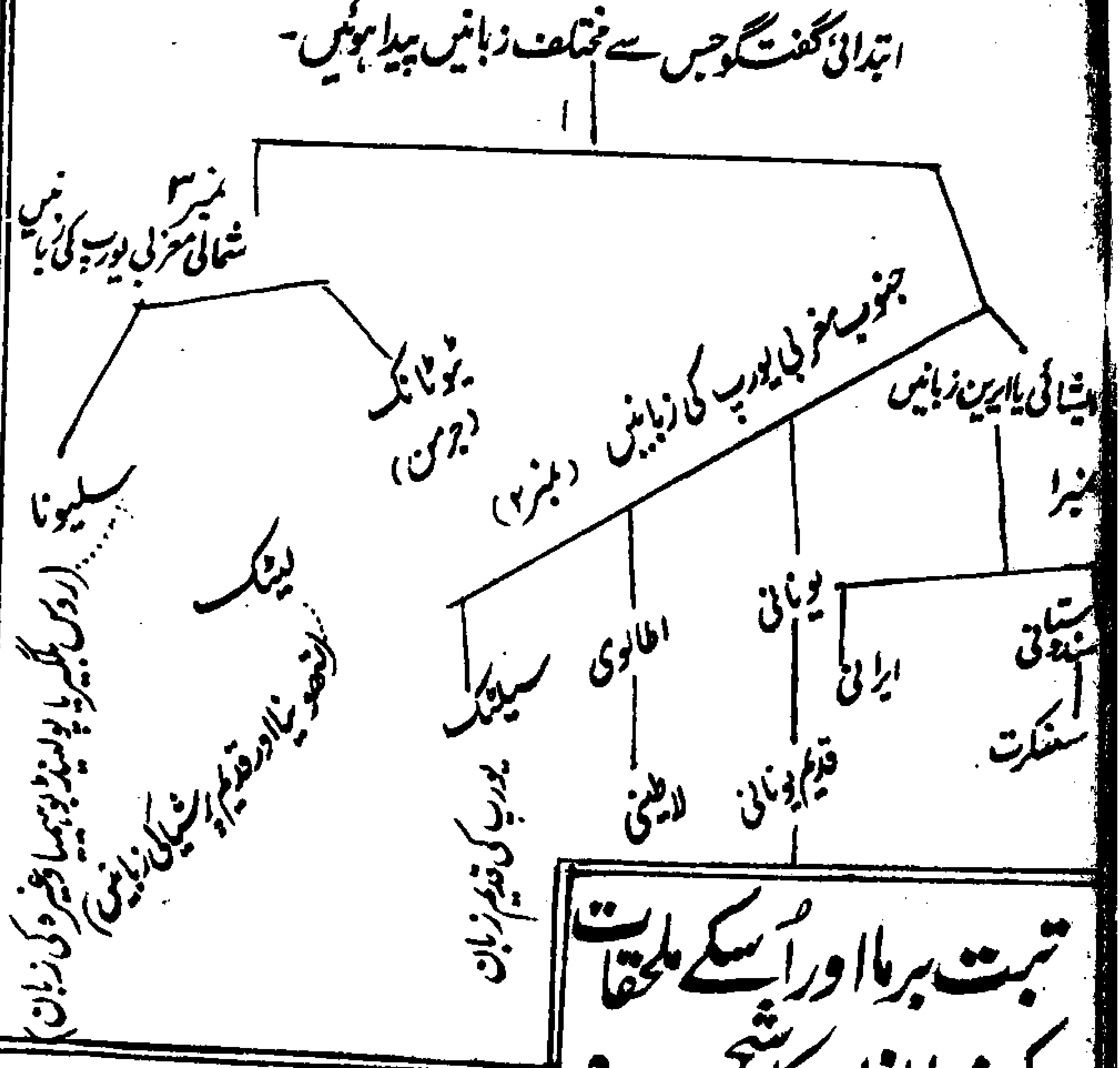

تبت برما اور اُسکے ملحقات کی زبانوں کا شجرہ

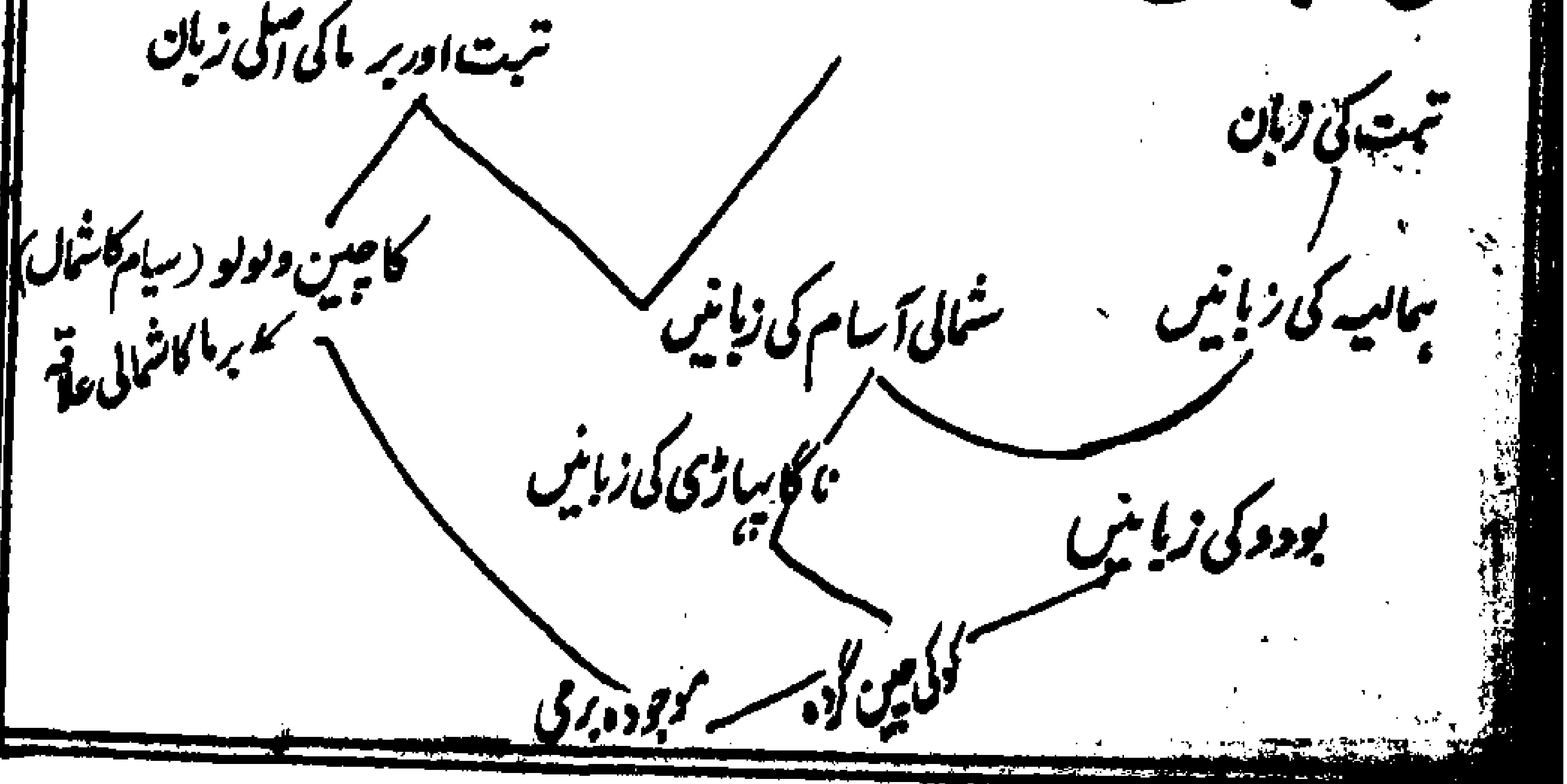

Marfat.com

شجرہ

السنہ بابلی یا سنسکرت

ایشیائے کوچک کی زبانیں

- اہلِ تھریس کی زبان
- یونانی
- لاطینی

- ہسپانی
- اطالی
- فرانسیسی

- سوڈان کی زبان وغیرہ
- جرمنی
- اینگلوسیکسن (انگلستان کی قدیم زبان)

ضمیمہ شجرہ السنہ سامیہ جو کہ عبارت کے اندر موجود ہے

شام اور عرب کی زبان

اصلی زبان ناپید

- شامی وغیرہ
- عربی
- عبرانی

ہندوستان

دریائے کرشنا کے شمالی علاقون کی زبانیں

اصلی زبان ناپید

- پنجابی
- بنگالی
- ہندی
- گجراتی
- مرہٹی

Marfat.com

دراوڑ قوم کی زبانوں کا شجرہ

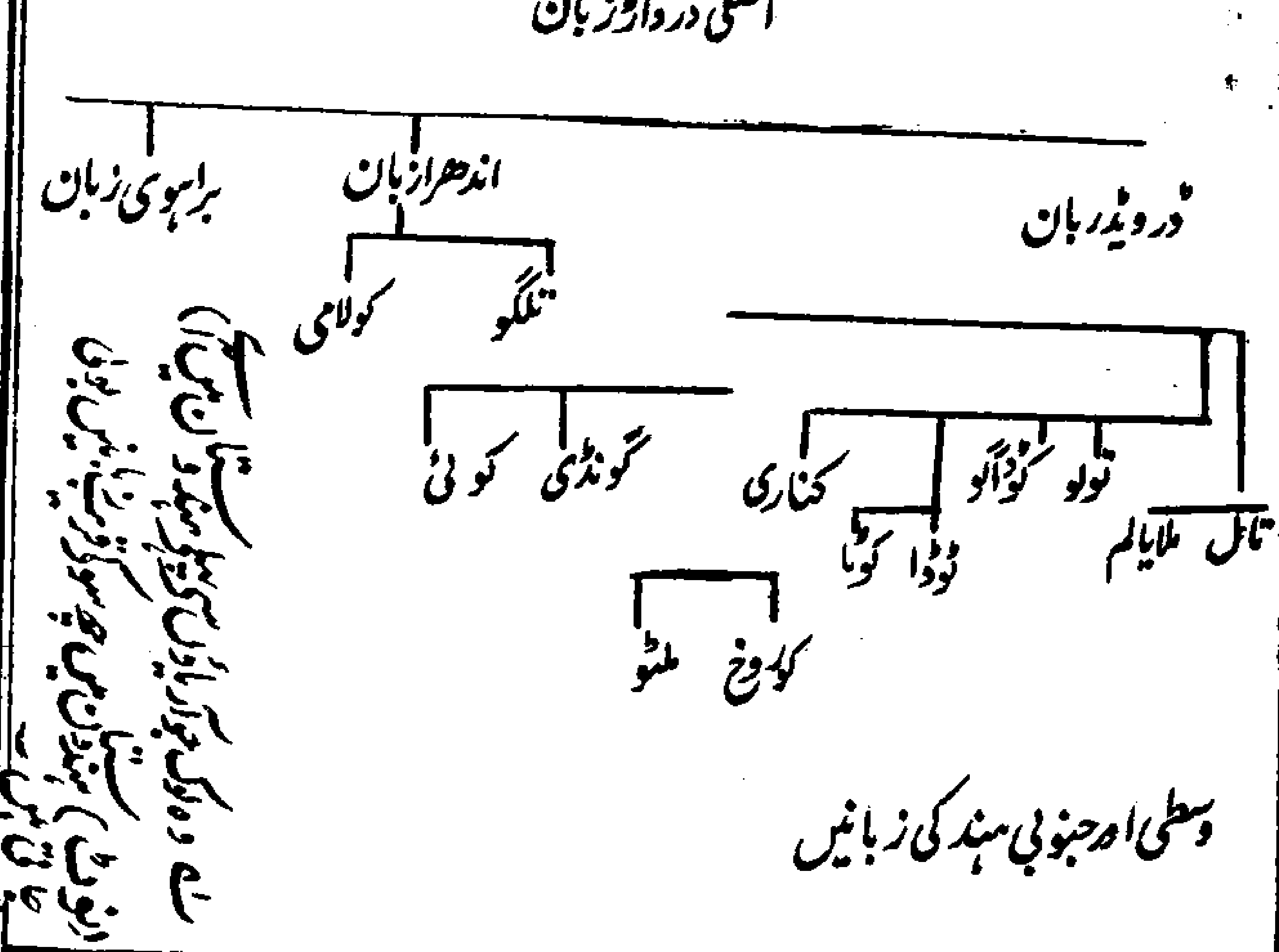

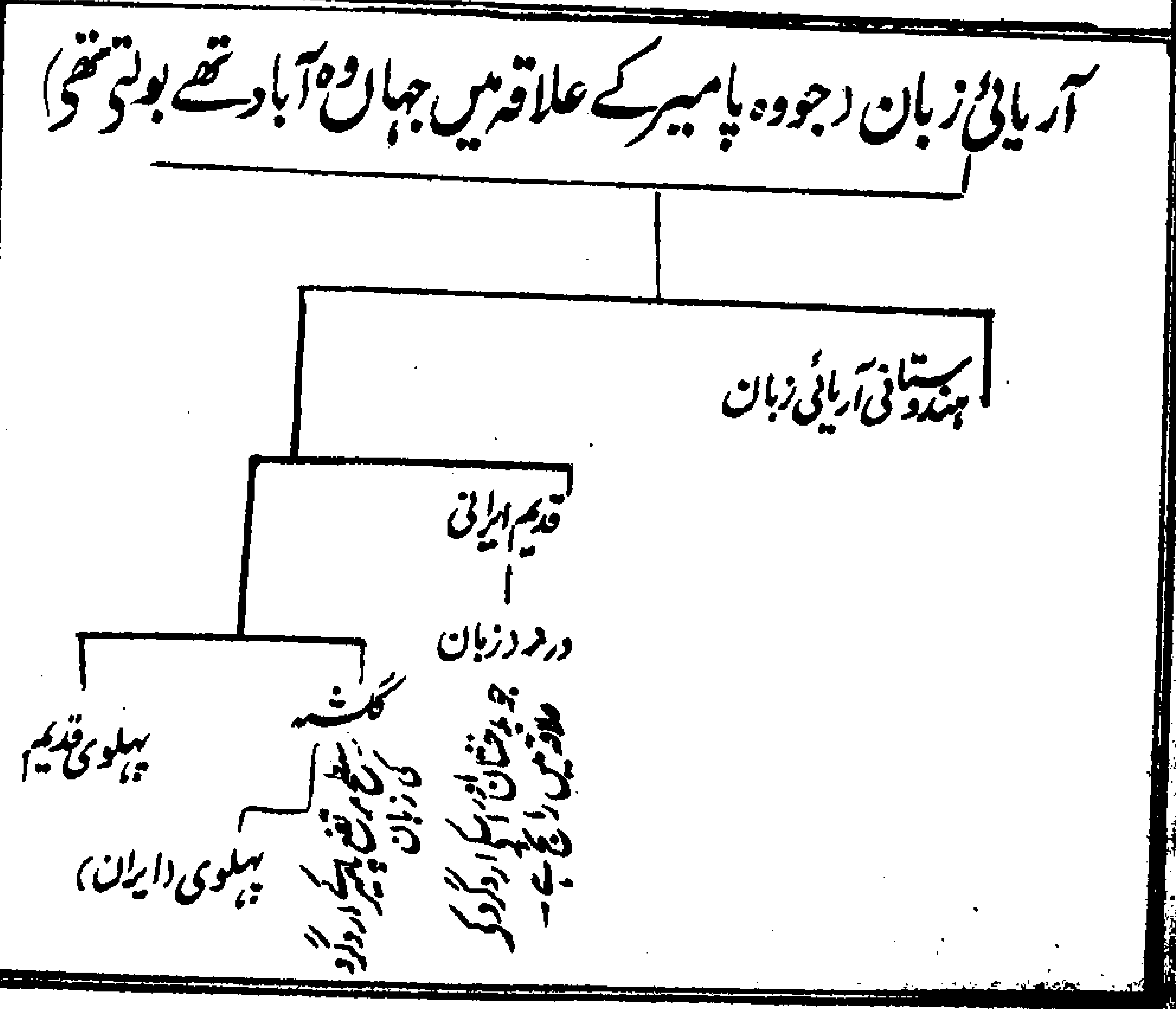

Marfat.com

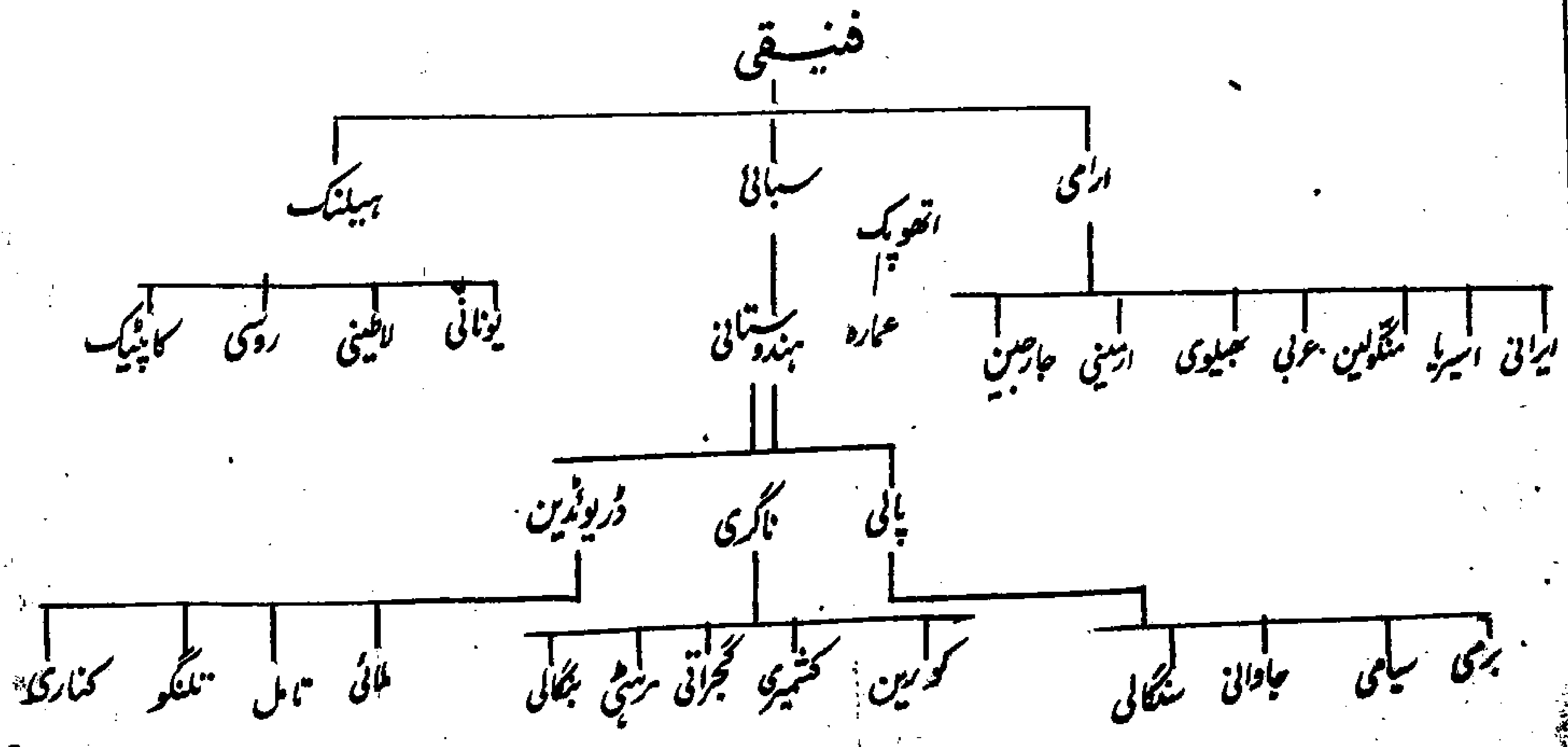
فنیقی
ارامی
سبائی
ہیلنک
اتھوپک
عمارہ
ایرانی
اسیریا
منگولین
عربی
پہلوی
ارمینی
جارجین
ہندوستانی
یونانی
لاطینی
روسی
کاپٹک
پالی
ناگری
ڈریوڈین
برمی
سیامی
جاوانی
سنگالی
کورین
کشمیری
گجراتی
مرہٹی
بنگالی
ملائی
تامل
تلنگو
کناری

Marfat.com

ایران کی قدیم اور جدید ابجدیں

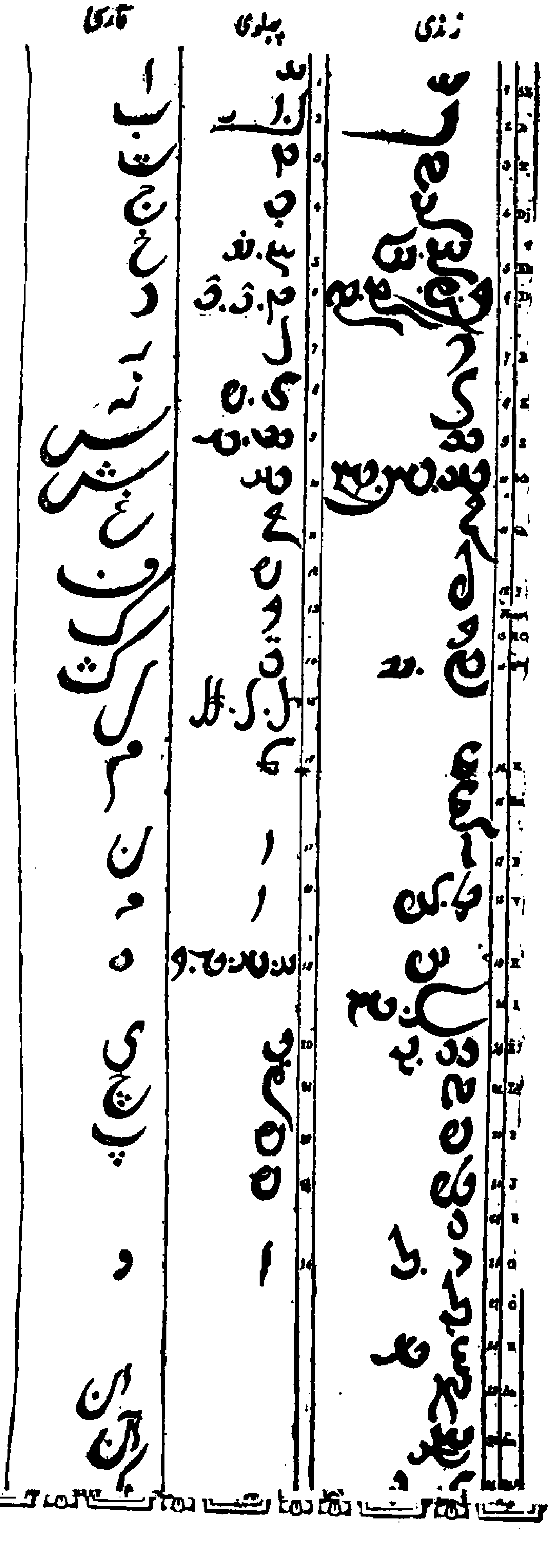

ہندوستان کی مشہور زبانوں کی ابجدیں

	ناگری	بنگلہ		[illegible]		[illegible]		[illegible]
A	अ	অ	O	[illegible]	A	[illegible]	A	[illegible]
A	आ	আ	A	[illegible]	A	[illegible]	A	[illegible]
I	इ	ই	I	[illegible]	I	[illegible]	I	[illegible]
I	ई	[illegible]	I	[illegible]	I	[illegible]	I	[illegible]
U	उ	উ	U	[illegible]	U	[illegible]	U	[illegible]
U	ऊ	ঊ	U	[illegible]	U	[illegible]	U	[illegible]
Ri	ऋ	ঋ	Ri	[illegible]	Ri	[illegible]	Ri	[illegible]
Ri	ॠ		Ri	[illegible]	Ri	[illegible]	Ri	[illegible]
Lri	ऌ	৯	Lri	[illegible]	Lri	[illegible]	Lri	[illegible]
Lri	ॡ		Lri	[illegible]	E	[illegible]	Lri	[illegible]
E	ए	এ	E	[illegible]	E	[illegible]	E	[illegible]
Ai	ऐ	ঐ	Oi	[illegible]	Ai	[illegible]	Ai	[illegible]
O	ओ	ও	O	[illegible]	O	[illegible]	O	[illegible]
Au	औ	ঔ	Ou	[illegible]	O	[illegible]	Au	[illegible]
An	अं	অং	On	[illegible]	Au	[illegible]	An	[illegible]
Ah	अः	অঃ	Oh	[illegible]	K	[illegible]	Ah	[illegible]
K	क	ক	K	[illegible]	Kh	[illegible]	K	[illegible]
Ksh	क्ष	ক্ষ	Kh	[illegible]	G	[illegible]	Kh	[illegible]
Kh	ख	খ	G	[illegible]	Gh	[illegible]	G	[illegible]
G	ग	গ	Gh	[illegible]	Gn	[illegible]	Gh	[illegible]
Gh	घ	ঘ	N	[illegible]	Ts	[illegible]	N	[illegible]
N	ङ		Tsh	[illegible]	Ch	[illegible]	Ch	[illegible]
Ch	च	চ	Tsh,h	[illegible]	Ch,h	[illegible]	Ch,h	[illegible]
Ch,h	छ	ছ	Tz	[illegible]	Dz	[illegible]	J	[illegible]
J	ज	জ	Tzw	[illegible]	J	[illegible]	Jh	[illegible]
Jh	झ	ঝ	Ny	[illegible]	Jh	[illegible]	Ch	[illegible]
Dcn	[illegible]	[illegible]	T	[illegible]	Ny	[illegible]	D or R	[illegible]
N	ञ		Th	[illegible]	T	[illegible]	Dh	[illegible]
T	ट	ট	D	[illegible]	Th	[illegible]	T	[illegible]
Th	ठ	ঠ	Dh	[illegible]	D	[illegible]	T	[illegible]
D or R	ड	ড	N	[illegible]	Dh	[illegible]	N	[illegible]
Dh	ढ	ঢ	T	[illegible]	N	[illegible]	T	[illegible]
N	ण	ণ	Th	[illegible]	T	[illegible]	Th	[illegible]
T	त	ত	D	[illegible]	Th	[illegible]	D	[illegible]
Th	थ	থ	Dh	[illegible]	D	[illegible]	Dh	[illegible]
D	द	দ	N	[illegible]	Dh	[illegible]	N	[illegible]
Dh	ध	ধ	P	[illegible]	N	[illegible]	P	[illegible]
N	न	ন	Ph	[illegible]	P	[illegible]	Ph	[illegible]
P	प	প	P	[illegible]	Ba	[illegible]	B	[illegible]
Ph	फ	ফ	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

Marfat.com

مصادر حروف تہجی (ابجد)

﴿ جدول سلسلة الخط العربي ﴾

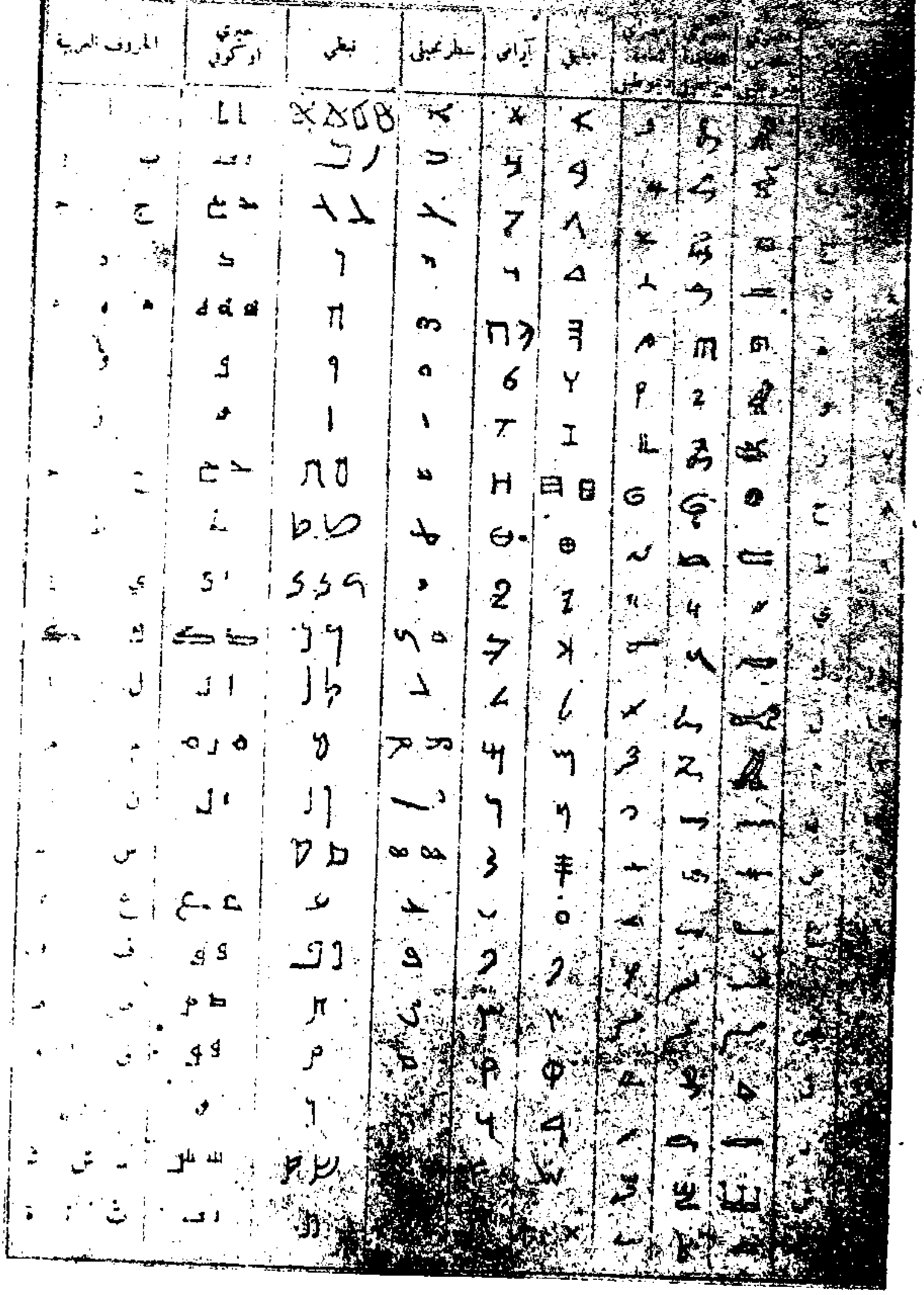

Marfat.com

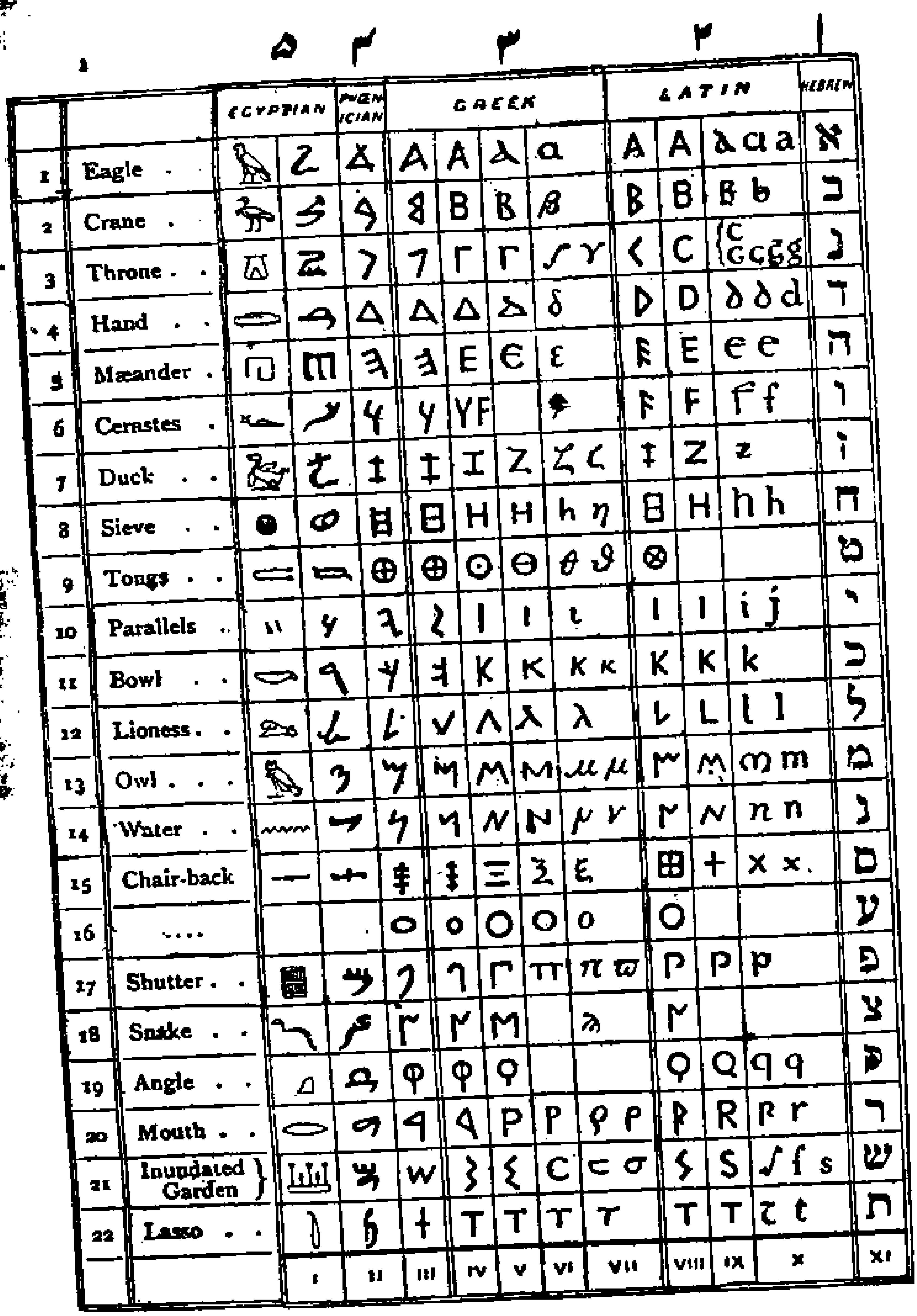

۱-عبرانی- ۲-لاطینی- ۳-یونانی- ۴-فنیقی- ۵-مصری ابجدین

Marfat.com

قدیم ابجدیں فنیقی اور سماری

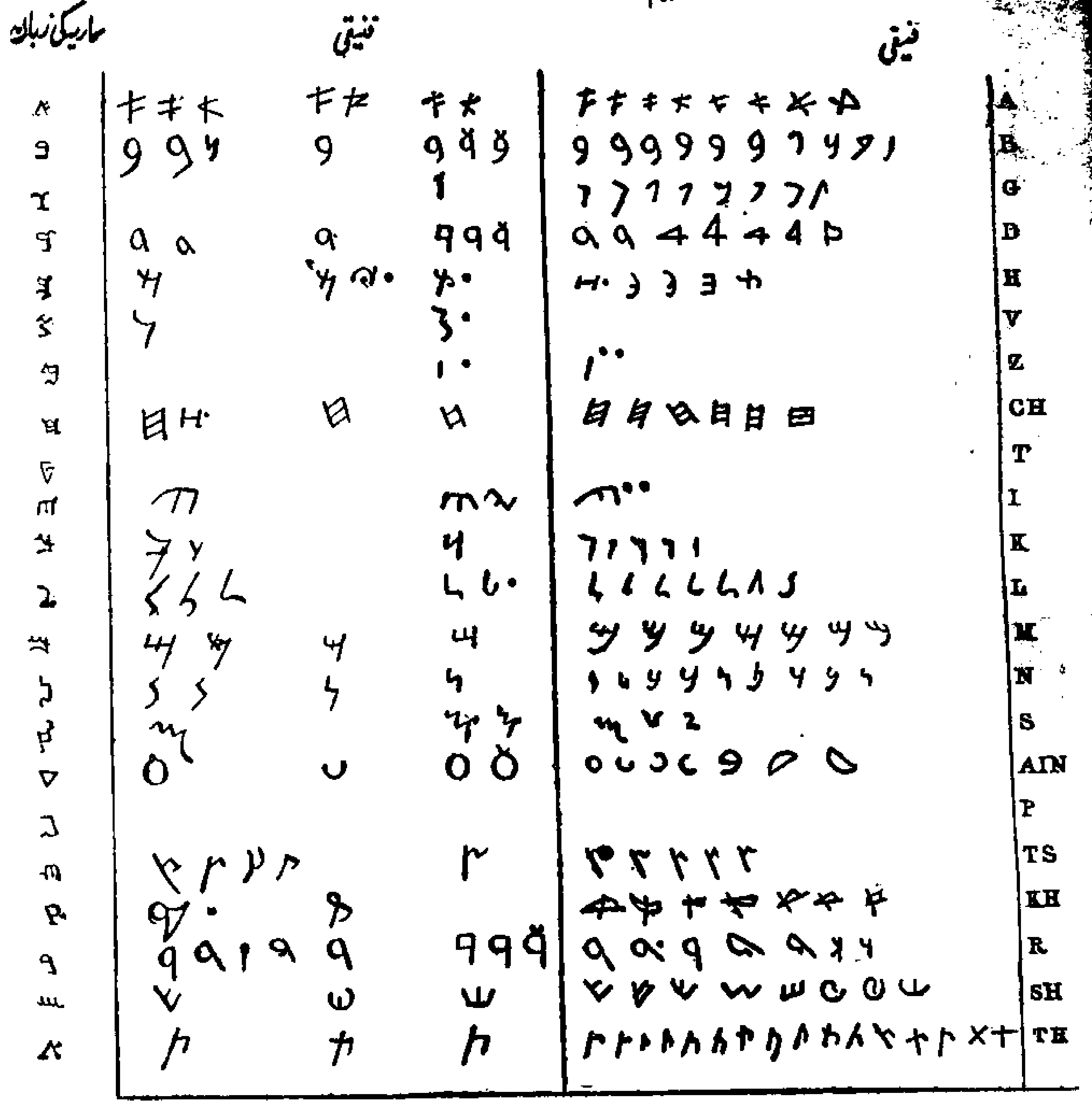

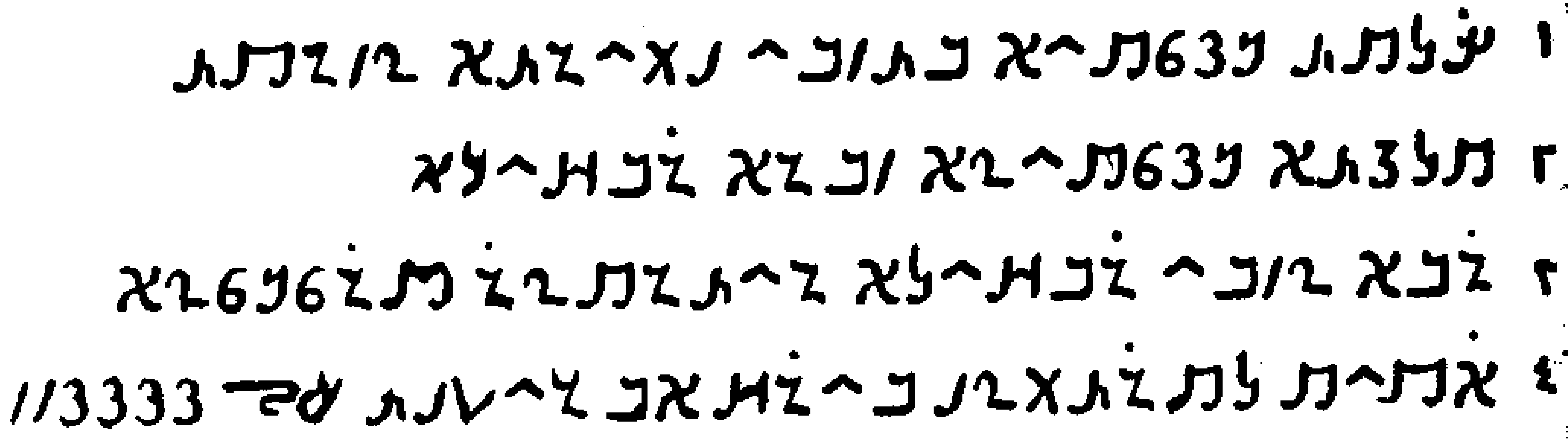

ش ١٤ ـ نقش تدمري على تمثال زنوبيا

نطقه بالحروف العربية سطر ١ سطر ٣

نمونہ خط تدمری

Marfat.com

سامی زبان کی شکلیں تبدیل ہو کر نبطی اور عربی میں اس طرح قائم ہوئیں جو مفصلہ ذیل ہیں۔

PLATE I.

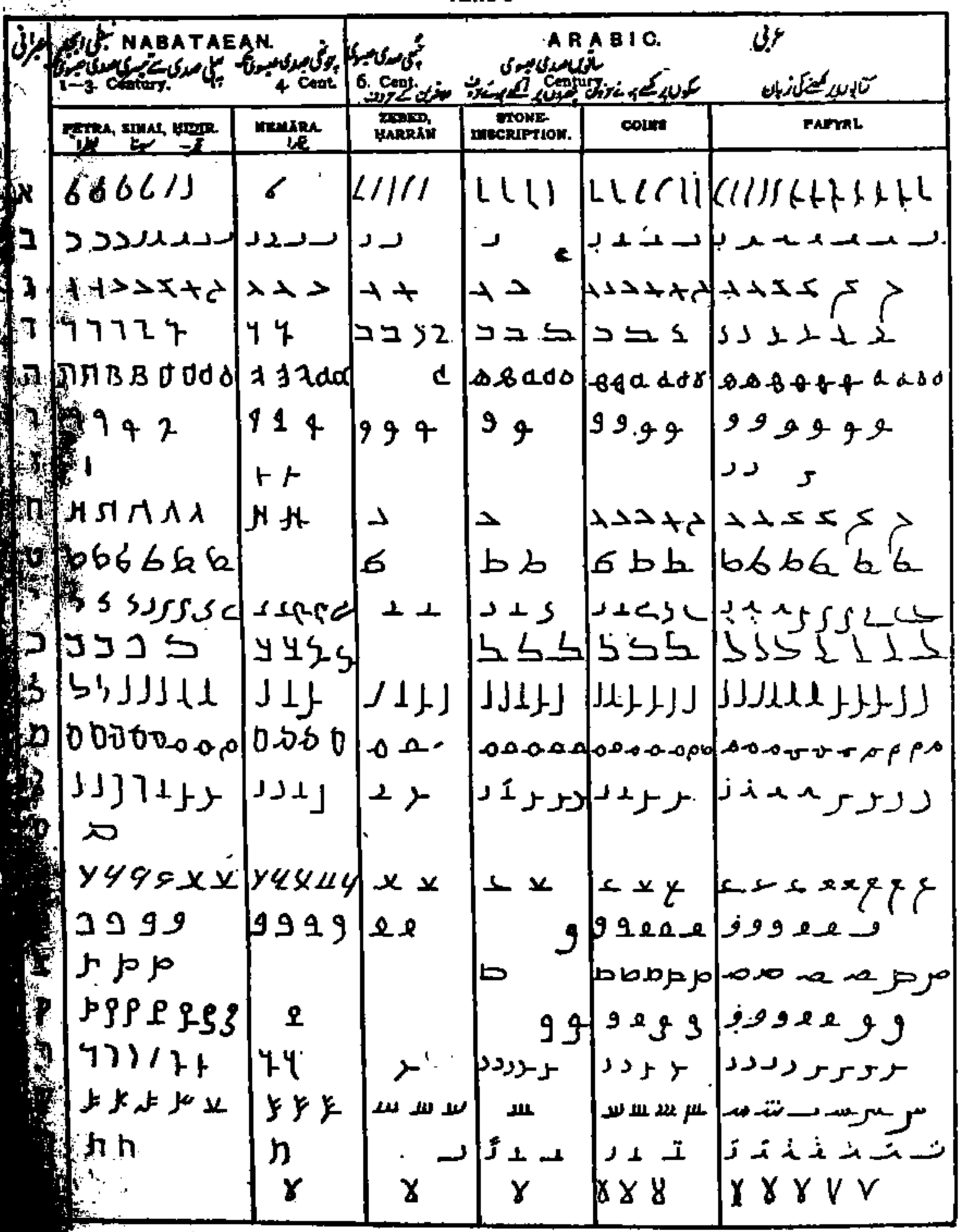

Marfat.com

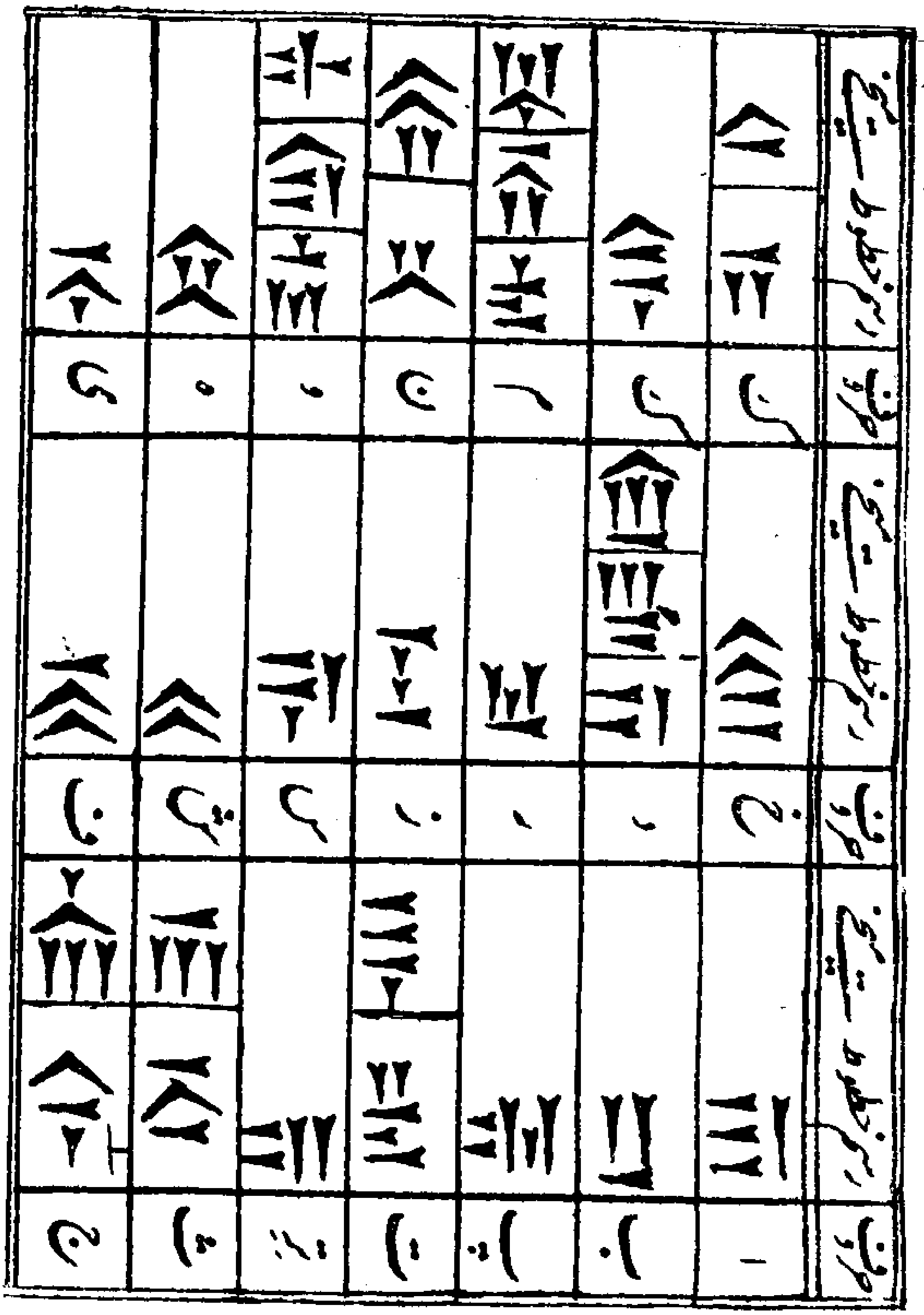

ابجد با پیکانی مطابقت

نمونه خط سماری (پیکانی)

Marfat.com

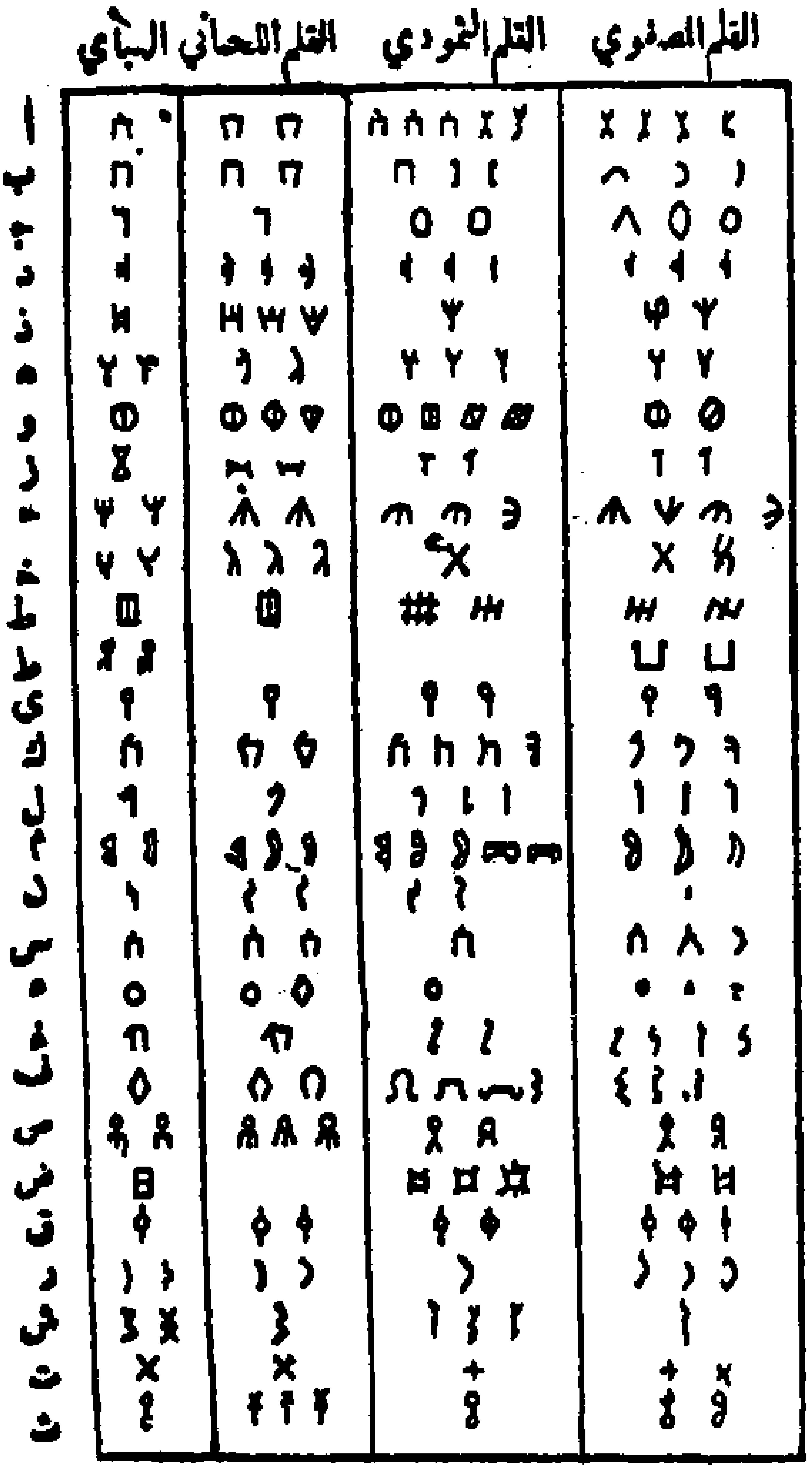

ش ٣٠ — القلم السبأي وفروعه في الشمال

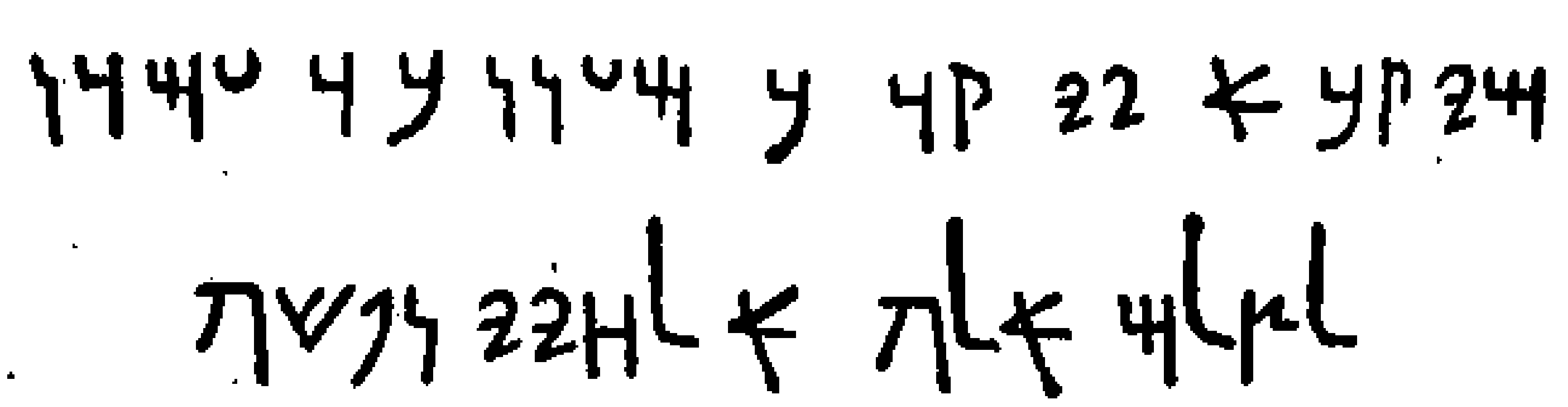

ش ١٠ ـ الحرف الارامي

نمونه خط ارامی

(نمونه خط حمیری) نامه مبارک رسول کریم ص

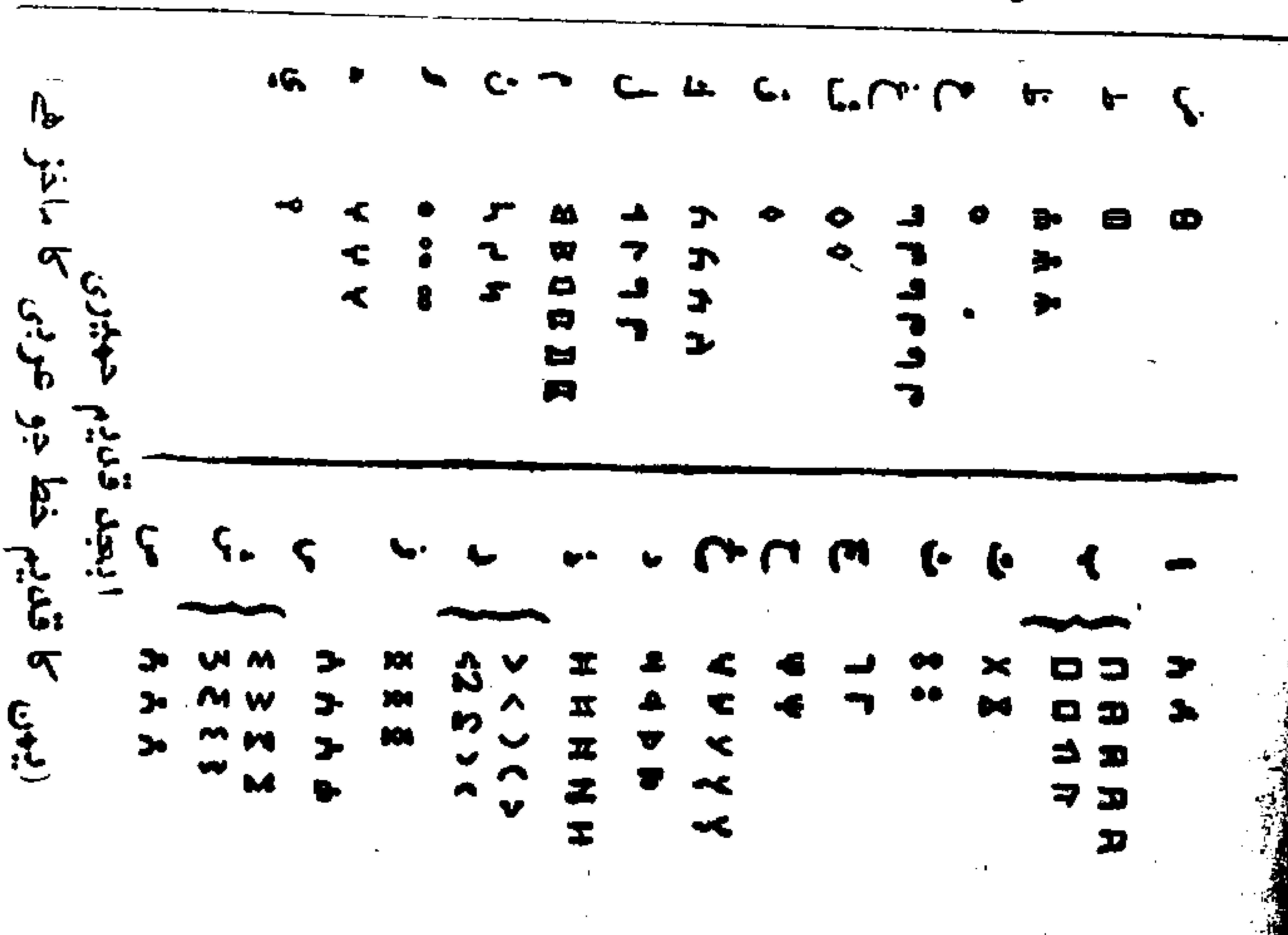

نقش رستم

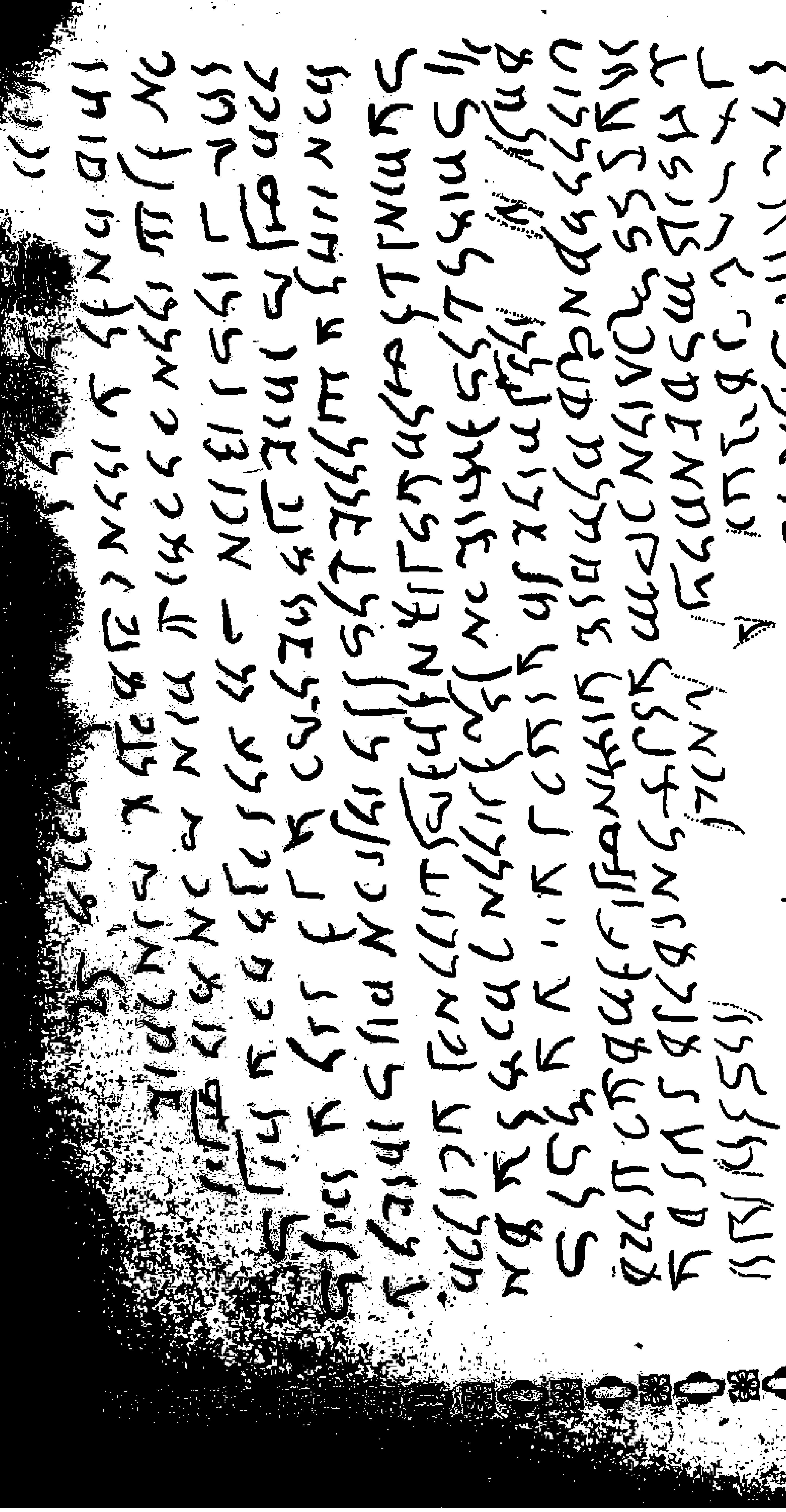

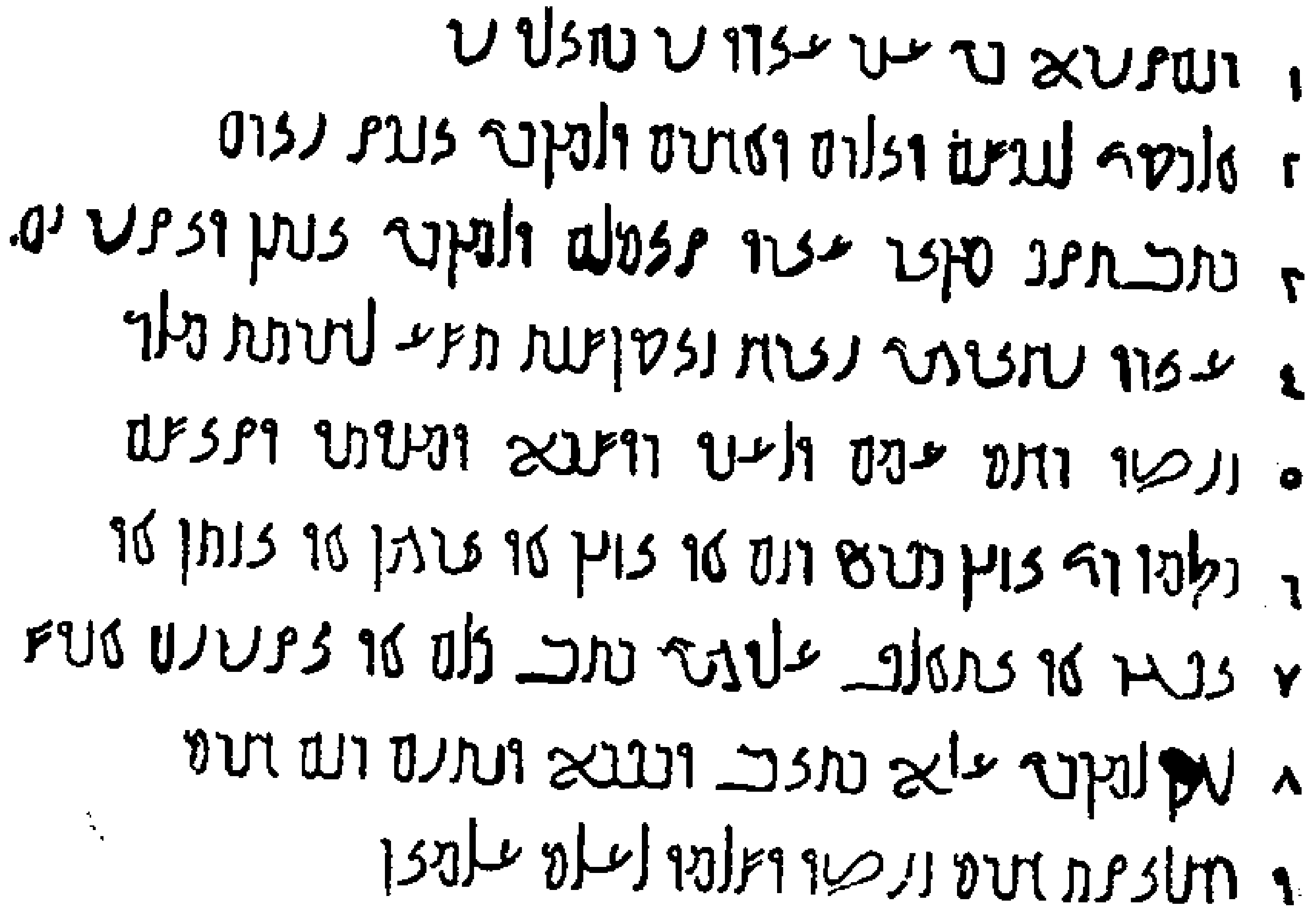

نمونه قلم نبطی

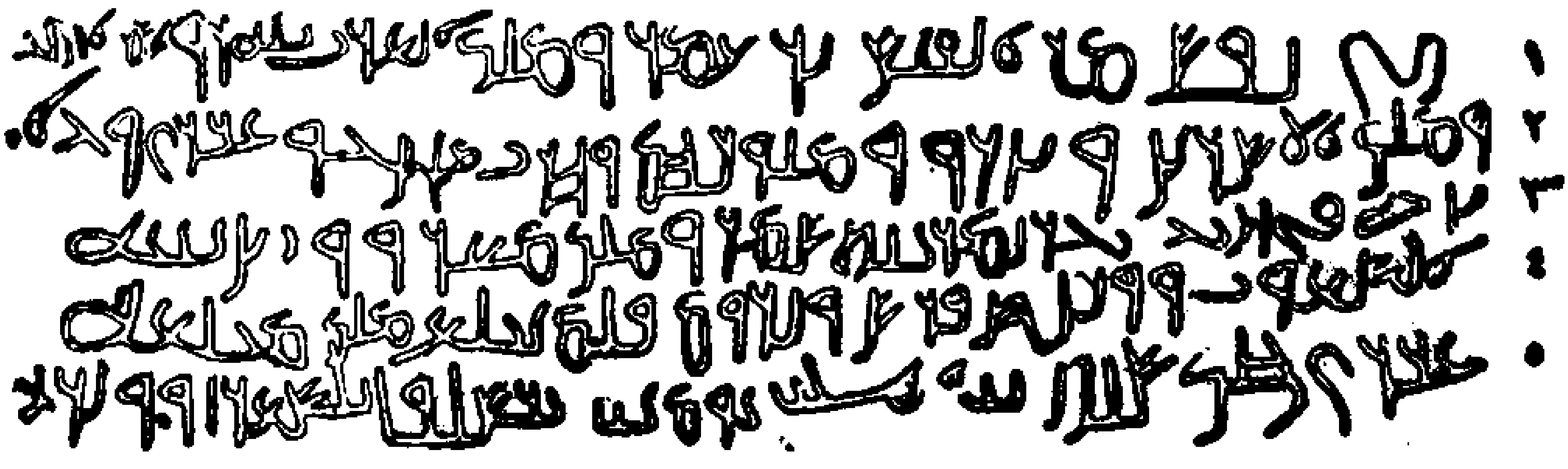

نمونه قلم نبطی

Marfat.com

نمونہ خط کوفی کا از قرآن مجید ماخذ (دمشق) سنہ
۲۶۰ سنہ کے زمانہ کا۔

Marfat.com

نمونہ خط کوفی مرصع از ابوبکر غزنوی سنہ ۵۶۶ ھ

Marfat.com

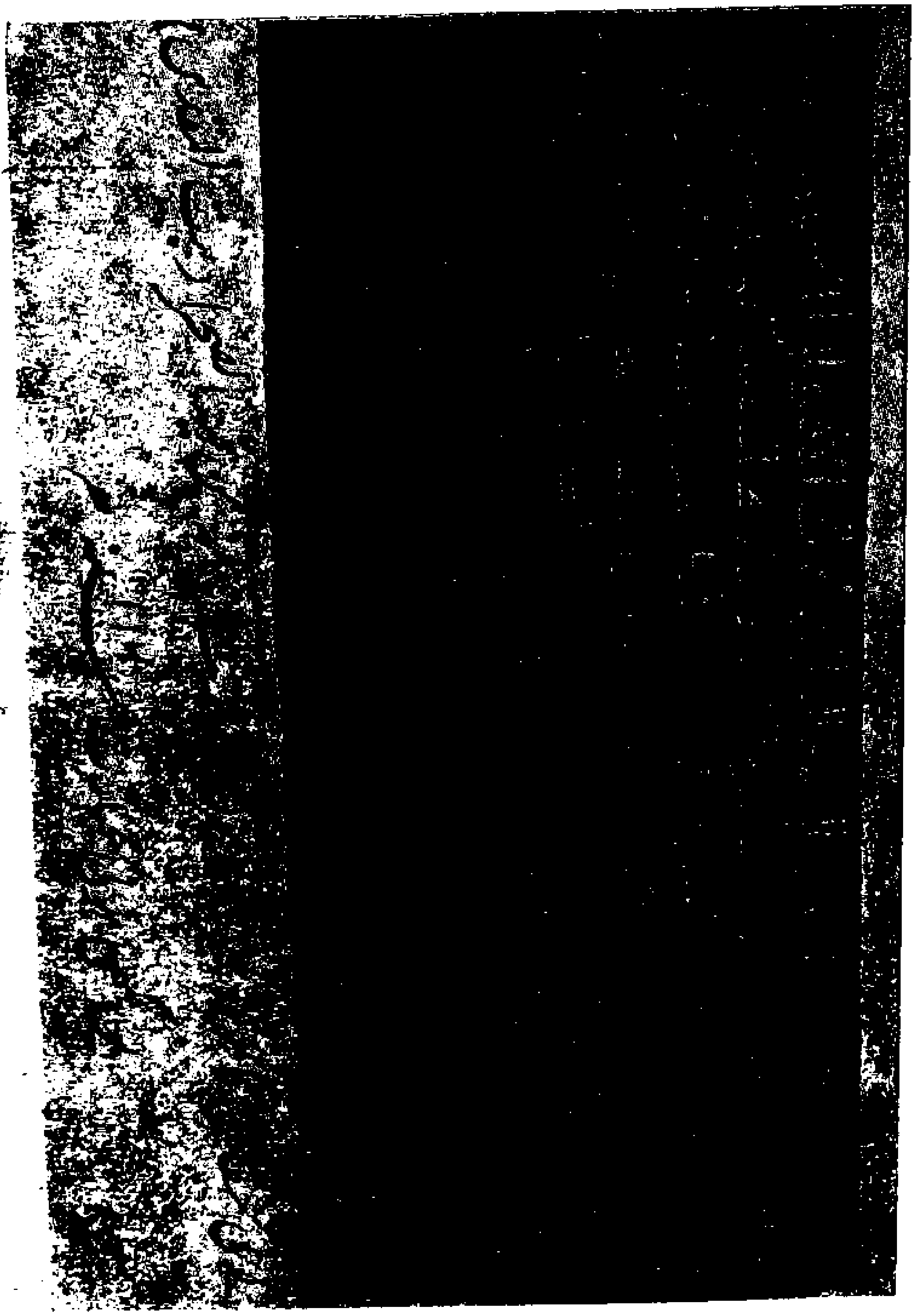

Marfat.com

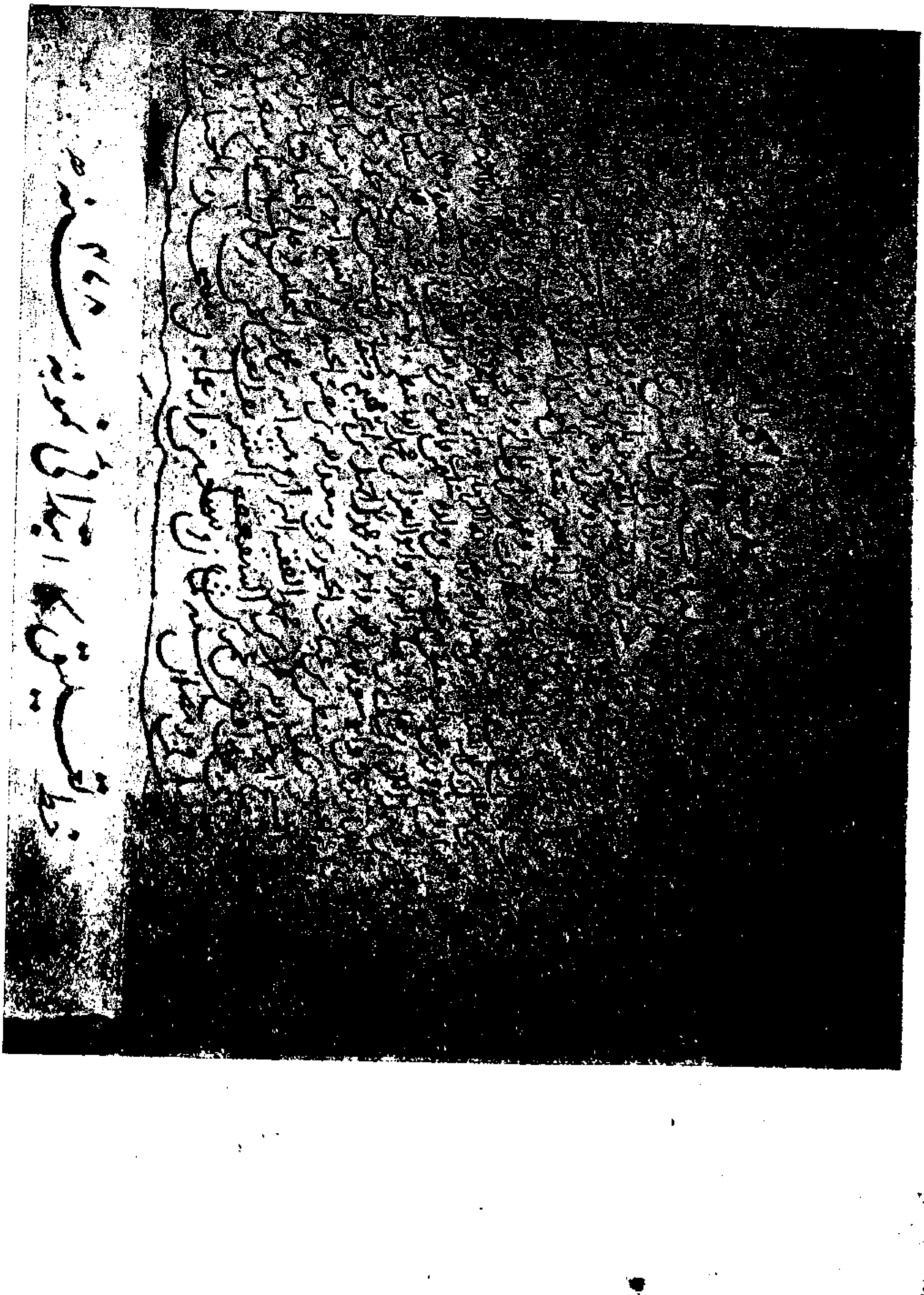

Marfat.com

Marfat.com

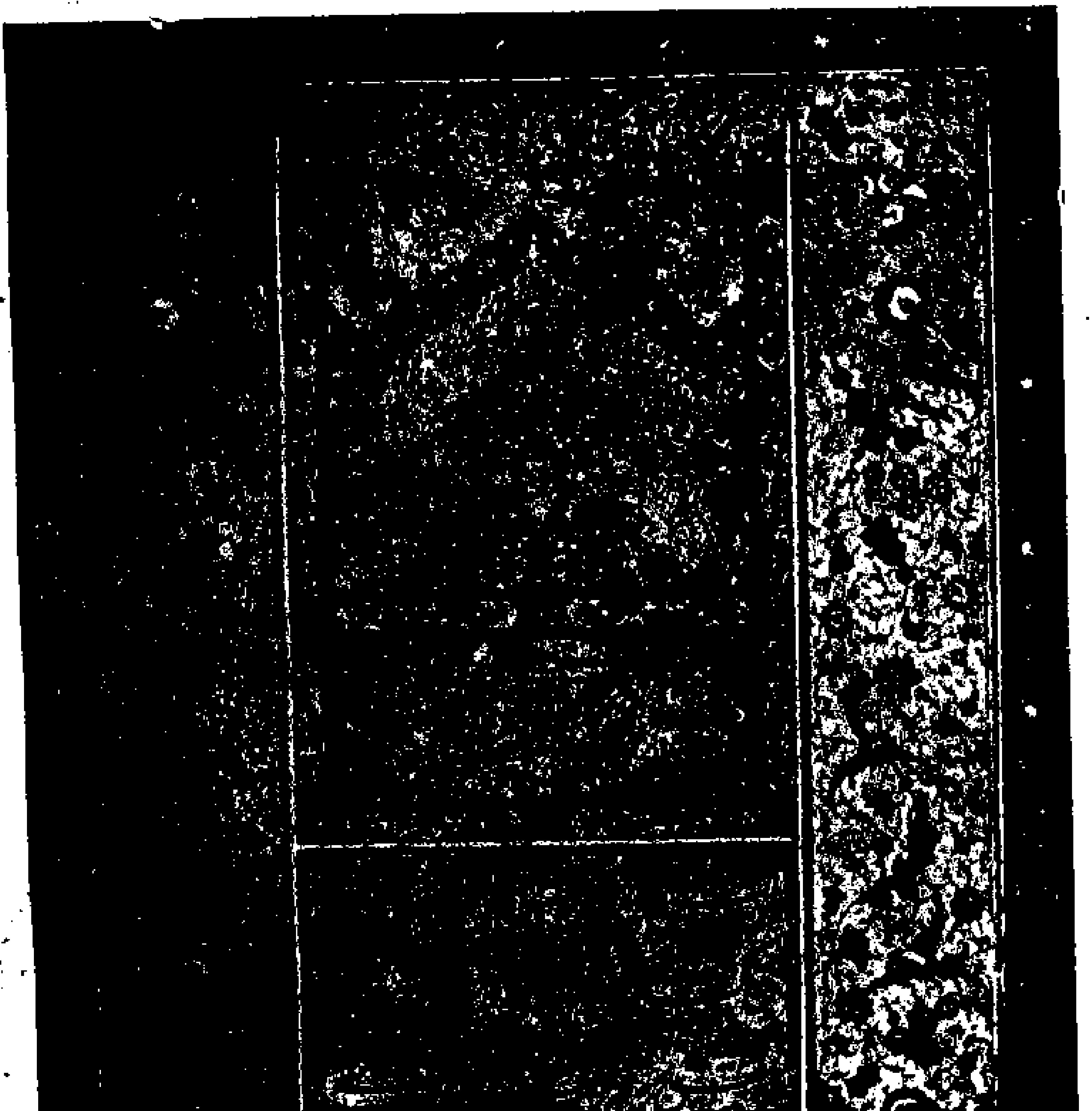

هو العزیز

رسمست بتان را که چو در ناز آیند

از روی کرشمه شیوه‌ها بنمایند

گه غمزه زنند و گاه زلف آرایند

اینها همه حیلهٔ است تا دلی بربایند

فقیر محمد ... ۱۱۰۲

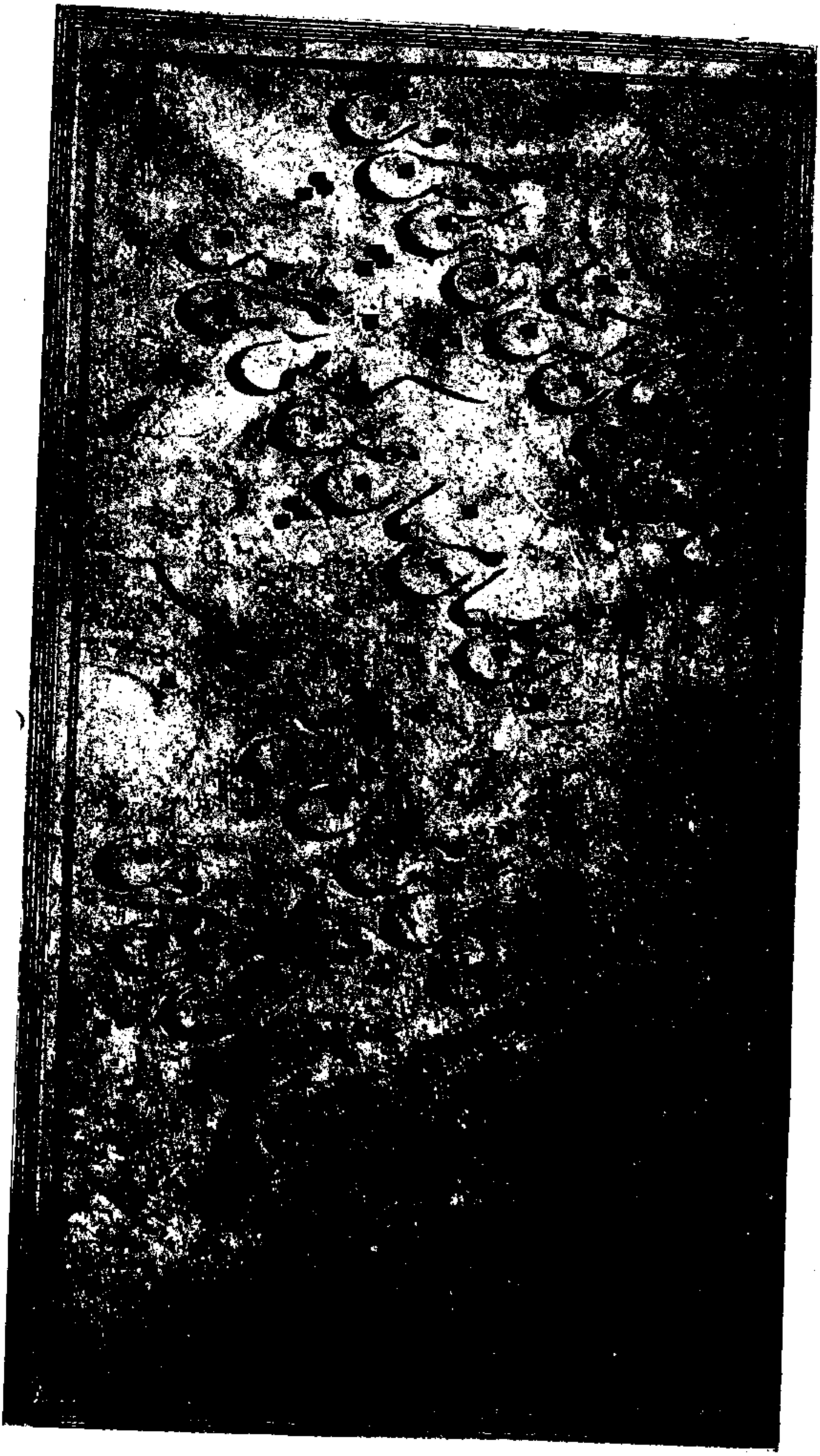

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

ضمیمہ

علم الحروف
یا
تحقیقات ماہر

میں نے "علم الحروف" یا "تحقیقات ماہر" میں دنیا کی قدیم وجدید ابجدوں کو فراہم [illegible] قدر عرق ریزی وجگر کاوی کی ہے اس کا اندازہ ارباب بصیرت ہی [illegible]۔ اس سلسلہ کی ایک دلچسپ مگر علم الحروف سے بدرجہا دشوار کڑی علم مرموزات [illegible] خیالات یا اپنے کارناموں کو محفوظ رکھنے کا فطری انسانی جذبہ کسی قوم کو خواہ [illegible] تہذیب و تمدن کی کتنی ہی ابتدائی منزل میں کیوں نہ ہو ایک خاص قسم کی ابجد وضع [illegible] مجبور کرتا ہے۔ [illegible] بعد میں ہمیں خواہ کتنی ہی آڑی، ترچھی یا تحیر خیز نظر کیوں نہ آئیں [illegible] عمومی ہوتی ہے۔ اور اگر ان کے چند نمونے فراہم ہو جائیں تو مفکرین [illegible] دشوار نہیں ہوتا۔ مگر مرموزات کا معاملہ بالکل جداگانہ ہے۔ کوئی [illegible] کو غیر نگاہوں سے پوشیدہ رکھنے کے لئے اپنے مخصوص مرموزات [illegible] اس طرح ان کی حیثیت عمومی یا قومی نہیں بلکہ محض انفرادی ہوتی ہے [illegible] معاملوں [illegible] تحریرات نا اہلوں سے محفوظ رکھنے کے لئے

Marfat.com

مرموزات میں قلمبند کئے ہیں۔ خود ہندوستان میں علوم طب، نجوم، جفر، رمل
اعمال و نقوش کے نادر مسودے مرموزات ہی میں دستیاب ہوئے ہیں۔ چونکہ ان
حیثیت انفرادی ہوتی ہے اس لئے ان کی تسہیل و تحلیل جوئے شیر لانے سے کم نہیں ہے
اور ساتھ ہی اس بات کی ضرورت ہوتی ہے کہ تسہیل مرموزات کی کوشش کرنے والا ان
علوم سے واقف ہو جن کے اصول و قواعد مرموزات میں قلمبند کئے گئے ہیں۔

خدا کا شکر ہے کہ سالہا سال کی جگر کاوی اور ہزاروں قدیم مسودات کی ورق گردانی سے مجھے مرموزات کو حل کرنے میں کافی مہارت ہو گئی ہے۔ اور آج ہندوستان کے مختلف حصوں سے لوگ میرے پاس مرموزی مسودات لیکر آتے ہیں اور میں ان کا بچانوے فیصدی صحیح پڑھ دیتا ہوں۔

میں اس کتاب میں مرموزات کے چند نمونے پیش کش ناظرین کرتا ہوں جو علم طب، کیمیا اور تعویذات و نقوش میں بالعموم یہی مرموزات متداول ہیں۔

مرموزات فراہم کرنے کے شوق میں میں تو یہ نظریہ قائم کر سکتا ہوں [illegible] کہ ہر آڑی، ترچھی غیر ارادی لکیر ایک مستقل ابجد کا جزو ہوتی ہے۔

ماہرین تعمیر اکثر سفید دیواروں پر رنگین نقش و نگار اور [illegible] کرتے ہیں کہ اسی وجہ سے رات میں پرند دیواروں سے ٹکرا [illegible] ہیں قدیم ماہرین فن نے نقوش و نگار کی صورت میں [illegible] ہیں مثلاً تاج محل آگرہ کی دلفریب گل کاریوں [illegible] کو محض تفریح نگاہ کا سامان نظر آتا ہے لیکن [illegible] کی طلسمات علامات کا حیرت انگیز جلوہ [illegible]

[illegible]

Marfat.com

...ال ...اسے بیان میں مشرق کی جانب اریاقیہ میں چھ ہزار برس پیشتر کے مدفون آثار تہذیب
...کرتے ہوئے صاف الفاظ میں لکھا ہے کہ ان پرانے برتنوں میں جو مختلف نقوش بیل
...نے اور جانوروں کی شکلیں نظر آتی ہیں وہ محض خوشنمائی کے لئے نہیں ہیں بلکہ مرموزات میں
...م تہذیب اریاقیہ کی تاریخ قلم بند کی گئی ہے۔

طوطخ ...امن فرعون مصر کے مقبرہ سے جو بعض طلائی ظروف برآمد ہوئے ہیں۔ ان
میں دوہرے تبر (تیشہ) کا نشان بالعموم نظر آتا ہے۔ لوگ اس کا مقصد محض خوشنمائی
سمجھتے ہونگے لیکن علم مرموزات سے خاص شغف رکھنے کی وجہ سے میں کہہ سکتا ہوں کہ فرعون
مصر کے ظروف پر یہ دوہرا تبر (تیشہ) محض دلکشی اور جاذبیت کیلئے نہیں بنایا گیا ہے بلکہ
یہ اپنی زبان خاموش سے ہمیں ایک قدیم مذہبی شعار و تہذیب کی داستان پارینہ سناتا ہے
جس کا تعلق حضرت مسیح علیہ السلام کی پیدائش سے تین ہزار برس پیشتر کریٹ سے تھا جس
کی مسخ شدہ نشانیاں فراعنہ مصر سے پیشتر نیولتھک عہد میں بھی پائی جاتی ہیں۔

یہاں یہ بیان کرنا خالی از دلچسپی نہ ہو گا کہ ایرین ہندوستان میں عرصہ دراز سے آباد
ہیں مگر اپنی قدیم مقدس ... یا پہلی زبان کی یاد تازہ رکھنے کے لئے آج بھی اپنے ماتھے
... اور بازوؤں پر جو تلک لگاتے ہیں وہ بیکار اور فضول لکیریں نہیں ہوتیں
... زبان ابجد کے حروف ہوتے ہیں۔

... میری دعا ہے کہ میری یہ غیر معمولی محنت ملک و قوم کے واسطے مفید ثابت ہو اور اگر
... کی تو میں اپنے متذکرہ بالا دعوے کی تائید میں آئندہ اور بھی قدیم
... پیش کروں گا۔ اور مجھے یقین ہے کہ یہ تحیر خیز انکشافات علمی دنیا کی تاریخ
... باب کا اضافہ کریں گے۔

خادم الناس

(حکیم) محمود علی خاں ماہر

اکبرآبادی ثم دہلوی

Marfat.com

خفیہ اشارات

واضعان نے ان اشارات کو اس لئے وضع کیا تھا کہ جس اہم اور خفیہ بات کے [illegible]
متعلق وہ نہیں چاہتے تھے کہ ہر پڑھا لکھا ان سے واقف ہو جائے بلکہ [illegible] ان باتوں سے
صرف وہی لوگ مطلع ہوں جو زمرہ خاص میں شامل ہیں۔ چنانچہ ایسے اشارات [illegible]
ہوتے تھے جنکو واضع خود بتا دیا کرتا تھا کہ میری تحریر اس طرح سے ہوگی۔ عام اور مشہور طریقے جو
استعمال میں بکثرت لائے جاتے ہیں وہ ہیں جنہیں حروف کے اعداد سے کام لیا جاتا ہے [illegible]
ہم یہاں ذیل میں سب سے پہلے حروف کی قیمت اعداد میں ظاہر کرتے ہیں

ا ۱	ب ۲	ج ۳	د ۴	ہ ۵	و ۶	ز ۷	ح ۸	ط ۹
ی ۱۰	ک ۲۰	ل ۳۰	م ۴۰	ن ۵۰	س ۶۰	ع ۷۰	ف ۸۰	ص ۹۰
ق ۱۰۰	ر ۲۰۰	ش ۳۰۰	ت ۴۰۰	ث ۵۰۰	خ ۶۰۰	ذ ۷۰۰	ض ۸۰۰	ظ ۹۰۰
غ ۱۰۰۰								

ہم نے یہاں سہولت کی غرض سے وہ تمام حروف جن کی قیمت میں ایک [illegible]
آتا ہے خواہ اس ہندسہ کیساتھ ایک صفر دہائی ظاہر کرنے کیلئے آئے یا دو صفر [illegible]
کیلئے یا تین صفر ہزار ظاہر کرنے کیلئے آئیں نیچے اوپر لکھدیئے ہیں [illegible]

ان حروف اور ان کی قیمت کو دیکھتے ہوئے معلوم ہوگا کہ ایک کا [illegible]
یعنی ! ی ق غ ہیں جن کا مجموعہ ایقغ ہوا۔ دو کا یا دو سے [illegible]
تین تین جگہ آتے ہیں۔ جیسے دو کا ہندسہ ب ک ر [illegible]
اور علی ہذا القیاس نو کا ہندسہ ط ص ظ میں [illegible]

پہلا قاعدہ۔ کوئی حرف جس کی قیمت [illegible]
اس پہ چند [illegible]

Marfat.com

[illegible] لکیر سے ملا دیا جائے لیکن اس طرح کہ وہ کھینچ کر لکیر سے نیچے نہ پہنچے جیسے ی کو ۱۰
[illegible] کو ۱۰ سے وغیرہ وغیرہ۔ وہ حروف جنکی قیمت سیکڑوں میں آتی ہے
[illegible] عدد لکھ کر اسے لکیر کے نیچے تک پہنچا دیا جائے۔ یاد رہے کہ وہ لکیر کے نیچے
[illegible] دائیں یا بائیں طرف کسی صورت میں نہ مڑیں۔ جیسے ق لکھنا ہو تو + سے لکھینگے
یا ۲ سے وغیرہ وغیرہ۔ رہ گیا غ جس کی قیمت ایکہزار ہے اسے لکھنے کے لئے ایک کے
عدد کو لکیر سے نیچے لیجا کر دائیں طرف موڑ دیا جائے جیسے +۱

مثالیں غضنفر علی کو ۱۳۷۲۵۵۸۱ لکھیں گے۔ محمد اسد اللہ ۵۳۱۴۶۱۴۴۸۴
وغیرہ وغیرہ بعض لوگ غ کی قیمت ایکہزار سے سات ہزار تک سمجھتے ہیں اس لئے اگر کسی جگہ
+ یا + یا ۲ لکھا ہو تو اسے غ ہی سمجھنا چاہیے۔ گو ایسی صورت نادر کم ہوگی۔ والنادر کالمعدوم
بعض صاحب اس طریقہ میں زیادہ چالاکی سے کام کرتے ہوئے اور دوسروں کو دھوکا دینے کے
لئے سیکڑہ والے عددوں کو بائیں طرف لکیر کے عدد کو موڑ دیتے ہیں جیسے ل جس کا مطلب ق
ہی ہے۔ غ کسی حالت میں نہیں لیکن یہ ممکن ہو سکتا ہے کہ اصل کتاب سے نقل کرنیوالا غلطی سے
بجائے دائیں طرف موڑنے کے بائیں طرف موڑ دے۔ اس لئے اگر کوئی ایسا لفظ بنے جو
بے معنی سا ہو تو پڑھتے وقت زیادہ غور سے کام لیا جائے اور جو حرف بھی مناسب لگ سکے
وہیں لگا دیا جائے۔

دوسرا طریقہ۔ عبارت بالا کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک کا ہندسہ جن لفظوں میں
آتا ہے وہ ا ی ق غ ہیں جن کا مجموعہ ایقغ ہے۔ اسی طرح باقی مجموعے یہ ہوں گے۔ بکر ۲ -
جلش ۳ دمت ۴ ھنث ۵، وصخ ۶، زعذ ۷، حفض ۸، طضظ ۹۔
اب ان میں سے اگر کوئی عدد کہیں لکھا جائے تو اس مجموعے کی طرف اشارہ ہوگا
[illegible] استعمال ہوا ہے مثلاً ۷ اگر کہیں لکھا ہو تو زعذ کے مجموعہ میں سے
[illegible] اگر ۵ لکھا ہو تو ھنث کے مجموعہ کا کوئی حرف مراد ہوگا جب

Marfat.com

کے تعین کے لئے علماء نے یہ صورت رکھی ہے کہ عدد [illegible] ہوگا تو زبر
ہوگا اگر زیر ہوگا تو دوسرا اور پیش ہوگا تو تیسرا۔ جزم کی صورت میں [illegible]
مثلاً ۔ کا مطلب [illegible] ہے۔ اسی طرح اُ کا مطلب غ اور و کا مطلب [illegible] ہوگا [illegible]
نصرت کا لفظ لکھنا ہو تو اس طرح لکھیں گے۔ (ہ ۹ ۲ [illegible]) غلام کا لفظ اس طرح سے لکھیں گے
(اُ سِ اَ ہِ) واضح رہے کہ یہ طریقہ پرانی کتابوں میں بہت کم پایا جاتا ہے۔

تیسرا طریقہ۔ عربی حروف ہجا کا مجموعہ اٹھائیس ہے اور حرکات (زبر، زیر، پیش، جزم)
کا مجموعہ چار۔ اگر چار کو اٹھائیس پر تقسیم کیا جائے تو سات پر پوری طرح سے تقسیم ہو جاتے ہیں اس
لئے اس طریقہ میں زیادہ سے زیادہ سات کا عدد استعمال ہوگا حروف ہجا ذیل میں دیئے
جاتے ہیں) ۱ ب ل ۲ ت ۳ و ع ض ی ک ش ہ س خ ط ق ر ص ن خ ج م غ
م ث ز ف ظ۔ اس طریقہ میں قاعدہ یہ مقرر ہے کہ ۱ الف، ی، ق، غ کی قیمت ۱ ہے
عدد ۲ کے نیچے جس قدر حروف ہیں ان کی قیمت ۲ ہے اسی طرح عدد تین، چار، پانچ وغیرہ کے
جس قدر حروف ہیں ان کی قیمت تین، چار، پانچ وغیرہ علی الترتیب ہے

عدد ۱ کے نیچے چار حرف ہیں یعنی ۱ ی ق غ۔ اب پہلا حرف ۱ پر زبر لکھنے سے [illegible]
دوسرا ۱ پر زیر لکھنے سے تیسرا ۱ پر پیش دینے سے اور چوتھا جزم دینے سے [illegible]
نیچے کے تمام حروف میں استعمال ہوگا۔ اسی طرح عدد ۲ کے نیچے کے حروف [illegible]
کے حروف معلوم کئے جائیں گے۔

یعنی اَ کے معنی ا کے ہیں۔ ا کے معنی ی [illegible]
مثلاً ہم غضنفر علی لکھنا چاہتے ہیں [illegible]
تو اس طرح لکھیں گے [illegible]
[illegible]

Marfat.com

...میں۔ اس لئے اس طریقہ کو بعض لوگ خط شجری کے نام سے پکارتے ہیں
اس خط کی دو قسمیں مشہور ہیں۔

پہلی قسم عربی کے اٹھائیس حروف کو چار چار کا ایک مجموعہ بنا کر رکھا جائے تو سات مجموعے ہوں گے۔ ابجد۔ ہوزح۱ طیکل۲ منسع۳ فصقر۴ شتثخ۵ ذضظغ۶ چنانچہ کہا جاتا ہے کہ عربوں میں حروف ہجا کی ابتدا اس طرح ہوئی کہ ایک شخص کے سات لڑکے تھے۔ جن کے مندرجہ ذیل سات نام تھے۔ اَبجَدُ۔ ھُوزَحُ۔ طُیکَلُ۔ مُنسِعَ۔ فُصَقَرُ۔ شُتَثَخُ۔ ذُضَظَغُ۔ اس نے دیکھا کہ ہر نام کے چار حرف ہیں اور ہر حرف کی آواز دوسروں سے بالکل الگ ہے۔ چنانچہ اس نے ان اٹھائیس حروف سے عربی حروف تہجی کی ابتدا کی۔ یہ کہانی غلط ہو یا صحیح ہمیں اس سے بحث نہیں۔ لیکن یہ بات ضرور ہے کہ ان میں ہر مجموعے کے ہر حرف کی آواز دوسروں سے الگ ضرور ہے۔ اور ان ناموں میں اگر فی الواقع یہ کسی کے نام تھے عربی حروف ہجا کے تمام حروف آگئے ہیں۔

اب اس قسم میں ایک لکیر اوپر سے نیچے کی طرف کھینچ دی جاتی ہے۔ اور اس لکیر کے دائیں طرف مجموعے کے نمبر کے مطابق لکیریں نیچے سے اوپر کی طرف اس لکیر سے ملی ہوئی کھینچ دی جاتی ہیں۔ مثلاً مجموعہ نمبر ۶ ظاہر کرنا ہو تو اس طرح کریں گے اس مجموعہ کا خاص حرف ظاہر کرنے کے لئے بائیں طرف اتنی لکیریں جس درجہ کا وہ حرف ہو لکھدی جاتی ہیں مثلاً خ اگر لکھنی ہو تو اس طرح لکھیں گے علیٰ ہذا القیاس باقی حروف لکھے جائیں گے بمثال محمد منیر اگر لکھنا ہو تو اس طرح لکھیں گے۔ دوسری قسم میں بھی سات ہی مجموعے ہیں لیکن وہ یہ ہیں۔ ایقغ۱ بکرج۲ لشدم۳ تھنث۴ وسخ۵ عذحف۶ صضطظ۷ اس قسم میں ایک لکیر بڑی مثل سابق بنا کر باقی لکیریں مجموعہ اور حرف کی ترتیب ظاہر کرنے کے لئے ... لکھی جاتی ہیں مثلاً ع ظاہر کرنے کے لئے اس طرح ... مثلاً محمد منیر اس طرح لکھیں گے

نوٹ نمبر ۱۔ بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ پہلی قسم کے مجموعے

کی لکیروں کے موافق لکھے جاتے ہیں۔ اور دوسری قسم کے مجموعوں کے حروف

کے موافق لکھے جاتے ہیں و العاقل تکفیہ الاشارۃ

نوٹ نمبر ۲۔ اس طریقہ میں ہم نے دو قسم کے مجموعے بتائے ہیں۔ ایک مجموعہ ابجد والا اور

ایقغ بکرج والا۔ ان کے علاوہ دو مجموعے اور بھی بن سکتے ہیں۔

پہلا مجموعہ ابجد۔ ہوز حطی۔ کلمن سعفص۔ قرشت۔ ثخذ ضظغ اس مجموعے کے

طرف آٹھ تک لکیریں آسکیں گی اور بائیں طرف زیادہ سے زیادہ چار مثلاً غ ظاہر کرنے

کے لئے یہ شکل ہوگی۔

دوسرا مجموعہ ایقغ۔ بکر۔ جلش۔ دست۔ ھمنث۔ وصخ۔ زعذ۔ حفض۔ طضظ

کا ظاہر کرنے کیلئے یہ شکل بنے گی۔

یاد رہے کہ پہلی قسم کا مجموعہ دوسری قسم کی شکل بنانے کے لئے اور دوسری

قسم کی شکل بنانے کے لئے استعمال ہو سکتا ہے۔

نوٹ نمبر ۳۔ خط شجری بہت کم استعمال ہوتا ہے کیونکہ ہمیں

پڑتا ہے۔ یہ خط ایسی چیزیں لکھنے کے لئے استعمال ہوتا ہے جو بہت

تنبیہ۔ عربی زبان میں مندرجہ ذیل حروف نہیں ہوتے۔ پ۔ ٹ۔

اس لئے ان حروف کی بجائے مندرجہ ذیل حروف استعمال ہوتے ہیں

پ کی بجائے ب عموماً اور ف کبھی کبھی۔ ٹ کی بجائے ت۔ چ کی بجائے

ڑ کی بجائے ر۔ اور ژ کی بجائے ز۔ گ کی

کہ بہت زیادہ استعمال ہوتا ہے

اسی طرح

Marfat.com

[illegible] بعض مطالب کے واسطے خطوط پر موقوف ایجاد کئے ہیں
[illegible] اکثر انہیں خطوط میں لکھے جاتے ہیں از انجملہ جو راقم الحروف کو معلوم
[illegible] اول خط ہندسہ یا خط طلسم قاعدہ اس کا یہ ہے کہ ایک خط عرضی کھینچکر جو
[illegible] ہوں ان کے اعداد حروف اوپر خط کے اس طرح لکھیں کہ عدد احاد خط سے جدا رہے۔
[illegible] اور مائت خط کو قطع کر جائے اور ہزار کو خط سے خارج کر کے ختم کر دیتے
[illegible] نظم کیا ہے شعر احد خط زسد لیک میرسد عشرات ۔ مائتہ زخط گذرد
[illegible] مائت ہ اور ابجد یہ ہے ابجد، ہوز، حطی، کلمن، سعفص، قرشت، ثخذ، ضظغ ا
[illegible] احادی ہے ص تک عشرات ق سے ظ تک مائت اور غ ہزار ہے۔ پس اگر
[illegible] لکھنا ہو تو یوں لکھیں [illegible] دوم جس کے حروف تہجی یہ ہیں۔
[illegible] مثلاً اگر غریب پرور لکھیں
[illegible] سوم خند سر ایک کھڑا خط کھینچکر بجانب یمین خطوط بحرف بتعداد
[illegible] ابجد اور بجانب یسار بتعداد نمبر اس حروف کے کھینچیں یعنی اگر کلمہ سوم کا
[illegible] خط بجانب راست اور دو بجانب چپ مثلاً غریب پرور یوں لکھیں گے
[illegible] چہارم حروف تہجی کے سات لفظ چار چار حرف کے بنائے
[illegible] شصفط، ظلصف، قلم، لزی انہیں حرف اول مفتوح دوم مکسور
[illegible] چہارم ساکن [illegible] اول بتعداد نمبر لفظ کا لکھو اور جو حرف مطلوب ہو اعراب
[illegible] یوں لکھا جائیگا [illegible] پنجم شعر کم صلا او حط
[illegible] مصرع اول میں حروف مہملہ کے سات لفظ دو حتی
[illegible] لکھے جائیں [illegible] تو یہ ہوں گے مثلاً غریب
[illegible] یعنی ب پ ت
[illegible] گ ل م و ہ ی

Marfat.com

دونوں قسم کے حروف تبدیل کر کے لکھے جاتے ہیں [illegible]

قطعہ خط تبدیل حروف اس سے ایجاد ہوا کہ کوئی غیر معمولی [illegible]

سے مبدل ہوں نقطہ دار حروف بغیر منقوط کی جائیں حروف [illegible] ترتیب پر [illegible]

لکھا جائے۔ [illegible] [illegible]

مصنف تحفۃ المومنین نے بھی مرموزہ ابجدیں لکھی ہیں وہ ذیل میں درج کی جاتی ہیں۔

درخطوط مرموزہ و اقسام مشہورہ ان قلم ہندی [illegible]

[illegible] قلم ہندی کہ آحاد بخط [illegible] رسند و عشرات [illegible]

ازخط میگذرد والوف بعد از گذشتن زبلی مید ادد آحادات [illegible]

عشرات [illegible] باب [illegible] الوف [illegible]

قلم پرنادی پنج قسم است و اختلاف حروف در تحت می شود بہ ترتیب حروف اب [illegible]

ح خ د ذ ر ز س ش ص [illegible]

[illegible]

قلم عبرانی شش قسم است قسم اول عبرانی قدیم

ا ب ت ث ج ح خ د ذ ر ز س ش ص ض [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ق ک ل م ن و ہ لا ی [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] قلم سریانی دو قسم است ا ب ت ث ج

ح خ د ذ ر ز س ش ص ض ط ظ ع غ ف ق ک ل م ن و ہ لا ی [illegible]

[illegible]

[illegible] قسم سابع از عبرانی نیز یافته

ا ب ت ث ج ح خ د ذ ر ز س ش ص ض [illegible]

ط ظ ع غ ف ق ک ل م ن و ہ لا ی [illegible] قلم احمد

ا ب ت ث ج ح خ د ذ ر ز س ش ص ض [illegible]

[illegible] ط ظ ع غ ف [illegible]

[illegible] قسم دوم از آنها ترتیب حروف ابجد [illegible]

[illegible] قلم دیگر از حجاز که موافق انقلم ردیست

ا ب ت ث ج ح خ د ذ ر ز س ش ص ض [illegible]

[illegible]

Marfat.com

ا ا اسا [illegible]

ش ص د [illegible]

م ن و ه لا ی لا [illegible]

ابجد ا ب ت ث ج ح خ د ذ ر ز س ش ص ض ط ظ ع [illegible]

ض ط ظ ع غ ف ق ک گ ل م ن و ه لا ی [illegible]

[illegible] ا ب ت ث ج ح خ د ذ ر ز س ش ص [illegible]

لا [illegible] ض ط ظ ع غ ف ق ک ل م ن و ه لا ی [illegible]

[illegible] ا ب ت ث ج ح خ د ذ ر ز [illegible]

د ج ت [illegible] ط ظ ع غ ف ق ک ل [illegible]

ح ی ص ض ل ن [illegible] ابجد ا ب ت ث ج ح خ [illegible]

س ش [illegible]

[illegible] ا ب ت ث ج ح خ د ذ ر ز س ش ص [illegible]

ض ط ظ ع غ ف ق ک ل م ن [illegible]

[illegible] ا ب ت ث ج ح خ د ذ ر ز س ش ص ض [illegible]

ت ص ض [illegible] ط ظ ع غ ف ق ک ل م ن و ه [illegible]

[illegible]

ر ز س ش ص ض [illegible]

ک ل م ن و ه لا ی [illegible]

[illegible] ا ب ت ث [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] ابجد [illegible] ی ک ل م ن س ع [illegible] ب ا د م ا ه ا ف

[illegible] ص ق ر ش ت ث خ ذ ض ظ غ [illegible]

[illegible]

قلم [illegible] بترتیب ابجد

[illegible] ی ک ل م ن س ع ف عالم [illegible]

[illegible] ص ق ر ش ت ث خ ذ ض ظ غ [illegible]

[illegible] که [illegible] میان کتاب [illegible] نوشته اند بدستور حروف تهجی ا ب ت ث

[illegible] ۳۵۳۹۶۲۲۲۱۳۷۷۳ [illegible] ض ط ظ ع غ ف

[illegible] قلم حروف برائے

[illegible] ح خ د ذ ر ز س ش ص [illegible]

[illegible] ی ک ل م ن و ه لا ی [illegible]

[illegible] قلم [illegible] بترتیب حروف [illegible]

[illegible]

[illegible] قلم [illegible] بترتیب حروف ا ب ت ث ج ح خ د ذ ر ز س ش

[illegible] ص ض ط ظ ع غ ف

[illegible] قلم [illegible] ب

[illegible] ا ب ت ث ج ح خ د ذ ر ز س ش ص [illegible]

[illegible] ک ل م ن و ه لا ی [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] قلم کتاب تصحیف نوع وغیرہ بترتیب حروف [illegible]

[illegible]

قلم کتاب فی ابن دکھزا اسس بترتیب حروف اب ت ث [illegible]

[illegible] قلم [illegible]

روحانی بترتیب حروف [illegible]

[illegible] قلم روحانی بترتیب حروف [illegible]

[illegible]

حروف اب ت ث ج ح خ د ذ ر ز س ش ص [illegible]

[illegible]

[illegible]

بترتیب ابجد اب ج د ہ و ز ح ط ی ک ل م ن [illegible]

[illegible]

[illegible] قلم [illegible] بترتیب حروف [illegible]

[illegible] بترتیب حروف [illegible]

[illegible]

[illegible] قلم [illegible]

[illegible]

[illegible]

Marfat.com

[illegible]

الرقاشی بترتیب حروف [illegible]

[illegible]

[illegible] قلم یعقوبی بترتیب حروف اب ت ث ج ح خ د ذ ر ز س ش ص [illegible]

[illegible] ص ط ظ ع غ ف

[illegible]

[illegible] قلم النقاشی بترتیب حروف ابجد [illegible]

[illegible]

[illegible] قلم داودی بترتیب حروف [illegible] الم اکثر باین خط نوشته اند [illegible]

[illegible]

[illegible] قلم طبے علے بترتیب حروف ابجد ۱ ۲ ۳ ۴ ۵ ۶ ۷

[illegible] قلم جعفری بترتیب حروف

[illegible]

[illegible] قلم [illegible] بترتیب ابجد [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] قلم بترتیب حروف ا ب ت [illegible]

[illegible] در نسخه هکذا

[illegible]

[illegible] قلم [illegible] بترتیب حروف [illegible]

[illegible] قلم سحر کرده ک

[illegible] ابجد [illegible]

[illegible] آں قلم دیگر [illegible]

[illegible]

رباعی

خطے کہ زنقطہ [illegible] بود خط [illegible] | خطے کہ زنقطہ [illegible]

خطے کہ زنقطہ در گرہ روحط [illegible] | خطے کہ [illegible]

یہ ابجد مرموزہ قرابادین کوبی میں ہے

[illegible]

[illegible]

نوٹ : چونکہ قرابادین کوبی میں [illegible]

درج کیا گیا ہے بطلیموس یونان کا مشہور حکیم ہے اگر [illegible]

ان میں یونانی ابجد کی مشابہت ہوتی یہ نام [illegible]

غلط ہے ۔ کیونکہ اس میں تمام حروف [illegible]

کوبی میں بعض نسخے [illegible]

[illegible]

[illegible] تحقیقات ماہر

[illegible] پروردگار عالم! ابتدا میں کتاب کا آغاز کیا تھا۔ اور اب عبدیت کا یہ تقاضا ہے کہ تیرے ہی شکر و سپاس

[illegible] ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم ؕ

علم الکتابت جو میں نے جسقدر لکھا ہے۔ علمی شان سے تو وہ نیا مضمون نہیں ہے لیکن اردو زبان کے لیے

[illegible] حیثیت سے بالکل اچھوتا ہے۔ اگرچہ مضمون خشک ہے لیکن شائقین علم کیلئے اسقدر خشک نہیں ہے کہ مونگ کی

[illegible] ہیں! ہر عنوان میں خاص لذت اور نمکینی ہے اور نمک کے علاوہ شیرینی بھی بقدر اسقدر کہ خوشگوار ہو

[illegible] خطاطان پر کیا گیا ہے اور قصداً کیا گیا ہے کیونکہ یہی وہ مقدس نفوس تھے جنھوں نے علم خط کو عروج

[illegible] پہنچایا اور سلاطین کی قدردانی سے کوئی زریں قلم ہوا اور کوئی یاقوت رقم اور ارکان دولت نے فیاضی

چنانچہ ان بزرگوں کے فخر و مباہات کیلئے یہ قدردانیاں کافی ہیں۔ خدا بخشے ہزاروں خوبیاں تھیں مرنے والوں میں

[illegible] اپنے زمانہ کے خطاطوں کا تذکرہ تاریخوں میں کیا ہے۔ اسکے بعد خود ان کے نوشتہ مجلدات، قطعات، رباعیات اور

[illegible] ہیں جنہوں نے ان کو بقائے دوام کے دربار میں حسب حیثیت نشستوں پر جگہ دی ہے جو رہتی دنیا تک ممکن ہے لیکن ہمارا بھی یہ

[illegible] کو ایک مجلس میں جمع کریں موجودہ اور آئندہ نسلوں سے روشناس کرائیں اور انکے کمالات کی داد دیں اور ہمیشہ فخر و مباہات سے یاد کریں

[illegible] سب سے پہلی کتاب غالباً استحان انتقلا ہے۔ یہ خطاطوں کا تذکرہ ہے جسکو مرزا سنگ لاخ نے طہران سے ۱۲۹۱ھ میں شائع کیا۔

[illegible] خط خطاطان ترکی زبان میں ہے یہ حبیب آفندی کا مصنفہ ہے۔ جو قسطنطنیہ سے ۱۳۰۵ھ میں شائع ہوا اسمیں عراقین

[illegible] چیتیس خوشنویسوں کا ذکر ہے۔ تیسرا تذکرہ بزبان فرنچ کلمنٹ ہوارٹ کا ہے جو پیرس سے ۱۹۰۸ء میں شائع ہوا ہے۔

[illegible] مفتاح الخطوط ہے جو رضا علی شاہ قادری ہندی کی تصنیف ہے۔ مگر افسوس ہے کہ اسمیں ہندوستان کے ارباب فن کا ذکر

[illegible] تذکرہ حبیب آفندی ہے اور کلمنٹ ہوارٹ نے مفتاح الخطوط کا بھی ترجمہ کر دیا ہے۔ پانچواں تذکرہ ان مختصر

[illegible] غلام محمد دہلوی کا ہے جو فارسی میں ہے جسکو ۱۹۱۰ء میں ایشیاٹک سوسائٹی کلکتہ نے شائع کیا ہے۔

[illegible] باعتبار تحقیق ترتیب پہلا تذکرہ ہے جسمیں متقدمین کا بھی تبصرہ کیا گیا اور خوشنویسوں کے حالات اور بعض اساتذہ کی اصل

[illegible] اس کتاب کے لکھنے کا مقصود یہ تھا تمام دنیا کی ابجد ول کی تاریخ اور حروف کی صورت پر تبصرہ کرتا مگر [illegible]

[illegible] ہے۔ اس کتاب میں اس باب کا اضافہ بھی ضروری تھا جو ایک مستقل کتاب کا حق ہے کیا گیا اسکے علاوہ کاغذ

[illegible] کی ایجاد پر بھی پوری پوری روشنی ڈالی گئی ہے۔ میں نے اس کتاب کے لکھنے میں انتہائی تحقیق سے کام

[illegible] لیکن پھر بھی [illegible] ناظرین سے ملتمس ہوں کہ اگر کوئی غلطی معلوم فرمائیں تو مطلع فرمائیں

[illegible] اللہ عالم بطفیل احمد مجتبیٰ و محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اس

خادم الناس

محمد [illegible] ماہر اکبرآبادی

Marfat.com

فہرست مضامین کتاب "الحروف"

مضمون	صفحہ
تعنون	۲
حصہ اول	
دیباچہ	۳
تخلیق السنہ یا زبانوں کی بناوٹ	۴
آغاز آفرینش السنہ اقوام عالم	۱۲
حضرت نوح کے طوفان سے قبل تہذیب اور تمدن	
کا کیا حال تھا؟	۱۵
السنہ اقوام عالم میں سامی زبان کا درجہ	۱۷
شجرۂ السنہ سامیہ	۱۹
شجرہ کی تشریح	۲۰
علم الحروف یا علم الکتابت	۲۲
کتابت کا زبان سے حقیقی رشتہ ہے	۲۳
ابجد کی ایجاد کے اسباب	۲۳
ابجد کس زمانہ کی ایجاد ہے۔	۲۴
مصر کی قدیم تہذیب	۲۶
ترکیب حروف کا نام ابجد یا علم الخط ہے	۲۷
قرآن کریم کی ابجد	[illegible]
خط کی تعریف	[illegible]
کتابت کے ابتدائی خاکے	[illegible]
مصری ابجد اور اسکا رسم الخط	[illegible]
مقدس خط ہیرو غلیفی	[illegible]
ہیراطیقی	[illegible]
دیموطیقی	[illegible]

[illegible]
آرامی اور نبطی
تدمری
مسند سبائی
صفوی۔ ثمودی۔ لحیانی
سطرنجیلی
قلم الفتوح [illegible]
سومری خط
خط سریانی
خط حمیری [illegible]
خط حبشی
[illegible]
نشان کتابت
[illegible]

Marfat.com

مضمون	صفحہ
[illegible]	[illegible]
[illegible]	۵۲
[illegible] کے اسباب اور ان کے قلم	۵۵
[illegible] میں [illegible] کیا ترمیم ہوئی	[illegible]
[illegible] ب	۵۸
[illegible]	۵۹
[illegible] عباسیہ میں علم خط کی ترقی	۶۱
[illegible]	۶۳
[illegible] کی مشہور تصانیف	۶۶
[illegible]	۶۶
[illegible]	۶۶
[illegible]	۶۶
[illegible]	۶۷
[illegible]	۶۷
[illegible]	۶۷
[illegible]	۶۷
[illegible]	۶۷
[illegible]	۶۷
[illegible]	۶۷
[illegible]	۶۷
[illegible]	۶۷

مضمون	صفحہ
خط حواشی	۶۷
قلم الریاسی	۶۸
قلم النصف	۶۹
خفیف الثلث	۶۹
المسلسل	۶۹
قلم المرصع	۶۹
قلم النساخ	۶۹
مقطوع الحوائج	۶۹
قلم غبار الحلیہ	۶۹
خط کوفی کا مصلح اعظم ابن مقلہ	۶۹
خط محقق	۷۰
خط ریحاں	۷۰
خط ثلث	۷۰
خط ریحانی	۷۰
خط توقیع (مناخیر)	۷۰
خط رقاع	۷۰
خط نسخ	۷۱
ابوالحسن بن ہلال معروف بہ ابن بوّاب	۷۲
خط نسخ کی قلمیں	۷۴
طومار کامل	۷۴
مختصر الطومار	۷۵
ثلث۔ توقیع۔ رقاع۔ غبار یا قلم الجناح	۷۵
خفیف الثلث	۷۵
[illegible] سہنا کی زبان	۷۶
[illegible] یک	۷۷
[illegible] ستانی	۷۸

Marfat.com

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
اسنلاطینی	۸۰	[illegible]	[illegible]
ٹیٹانک	۸۱	[illegible]	[illegible]
ہیٹروزین	۸۱	ارامی [illegible]	[illegible]
ایلونک	۸۲	ہزوارش (زوارش) [illegible]	[illegible]
حصہ دوم		**قدیم ایرانی ہفت قلم**	
خطوط ممالک ایران یا عجم	۸۴	دین دفتریہ	
تحقیق لفظ ایران	۸۴	ویش دبیریہ	
ایران کی مختصر تاریخ	۸۵	الکستج	
طبقات حکومت	۸۵	نیم کستج	
اشوری دور	۸۵	شاہ دبیریہ	
میڈوی دور	۸۶	نامہ دبیریہ	
اشوری تصویری خط	۸۶	رازسہریہ	
ہخامنشی (اے کی می نی آن) یا قدیم ایرانی دور	۸۶	راس سہریہ	
نقش رستم	۸۶	ہفت قلم عہد اسلام	
کوہ بے ستون	۸۶	خط تعلیق (ترسیل)	
طوائف الملوکی	۸۷	خط مطلق	
ساسانی دور	۸۷	قلم وشتی	
پہلوی زبان	۸۷	قلم دیوانی	
اشکلی	۸۸	قلم فارسی	
خط مساری	۸۸	خط شفیعہ	
عہد اسلام	۸۸	خط تعلیق اور اسکا استاد کی تاریخ	
ایران قدیم کا رسم الخط	[illegible]	خط فرامورز	
پہلوی خط	[illegible]	[illegible]	
پہلوی کا ماخذ			
پہلوی زبان			

Marfat.com

مضمون	صفحہ
[illegible] حسین [illegible] ترقی	۱۰۷
[illegible] اسلامیہ اور ان کا لکھنے والا جہاں	۱۰۹
[illegible] اور فارسی کا رواج ہے	
[illegible] عثمانیہ	۱۰۹
[illegible] مصر	۱۱۰
[illegible] یمن اور شام	۱۱۰
ممالک [illegible]	۱۱۱
[illegible] (فیز)	۱۱۱
[illegible] کوفی خط	۱۱۱
خط قیروان	۱۱۱
خط تونسی	۱۱۱
خط جزائری	۱۱۱
[illegible]، زنجبار، حبش، جو [illegible]	۱۱۲
[illegible] شیہ	
[illegible] (اسپین)	۱۱۳
[illegible] یا قرطبی خط	۱۱۳
[illegible]	۱۱۳
[illegible]	۱۱۴
[illegible]	۱۱۷
[illegible]	۱۱۷
[illegible]	۱۱۷
[illegible]	۱۱۷
[illegible]	۱۱۷
[illegible] اصطلاح [illegible]	[illegible]
[illegible] کے [illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]

مضمون	صفحہ
افغانستان	۱۲۱
پامیر	۱۲۲
بلوچستان اور مکران	۱۲۳
ہندوستان	۱۲۳
لکھنؤ اور خطاطی	۱۲۵
دولت مغلیہ میں علم خط کی ترقی	۱۳۴
دارالسلطنتہ دہلی۔ اکبرآباد (آگرہ)	۱۳۴
ظہیرالدین محمد بابر	۱۳۴
خط بابری	۱۳۴
نصیرالدین محمد ہمایوں	۱۳۵
جلال الدین محمد اکبر	۱۳۵
محمد اصغر ہفت قلم	۱۳۶
خواجہ عبدالصمد شیریں قلم	۱۳۶
علامہ میر فتح اللہ شیرازی	۱۳۶
محمد حسین کشمیری زریں رقم	۱۳۷
مظفر علی	۱۳۷
خنجر بیگ	۱۳۷
راجہ ٹوڈرمل کھتری	۱۳۷
مرزا عبدالرحیم خان خاناں	۱۳۷
مرزا ایرج و مرزا داراب	۱۳۸
مرزا عزیز کوکلتاش	۱۳۸
رائے منوہر	۱۳۸
ملا عبدالقادر اخوند	۱۳۸
محمد یوسف کابلی	۱۳۸
خواجہ ابراہیم حسین	۱۳۸
[illegible] قاسم [illegible] رقم	۱۴۵

Marfat.com

حسین بن احمد چشتی

ثابت ... ناصر

... احمد ...

نورالدین محمد جهانگیر ...

میر عبدالله ترمذی ...

... محمد شریف

... محمد حسین

شاهزاده خسرو

شاهزاده سلطان پرویز ...

... علی ارشد

محمد بن اسحاق ... ابرو ...

ابوالمظفر شهاب الدین محمد ...

عبدالحق الشیرازی ...

میر محمد صالح تبریزی

... باقی ...

... یاقوت رقم خان

... عصمت ...

[illegible]

[illegible]

[illegible]

Marfat.com

مضمون	صفحہ
...ت برطانیہ	۱۵۶
حصہ سوم	
...قلم سیاہی	۱۵۸
علوم اور علم اخلاق کی ترقی کا باعث کاغذ	
وقرطاس کی ایجاد ہے	۱۵۸
قلم	۱۶۳
روشنائی یا مداد	۱۶۵
حصہ چہارم	
قدیم خطاطی کا وہ نمونہ جس میں تصاویر کے	
ذریعہ ما فی الضمیر ظاہر کیا جاتا تھا	۲
قدیم ابجدیں ۔ سنگرالا جو پتھروں پر کندہ کی	
جاتی تھی سنجرلی ۔ ... برس ق ۔ م ۔ طما یا تما	۳
... برس ق ۔ م ۔ قدیم سبائی	
قدیم ابجدیں ۔ میونسکی ۔ گلو گوٹک ۔	
... کیمولک ۔ خوردشتی براہمی ۔ عربی ۔	۴
...یائی زبان کے مختلف ادوار	۵
...ی زبان کی ابجد اور اسکا رسم الخط	۶
جاپانی ابجدیں ۔	۹
...چینی علامتوں کی ابجد	۱۳
... ابجد ... رائج تھی	۱۳
...زبان کی ابجد	۱۴
[illegible]	
[illegible]	
[illegible]	

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com